

مودری حساب

اور ان کی تحریرات کے متعلق چند اہم

مضامین

نکھنے والے

شیخ الاسلام مولانا یحییٰ عین احمد مدنی قدس سرہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ
مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
محدث عصر حضرت مولانا محمد یوسف نور مدظلہ
مولانا مفتی رشید احمد صاحب شرق المدارس کراچی
مولانا حکیم محمد اختر صاحب انجمن ہنرمندان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کراچی
اور دیگر حضرات

دارالافتاء

موردی صاحب اور اُن کی تحریرات کے متعلق چند اہم مضامین

ترجمہ جہانت اسدی کے، مدیر اور اُن کے بالائے سربراہی میں موردی
کی تحریفات، تبلیغات کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے

لکھنے والے

شیخ الاسلام مولانا سید حسین محمد مدنی قلمی سلسلہ
شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم
مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
حضرت صدر کثرت مولانا محمد یوسف بنوری
مولانا مفتی برہید احمد صاحب اشرف المدارس اہل ہند
مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب انجم مجلس مشائخ السنہ
مولانا فہیمد یوسف مدنی قلمی مدینہ کراچی

اور دیگر حضرات

دارالاشاعت

متصل اردو بازار کراچی

فون ۲۱۳۷۹۸

میلنے کے پتے

۱۔ مکتبہ ہمدانیہ باب العزیز مکتبہ معظّمہ
۲۔ مکتبہ الحجاز امیدیلہ المنورہ

سعودی عرب

۱۔ درالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی
۲۔ مطبعہ کتب خانہ ۳۷ جی ناظم آباد کراچی ۵۱
۳۔ مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۵۱
۴۔ ادارۃ البیروت کراچی ۲۴
۵۔ ادارۃ املا میات ۱۹ انارکلی لاہور

پاکستان

۶۔ ملک سمیرا ہجرت کتب خانہ ۲۲۱ فیصلہ ۲

۱۔ مکتبہ قادیانہ کھوی نہ ظاہر انطو سہ ماہیہ لاہور
۲۔ مکتبہ خانہ اشاعت انجمن محامد نقی سہ ماہیہ لاہور

ہندوستان

۸۷	وادیہ حبیب اللہ خان کو ترمیم	۵۱	رہے محافل معارف علامہ
۸۸	موردی صاحب کو ترمیم	۵۲	سید سیدان احمدی
۹۰	موردی صاحب کو ترمیم	۶۰	راستہ قاری شیخ شمس
۹۱	موردی صاحب کو ترمیم	۶۱	موردی صاحب کو ترمیم
۹۲	موردی صاحب کو ترمیم	۶۲	راستہ قاری مولانا
۹۳	موردی صاحب کو ترمیم	۶۳	راستہ قاری مولانا
۹۴	موردی صاحب کو ترمیم	۶۴	راستہ قاری مولانا
۹۵	موردی صاحب کو ترمیم	۶۵	راستہ قاری مولانا
۹۶	موردی صاحب کو ترمیم	۶۶	راستہ قاری مولانا
۹۷	موردی صاحب کو ترمیم	۶۷	راستہ قاری مولانا
۹۸	موردی صاحب کو ترمیم	۶۸	راستہ قاری مولانا
۹۹	موردی صاحب کو ترمیم	۶۹	راستہ قاری مولانا
۱۰۰	موردی صاحب کو ترمیم	۷۰	راستہ قاری مولانا
۱۰۱	موردی صاحب کو ترمیم	۷۱	راستہ قاری مولانا
۱۰۲	موردی صاحب کو ترمیم	۷۲	راستہ قاری مولانا
۱۰۳	موردی صاحب کو ترمیم	۷۳	راستہ قاری مولانا
۱۰۴	موردی صاحب کو ترمیم	۷۴	راستہ قاری مولانا
۱۰۵	موردی صاحب کو ترمیم	۷۵	راستہ قاری مولانا
۱۰۶	موردی صاحب کو ترمیم	۷۶	راستہ قاری مولانا
۱۰۷	موردی صاحب کو ترمیم	۷۷	راستہ قاری مولانا
۱۰۸	موردی صاحب کو ترمیم	۷۸	راستہ قاری مولانا
۱۰۹	موردی صاحب کو ترمیم	۷۹	راستہ قاری مولانا
۱۱۰	موردی صاحب کو ترمیم	۸۰	راستہ قاری مولانا
۱۱۱	موردی صاحب کو ترمیم	۸۱	راستہ قاری مولانا
۱۱۲	موردی صاحب کو ترمیم	۸۲	راستہ قاری مولانا
۱۱۳	موردی صاحب کو ترمیم	۸۳	راستہ قاری مولانا
۱۱۴	موردی صاحب کو ترمیم	۸۴	راستہ قاری مولانا
۱۱۵	موردی صاحب کو ترمیم	۸۵	راستہ قاری مولانا

پیش لفظ

ابا بعد البسمہ اذہم السو حین درجہ پنجم۔ تھمکہ لا تھمینی علی رؤسہ انھم فیہ
یجوز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد نیکر صاحب غفرلہ عنہما جو بیرون دست برکات محمدی صاحب
تقدیر موزونیت اور صاحب مولانا محمد خضر صاحب کرمی سلاطین حقانی کا کتاب موزون صاحب کلامی انگریزی
پر مشتمل ہے اس سے نقل یہ دونوں کتابیں پہنچائی اور ہندوستان میں شائع ہو چکی ہیں صاحب انجم حضرت شیخ
الحدیث دامت برکاتہم دونوں کو یکساں کیا جا رہا ہے۔ مذکورہ بال دونوں کتابوں کے آخر میں حضرت
اندلسی شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کا ایک کتب گری علی حق کر دیا گیا ہے۔ ہندوستان سے کسی
صاحب نے تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے طریق کار کے بارے میں کچھ لکھا تھا، اور بعض دوسرے
جماعت اسلامی کو ترجیح دے کر حق مذکور سے دین کی ریت و تہی سبب اور سیاسی حالات سے بھی
بہرہ ریزی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث نے ان کو جواب لکھ کر اتھا اس کی نقل اس مجلہ میں شائع کر
دی گئی ہے۔ ہائی جماعت اسلامی جناب سید ابوالحسن علی محمد دی کے انکار و خیالات ان کی کثرت اور تعصبات
میں پائے جاتے ہیں چونکہ وہ ایک مصلحتی نہیں بلکہ ایک جماعت کے دل جی ہیں جس کی وجہ سے
ان کی کتابیں بہت زیادہ تعداد میں شائع ہوتی رہتی ہیں اور باعث عمومی کے حضرت بڑی منت
کاوش کے ساتھ موزون صاحب کی کتابوں کو اور ان کے انکار کو خیالات و رجحانات کو چیلانے رہتے ہیں۔
جماعت میں شہرت کی رغبت دیکھ کر اعلیٰ درجہ پروردگار کے حکم کے انکار و خیالات کی رغبت دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے
اگرچہ ہمارے انکار و انکار اور بدنامی کے لیے یہ سب کچھ نہیں کرنا چاہتے اور خود ہی صاحب درجہ پنجم
میں کوئی غرض نہیں کہ جماعت اسلامی کے افراد اور دوسرے صاحب انکار و خیالات سے کہ ہر طرح متعلق ہیں
لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کے طریقہ بدی جماعت کا اور جو درجہ جماعت کا مال اور امیر ذیل ہو اس کی طرح جماعت
سے متعلق رہنے والے اس کے ذیل و خیالات کے خلاف نہیں ہو سکتے کہ وہ کچھ ہے، مشہور ہے کہ وہی جماعت ہی کہنا
صاحب کی ہمتی غریب میں ملتا ہے۔

محبہ حضرت محمد کریم ﷺ کے ساتھ جو اب مولوی صاحب کی محاورات و تعنیات میں نہیں، ان لوگوں کے خدا میں نظر نہیں ہے۔
تو قرآن مجید میں جو چیزیں مذکور ہیں ان کی شانہ و شوکت کی کیا نہیں خوب مراد لیں وہ حبیب نے اچھ پر مکی تو جو مذکور ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَعْرِفَةُ وَتَهْلُكَةُ رُسُلِ اللَّهِ ﷺ

موردی صاحب اکابر اُمتی تطریح و حقائق و بضائر

تألیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

مجازیت حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
و عافوا عنہا حضرت مولانا عبد الغنی صاحب حمزہ علیہ

الاکابر

حضرت حکیم اُمت محمد الہی مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم

مضامین اکابر امت

- ۱) حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی
 ۲) حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی
 ۳) حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی
 ۴) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب داماد برکاتہم
 ۵) حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی
 ۶) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب داماد برکاتہم
 ۷) دارالعلوم دیوبند
 ۸) حضرت مولانا مفتی محمد علی حسن صاحب مدنی (مفتی عظم دیوبند)
 ۹) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب داماد برکاتہم (مفتی عظم پاکستان)
 ۱۰) حضرت مولانا محمد یونس صاحب مدنی (داماد برکاتہم)
 ۱۱) مکتبہ مدنیہ عربیہ اسلامیہ لاہور
 ۱۲) حضرت علامہ سید سلیمان صاحب مدنی
 ۱۳) حضرت مولانا محمد علی صاحب دہلوی
 ۱۴) حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب داماد برکاتہم (مفتی دیوبند)
 ۱۵) حضرت مولانا منظور نعمانی (داماد برکاتہم) امین القرآن لکھنؤ
 ۱۶) حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں (استاد برکاتہم) مدرسہ تفسیر
 ۱۷) حضرت مولانا عبد الباقی صاحب مدنی
 ۱۸) حضرت مولانا مفتی زکریا احمد (دارالافتاء اشرفیہ مدراس)
 ۱۹) ناظم آباد۔ مدنی شیخ الحدیث (دارعلوم کراچی)
 ۲۰) حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب مدنی
 ۲۱) سابق مہتمم دانشیہ المدینہ (دارالعلوم لاہور)
 ۲۲) مکتبہ کراچی: حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی

تقریظ از

علامہ عشر محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری
 دامت برکاتہم العالیہ محکمات مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی و صدر و فلاح مدرسہ
 عربیہ دایمہ رئیس تحفظ ختم نبوت پاکستان
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

گرامی و عزیز باد و محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب زیدت - عالم ہم کا مرتب
 کردہ رسالہ "کافرا امت اور مودودی صاحب" کو دیکھ کر دل خوش ہو رہا ہے
 کہ اس پرکشش و دور میں سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ ایمان کے دوال کا خطرہ
 پیدا ہوا اور سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس قسم کے فتنوں سے بچنے کی کوشش ہو
 مولانا محی صاحب کے دماغ و مقامات و تالیفات میں ایسے حلوں کا مواد

۱۔ خوفناک تہرات موجود ہیں جن کے جدید نسل جو تادم علوم دین سے
 ناواقف ہیں وہ گمراہی و ضلالت ہی نہیں کفر مرتد میں مبتلا ہو جائیں گے۔
 عصر حاضر کے کلمہ برین امت کی رائے امت کے سامنے پیش کرنے سے ایک اہم ذریعہ
 پیدا ہو جاتا ہے۔ اکثر کلمہ برین رائے اس وقت کی ہے جب کہ مودودی صاحب کی
 تفسیر تفسیر القرآن اور خلافت و تکوینت جیسے کتابیں امروز میں نہیں آتی تھیں
 لیکن ابتدائی دور میں چند ہی مسائل و مباحثات سے جنیوری و ریوری دور فرست
 جانی سے فتنے کے عقب کو تباہ گئے اور اگر بعد کی چیزیں سامنے آجائیں تو شاید

نیادہ سرائیت کے ساتھ۔ ورنہ خدا کے ساتھ کچھ فرماتے بہر حال پر مجبور نہ رہنا۔
 دقت کی بہرہ لگاتے تھے تو موصوت نے اذکیہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائی اور امت کو
 بہرہ لگایا۔ مثال سے نجات عطا فرمائی ہیں اور اذکیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوت
 صاحب کو یہ تائیدی نصیب فرمائے کہ صاف صاف ان خلافات سے توبہ کر کے
 اعتقاد حق کریں۔ ورنہ اپنے قلم سے اس پر جو غصہ اعلان کریں گا کہ اس کا خاتمہ بھی
 ہو جائے جو اذکیہ و تمسک بھی اس کی تائیدات سے مزید گہرائی میں مبتلا نہ ہو۔
 اور حدیث نبوی صریحاً ہے کہ اسلام سیدنا محمد ﷺ سے شروع ہوا اور اذکیہ
 عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور خیرین عظیم سے پہلے اور تو اسی بالحق کا
 یہی تقاضا ہے کہ قوت کو لے نامہ مسلمانوں کو بھیج سمجھ اور صحیح عمل کی توفیق نصیب
 فرمائیے آمین۔

محرم پوسٹ، ٹوئینی خفا، سندھ

یکشنبہ و شنبات ۱۳۱۵ھ

۷ اگست ۱۹۹۷ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مُقَدِّمہ

اما بعد : ہفت مجلہ اشرف عفا اللہ عنہ عربی زبان ہے کہ حق پرستوں کی
 احزاب جماعت اسلامی کی قومی ضرورت کی تعریف کرتے ہوئے موصول
 کرتے تھے کہ جس امت میں ان کا پرستش کی کیا نسبت ہے اور ہم کو کیا
 کرنا چاہیے ۔ اُمت کی اس پریشانی اور تشرذم کو حل کرنے کے
 لئے دل میں یہی تقاضا ہوا کہ ان کا پرستش جو عمر دین کے مستند
 ماہرین ہیں اور اُمت کے سوا انظر ان کے حیات میں اور
 بعد اُمت بھی ان کے آزاد و فکری ہر امتداد کی سب ان کو یک
 رسال کی ضرورت ہیں جمع کر دیا جائے تاکہ ہر سال یہ سہرا دور
 خاص بنی کر پڑھنے اس جماعت کے سب کوائف یا تبادلات یا
 اس کے ضرورت مستقیم پر پڑھنے نہ ہونے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جائے
 اللہ تعالیٰ اس فنکار و دانشور کو اپنی جہت سے اُمت کے لئے
 نافع و امان فرمائیں اور قبول فرمائیں آمین ۔

الغالبین، محمد رفیع مودودی مدظلہ

حوالہ جات اور مآخذ

- ① اشرف السوانح : (حضرت خواجہ فیروز گنجی)
- ② فقہ مودودی : مصنفہ : حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم - مطبوعہ کراچی
- ③ عاویۃ و فارع : مصنفہ : مولانا سید نور الحسن بخاری
- ④ صراط مستقیم (ایڈیشن دوم)
- ⑤ مسکاتیب سلیمان : مولانا مسعود عالم ندوی - مطبوعہ لاہور
- ⑥ حق پرست علماء کرمی مودودی سے تار و فضل کے اسباب
- ⑦ کلام طیب : محبوب الطالیق برقی پریس دہلی
- ⑧ مائتہ بیئات : کراچی
- ⑨ منصب نبوت اور ان کے عالی مقام حاملین
(مولانا ابوالحسن علی ندوی)
- ⑩ جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک
مولانا منظور نعمانی - مدیر انقوان - ناشر مولانا قمر الدین
- ⑪ جماعت اسلامی سے حق الیقین کیوں ؟ (مضبوطہ ڈھکہ)
- ⑫ مکتوب ہدایت - مطبوعہ کتب خانہ اعجازیہ ریونہ
- ⑬ مودودی اور ایک ہزار علماء - مضبوطہ ملتان
- ⑭ ترجمان الاسلام - لاہور
- ⑮ رسالہ عربیہ - الاستاذ المودودی (مطبوعہ کراچی)
- ⑯ مصنفہ : حضرت مولانا محمد یوسف بخاری دامت برکاتہم
- ⑰ استقلیۃ ضروری - مطبوعہ ریمپور

یا نکل غفور اور بڑا ہو جاتا ہے۔

آپ حضرات سے امیدوار ہوں کہ اس فقے سے مسلمانوں کو بچاتے کے لئے سکوت و خلعت اور چشم پوشی کو دور کر دیں کہ حسب اسناد
در حقہ کہ مکمل ترقی است پاسے
: شروع شدہ سے برآمد جائے
پہلے ہی بعد و بعد کام میں لائیں گے۔

حسین احمد غفرہ ۱۔ ہمدانی الثانی ۱۳۴۰ھ

دارالعلوم دیوبند

راستے عالی حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دیوبند

(مکتوب ہدایت ص ۱۰ طبع کتب خانہ غفرانہ دیوبند)

موردی جماعت کے ائمہ مولائی مولانا علی مودودی کو میں جانتا ہوں وہ کسی معتدات معتد علیہ نام کے تگم اور رفیقہ ریافتہ نہیں ہیں اگرچہ ان کی نظر اپنے مطالعہ کی سمت کے لحاظ سے وسیع ہے تاہم اپنی رجحان ضعیف ہے۔ اجتہاد کی مشاں نوایں سہ اشیاں جو سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علمائے عظام جگہ صحابہ کو اہم پر بھی عزائمات میں اس نے مسلمانوں کو اس تحریک سے منجھ رہا یا ہے۔ امدان سے میں بول رہا ہوں کہ کھانا چاہیے ان کے مضامین نظام و کش اور اچھے معقول ہوتے ہیں مگر ان میں دو باتیں دل شیر مٹھتی چلی ہوتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں اور ہر مکان اسلام سے وطن کر دیتی ہیں۔

(مفتی محمد کتبیت الدین بانی دارالافتاء)

دہلی

موردی جماعت اور اس کے لڑیچکے متعلق

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کا یہ خطوری دامت برکاتہم کا
۲۰ سال قبل ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ کا خط

دہام حضرت مولانا حکیم محمد قرضاوی: نظم بھلن شاعرانہ محض۔ کراچی،
کرم و محترم حکیم صاحب: زیارت ممتاز مکرم

بعد سلام مسنونہ فرمائی تاہم دستچا جس میں اس کا کارہ کا خیال موردی جماعت
اور اس کے لڑیچکے متعلق وہ وقت فرمایا گیا ہے جس سے تعجب ہو اس کا کارہ کا
اختلاف و ہندوستان میں پھر منظر آئیں سے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کا ہرگز نہ
جیتا اور اکابر ملے دیوبند و نظام العلوم کا متفق فیصلہ شائع ہوا تھا اس پر
ہمارے بھی کس خط میں اندازہ نہیں ہے :

موردی جماعت اور جماعت کے لڑیچکے سے عام لوگوں پر یہ اثرات قریب
روئے ہیں کہ انہیں ہدایت کی ابتداء سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے
جو عوام کے لئے ہر ایک انداز میں گمراہی کا باعث ہے جو حضرات اس کو سولی
سمجھتے ہیں ان کو غالباً جماعت کے اراکے سے اختلاف کی قربت نہیں آتی جس
سے ان کو معزیت کا اندازہ نہیں ہوتا بہر حال یہ ناکارہ اس جماعت
میں شرکت یا ان کے لڑیچکے پرستہ کو مسلمانوں کے لئے آہستہ

ممکن نہ تھا ہے۔

فَقَدْ دَسَلْنَا فِيهِ فِكْرًا مَطْلُوبًا فِي الْعِلْمِ مَسْهُورًا
وَأَنَّهُ كَانَ فِيهِ فَكْرًا مَطْلُوبًا فِي الْعِلْمِ مَسْهُورًا

نوٹ: حضرت شیخ الحدیث کی تعمیل واسطے اور آپ کا عالم تہذیبیہ مسیورہ فتنہ

موجودیت میں ملاحظہ فرمائیے جو آپ کی اس مرسوعہ پر مبنی ہے، اگر تفسیر ہے۔

ہمارے چہرہ۔ ہمارے کلہاڑی میں قصہ بڑھ چکا ہے۔

تیسرے: اصل کتاب گرامی حضرت شیخ الحدیث صاحب کالجس اشاعتیہ میں محفوظ ہے۔

اکابر دیوبند کا متفقہ فیصلہ

دفتر جمعیت عثمانیہ دیوبند میں بنائے گئے حکیم رکن الدین صاحب کے سامنے ایک اجتماع میں مولود صاحب کے متعلق سب اولین فیصلہ صادر ہوا۔ مولود صاحب کی شہادت اور جمعیت اسلامی کے مرکز پر سے سارا دلوں پر جرات مرتب ہو گئی تھی کہ احمدیہ دہانت کی اجتماع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جائے ہے جو عزائم کے لئے مہلک اور گمراہی کا باعث ہے۔ درویش سے دلہنگی رکھنے کے لئے یہ محاذ کریم اور اسلام عظام سے جو تعلق رہتا ہے اسے چھوڑ دینا چاہیے کہی؟ حال ہے یہ غیر مولود صاحب کی بہت سی تحقیقات غلط ہیں اور ان امور میں سے ایک مہدینہ فتنہ بلکہ دین ہی کی ایک بھڑکت اور سے رنگ کی خیانت و فریبانی ہے جو عین مسلمانوں کے لئے مضر ہے اس لئے ہم ان امور کا اندازان پرستی متحرک کو غلط اور مسلمہ قوں کے لئے مضر سمجھتے ہیں اور اس سے بے تعلق ہونا چاہیے۔

استحقاق حضرات شریکائے اجتماع

حضرت مولانا مفتی محمد عقیل رحمہ اللہ صاحب مولوی شیخ الاسلامی حضرت مولانا
الامام حسین احمد صاحب مدنی حضرت مولانا مولوی محمد رفیع صاحب مولانا مولانا
دلیل محمد حضرت مولانا محمد رفیع صاحب مولانا مولانا مولانا مولانا
مولانا صاحب شیخ احمد بن مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا
حضرت مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا
مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب المصنفات ندر ماہی

در مشقہ انما ہنلہ دار علوم آدمی وعدہ مشقہ ہر سال
وزن نامہ المحدثہ دینی - اراکت مشقہ :

شیخ العربیہ العجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ
فرماتے ہیں

اب ہم سب سے مودودی صاحب اور ان کی جماعت نامہ دہشت اسلامی
کی اصولی غلطیوں کا ذکر کیا ہے جو انہماکی درجہ میں ملتی ہے۔ اب ان کی قرآن شریف
اور احادیث صحیحہ کی کمال ہونے کی عقول کا ذکر کرینگے جن سے صاف ظاہر ہوگا
کہ مودودی صاحب کا کتاب و سنت کا یہ بار ڈر فرمانا ڈھونگسندہ رہے۔
کتاب کو مانتے ہیں اور سنت کو انکے جیسے بلکہ وہ خلیفہ مطلق صاحبین یک
نہا مذہب بنا رہے ہیں اور ان پر تو گول تو چھڑا کر دیتے ہیں (مفسرین چاہتے ہیں
(مودودی دستور و عقائد کے حقیقت)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

مودودی صاحب نے مشقہ میں جو اذنیہ کے متعلق جب یہ کہا کہ پاکستان
مسلموں کے لئے رضا کا نام جو یہ بھی اس میں حصہ لیا تو نر نہیں ہے تو مزید غلطی
نے ان کو تکریر فرمایا :

بعض احباب نے مجھے ترجمان القرآن کا وہ پرچہ دکھایا جس میں آپ نے کمن
فمنہم منہم کا جو باب ہے جو ہے جنگ کفر کے متعلق ہے خیالات شرک حقیقت

سے لگا ہر فرد کے ہیں۔ جب تک شیعوں کے اس نازک مسئلے پر آپ کے قلم سے یہ نکتہ پر
 پہنچ کر۔ مجھے جرات بھی ہوئی اور شہید یقین بھی ہوا کہ وہ کسی میرے نزدیک اس منامہ
 میں چاہے ایسی حتمی نظر ثانی نہ کرتے جس سے مسلمانوں کو بغیر بے غصب ان
 پہنچے کا احتمال نہ ہو۔

روزنامہ احسان لاہور
 ۱۱ جنوری ۱۹۸۷ء

ارشاد گرامی مخدوم، اعمام حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 علیہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

موجودہ دور اس کے نتیجے میں ہے بعض سر کی خدمات، جن سلف اور جماعت
 کے ہیں۔ سلف حد نہیں کے اہلکار کے منکر ہیں۔ لہذا سلفہ ان کو ملحد
 سمجھتا ہے۔

حضرت مولانا اشمس الحق صاحب افغانی سابق وزیر معارف و اوقاف و ثقافت کی
 رائے گرامی

موجودہ صاحب کی سحر برت پر نگاہ ڈالی۔ موصوفے متعلق احقر
 کا تاثر یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسے ۴۰۰ سے ۵۰۰ سال پہلے
 میں نے اس کو اپنے ذہن میں لانا چاہتا تھا، جس میں کہنے میں اس میں ترمیم، ترمیم
 ہے مگر اس کا پتہ ابھی ضروری ہے۔ اس سے وہ پتہ اس ترمیم کے ضروری
 عمل کو نشا پر درجی اخلاص، ان کے انہوں، اور اپنی طرز کے بروہہ کی نشا
 کے پر: وہ میں چھپانے کی یہ مستش کرتے ہیں۔ اسے تفریق ہی عن کے خیرات
 وہ ہیں۔ نقالی تعنی، در قدان خشیت اللہ، اور عوام ہیں یہی: ان دونوں میں یوں
 میں مبتلا، فراموش کی نہیں: اپنی ہر نکتہ دائرہ تحقیق کو تو سب سے پہلے سنا ہے۔

رائے مالی حضرت مولانا مفتی احمد صاحب عثمانی رح

صدر جمعیت علمائے پاکستانی ٹوہا کہ

۲۱ رجب ۱۴۰۳ ۶۶ ۶

کراچی سے ایک صاحب نے حسب ذیل ہفتہ روزہ لانا کفر احمد عثمانی کے پاس بھیجا ہے
بتائے بغیر کہ یہ عبارات کس کی ہیں۔

استغفار کی فرمائے ہیں علامہ کے دیں وہ معتقدان شرع میں ہر مسئلہ میں کہ ایک
شخص کے عقائد خود اُن کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں۔

علم یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ شارع نے ظہرت درجہ کی حکمت اہل کمال
درجہ کے علم سے کام لے کر اپنے احکام کی بجا آوری کے لئے زیادہ تر ایسی ہی صورتیں
تجویز کی ہیں جو تمام زمانوں اور تمام مقامات اور تمام حالات میں ان کے مقاصد کو
پورا کرتی ہیں لیکن ان کے باوجود بکثرت تجویزات ایسے بھی ہیں جن میں تغیر حالات
کے لحاظ سے احکام میں تغیر ہونا ضروری ہے۔ جو حالات عہد رسالت کے ہوں اور
عہد مصابہ میں عرب کے اور گنیائے اسلام کے تھے لہذا ہم نہیں کہ بین وہی حالات ہر
زمانے اور ہر ملک کے ہوں لہذا احکام اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات
میں اختیار کرنی گئی تھیں ان کو وہی تمام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا
اور مصالح اور حکم کے لحاظ سے ان کے جزئیات میں کسی قسم کا تعدیل نہ کرنا ایک شرع
کی وہم پرستی ہے جن کو روح اسلامی سے کوئی علاقہ نہیں ہے یہی معامد ہو اگر جزئیات میں
دلائل النص اور اشارۃ النص خود رکنا صراحت النص کی پیروی بھی تلفظ کے بغیر
دست نہیں ہوتی اور تلفظ کا اقتضار یہ ہے کہ انسان ہر مسئلہ میں شارع کے مقاصد

اور مصالح پر نظر رکھے اور اسی لحاظ سے جزئیات میں تغیر حوال کے ساتھ لیا آخر
 گزارا ہے جو غار کے حصوں تشويع پرستی اور اس کے حوالے سے، قرب ہو۔
 سنت بل روایت نے جو خدمت اپنے ذمہ لے لی تھی وہ اصل پر تھی کہ قابل آقا و
 ذرئ سے نبی کریم کے عہد سے متعلق جتنا مواد ان کو ہم پہنچے اس سے جمع کر دیں۔
 چنانچہ یہ خدمت انہوں نے مکمل انجام دی اس کے بعد یہ کام بل روایت کا ہے کہ وہ
 نفس مضامین پر غور کر کے ان روایات سے کہہ سکی جائیں انھوں نے اس لئے یہ
 دعویٰ کرنا شروع نہیں ہے کہ بخاری میں جتنے احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو
 بھی جو کائنات پر تنقید قبول کرنا چاہیے اس لئے میں یہ بات بھی بیان کی ہے کہ
 کسی روایت کے ساتھ اس صحیح حدیث سے براہِ ذمہ نہیں آتا کہ اس کو نفس مشہور بھی ہو
 لحاظ سے صحیح اور حوال کا قول قابل قبول ہو۔

نہ سنت کے متعلق غول کوک بھٹکتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنی
 زندگی میں کیا ہے وہ سب سنت ہے لیکن یہ بات ایک بڑی حد تک درست
 ہونے کے باوجود ایک حد تک غلط بھی ہے اور اصل سنت اس صریحی عمل کو کہتے
 ہیں جس کے مکمل کرنے اور جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث
 کیا تھا اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جو نبی کے بحیثیت ایک انسان
 ہونے کے یا بحیثیت اپنے شخص ہونے کے جو انسانی حواس کے خاص قدر میں پیدا
 ہوا تھا اختیار کئے جو امور آپ نے عادیہ کئے ہیں انہیں سنت قرار دینا اہم
 دنیا کے انسانوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ سب ان احادیث کو اختیار کریں اللہ تعالیٰ
 اور اس کے رسول کا ہرگز یہ مشاہدہ نہیں کرتا ہے جو دین میں کی جا رہی ہے۔

مگر دین کے متعلق تفصیل جی کا ذکر پہلے گزر چکا ہے

ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں معنوں سے منقول ہیں وہ دراصل آپ

کے قیامت ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔
 سوال :- سوال ہے کہ نہ مذکورہ بالہ عقائد کہتے والا شخص صحیح معنوں میں
 مسلمان اور مسلم بنیت کہلائے گا یا مشرک؟ حدیث ہے: "مرا اگر مشرک طوین کہلائے گا"
 تو اسلام میں اس کا کیا مقام ہے؟ یہ مسئلہ ایک شخص داہرہ اسلام سے خارج اور ملحد
 بددیوبست یا نہیں؟

جواب :- نظامِ ریٹھ شخص منکرِ حدیث ہے اور ائمہ اسلام سے تو فارغ
 نہیں مگر کفر اور معتزلہ ہے۔ یہ مسئلہ شخص سے مسلمانوں کو دیر نہ رہنا چاہیے۔
 اس کی باتوں پر ہرگز اعتقاد نہ رکھنا چاہیے۔ اس کو جہن جہن سمجھنا چاہیے۔

کس خطہ امیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ ^{۱۳۴۵ھ}

عبارات الاحباب ابو الاعلیٰ امیرِ روزی صاحب میر تقی میر

کہ میں قولے حسبِ ذیل ہیں :-

۱۔ نفسیات حصہ دوم صفحہ ۳۳ ، ۳۴

۲۔ ترجمان القرآن باب ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۱۱

۳۔ رسائل مسائن صفر ۱۳۵۲ء ، ۱۳۵۳

۴۔ رسائل مسائن خلاصہ ۱۵۶ ، ۱۵۷

دائے عالی مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم

مودودیت کی تحریک۔ تاریخ اور سنت کی روشنی میں۔

(مولانا قاری محمد طیب صاحب ہتھم دارالعلوم دیوبند کا ایک مکتوب)۔

مولانا قاری محمد طیب صاحب ہتھم دارالعلوم دیوبند نے مولانا عبد المجید الدہلوی کے استفسار کے جواب میں تحریر کیا تھا۔

نحوہ و فصل۔ حضرت المصطفیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی زمرہ
باحث سرگزندی ہوا۔ دینی کامنوں ہوں مودودی صاحب کی جماعت کے بعض
زمرہ اور حضرت نے مجھے ان کا شریح بھی بخش اس غرض سے عزایت فرمایا کہ میں ان کی
تحریک حکومت الہیہ کے بارے میں بعیرت سے کوئی خیال ظاہر نہ کروں مگر قریب
میں ممدون الص۔ کا یہ دہائی کا والا نام بھی آیا جس میں دے کے ظاہر کر دینے کے
بارے میں تفریق کی گئی تھی۔ فرصت اور کثرت مشاغل کے سبب ابھی تک
ان کے پاس۔ اسے کھد کر ارسال نہیں کر سکا ہوں جس کا افسوس ہے موصوفی نظر
ہوں گے اگر وہ ان میں جناب کا والا نام تیار ہو جائے مزید تفریق کا باعث ہوا
لئے تحریک مذکورہ کے بارے میں بارہ اثبات قلم بند کی جسے ان کی خدمت میں ارسال
کر دیا ہوں وہی مضمون جناب کی خدمت میں بھیج دیتا ہوں۔ میں نے اس تحریک
کے لڑچکر بنیادی حصہ اور بعض فریکٹ اور پچھلے بلاستیکاب دیکھے جنہیں
میں نفس تحریک حکومت الہیہ اور اس کے قضاہین کا تعلق ہے مجھے اس میں
کوئی چیز خلافت شریعت محسوس نہیں ہوئی بلکہ تعیری رنگ میرا یہ کیا اچھی اندر مفید
تحریر ہے۔ اگر اس کے صلی و صحیح رنگ میں اسے آگے بڑھایا جائے

مودودی صاحب کی فقہ و تصوف میں کوتاہی عملی

ایسا اس سلسلے میں جہاں تک مودودی صاحب کی نظریات میں رائے تھی اور دخل دینے کا تعلق ہے مجھے اس سے شدید اختلاف ہے۔ میں اس کی تحریکات ادب و تراجم و ادبی نوعیت معلومات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نہ انہیں دونوں فنوں سے مناسبت ہے اور نہ ان میں مستند معلوم ہو گئے ہیں۔ اس بارے میں ان کی رائے غیر صاحب فہم اور غیر مبصر کے عقلی استنباط سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتی جو ظاہر ہے کہ مذاق حق اور عقلی ماہرین کے سامنے کسی درجہ میں قابل التفات نہیں ہو سکتی موصوف کے اصول پر جب کہ مستند ظاہر ماہرین دین حتیٰ کہ سلف صالحین کا اجتہاد ہی استنباط اور فہم تصور کیا۔ درجہ میں بھی قابل اعتبار نہیں تو ان کے اصول پر خود ان کا استنباط فہم فصوص و مبرور کے لئے کیسے قابل قبول اور وثوقی اقرار ہو سکتا ہے۔ نص کے الفاظ میں تو بحث ہے ہی نہیں بحکم تو بدول میں ہے و مصلحت کی تعبیر میں فہم کا دخل ہے اور وہی حجت نہیں تو خود ان کے فہم یا استدلال سے کسی فہم کو کیسے تسلیم ہو سکتا ہے۔ اس لئے فقہ و تصوف میں جس حد تک ان کے استدلال یا استنباط یا بیان مفہوم کا تعلق ہے نہ وہ حجت ہے نہ قابل التفات مصلحت و فہم کے فہم و استنباط کا جب مقابلہ ہو گا تو موصوف و مصلحت جیسے قریب العباد افراد کے مفہوم و استدلال کو مغیر کہیں گے اور جو رائے نزدیک فقہ پر کس ہو گا

مودودی صاحب کے فقہی قیاسات غیر معتبر ہیں

ایسے فقہ و تصوف کے بارے میں ان کو پیش کردہ آراء قیاسات لہجہ حیثیت سے قبولیت کا کوئی مقام نہیں رکھتے بلکہ یہیں اس کا ضرورت نہیں ہے کہ ان کی ضرورت

جینیات فقہر مسائل تصوف وغیرہ پر کوئی تنقید کی جائے تو اس کا حکم معلوم کیا جائے اس مقدمہ بالا معاً۔ اسے اس کی سیاسی جینیات کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ رہا اصلی نقطہ تصوف میں سمجھتا ہوں کہ ان غلوں کو ساتھ لانا اعتباراً ٹھیک اور خود اس تحریک حکومت انہی کو نہ چلایا جاسکتا ہے اور نہ قابل اعتبار ہی باور کرایا جاسکتا ہے کیونکہ اللہ کی حکومت عالم آفاق میں تمام حلقہ نظر ہو و شاعر ہے کہ اس کے مثنوائے کے لئے کسی رسمی تحریک کے اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے

مودودی صاحب اور حکومت الہیہ ایک سیاسی غمخوار

تحریک کی اگر ضرورت ہے تو انفس کے لئے ہی ہو سکتی ہے کہ انسانوں کے ظاہر و باطن پر مبنی حکومت کا مستطاب ہو جائے اور مثال ظاہر و باطن کے لحاظ سے بالابادہ قانون الہی کا تہذیب کھلائے گی اور ظاہر ہے کہ الہی حکومت کے احکام ہر کے مجموعہ کا اصطلاحی نام فقہان اور احکام باطن کے مجموعہ کا اصطلاحی نام تصوف ہے۔ جن کی بنیادیں قرآن وحدیث نے قائم کی ہوئی ہیں جب ان دونوں کے انکار یا تحریف سے ظاہر و باطن کھلا کر رہ گئے تو حکومت الہیہ کا سد باب تو پیچھے ہی ہو گیا پھر حکومت الہیہ کے نام سے ان نفوس پر تفریق کس چیز کا جو کہ جن کی تحریک کی جائے۔ حدیث بر سر شراعت میں مذکور ہے اس صورت میں حکومت الہیہ کا عنوان نصب العین نہ ہوگا بلکہ محض ایک سیاسی نعرہ ہو جائے گا جو خود اپنے مفہوم کی تکذیب کرتا رہے گا اور خدا نخواستہ یہی صورت رہی تو میرا گمان یہ ہے کہ اس کا انجام انہی تحریکوں جیسا ہوگا جو اپنے اپنے وقت میں کسی نہ کسی اسلامی نعرہ کے ساتھ اٹھتی اور انجام کار

کسی نہ کسی غیر اسلامی مقصد پر اسلامی مقصد کے خلاف پرمٹ ہو گئیں۔ خواہ جتنے سب سے پہلے حکومتِ اہلبیت کا اسلامی لغو لگایا لیکن اس کے نتیجہ سے فتنہ مقام اور فتنہ صحابہ کے غیر اسلامی مقاصد نکلے۔ آج کے دور میں مثلاً مرستیہ قلعہ تعلیم و ترقی کا لغو لگایا اس کے نتیجہ میں انکارِ خدائی و مجرات اور فتنہ عقائد نکلے آئے۔ مشرقی اے قومی عسکریت اور تنظیم کا لغو لگایا اس کے نتیجہ سے نکلے آئے خودی کا فلسفہ، حرب، نزع، ان تمام تحریکوں کا عنوان اور لغو اسباق بنائے اور اس کے نتیجہ میں مذکورہ اسلامی تحریک ہر اک نامکھ عنوان کی خوشگوائی سے مبتلا ہوئے اور کچھ حقائق کو سمجھ کر بچے رہے اور اس طرح تفریق ہو کر مسلمانوں کے بہت سے افراد ان سے کٹ بھی گئے اور ان کے مہر مقابل بھی آکر ٹپے ہوئے اور فتنہ تخریب و اختلاف نے امت کو گھیر لیا۔ ترکیب حکومتِ اہلبیت کے پر کیزہ عنوان کے نتیجہ سے فتنہ ولعید و لاکھ لاکھ کا بر امت کی قیمت وغیرہ برآمد ہوئی رہی تو جس تفریق امت پر مذکورہ تحریکات متعلق ہوئیں اسی پر یہ تحریک بھی منتج ہوئی۔ بہر حال میں تو سمجھ رہے ہیں کہ اگر مولانا مودودی ایک سیاسی مفکر کی حیثیت سے چند سیاست کو مسلمانوں کے سامنے چھری، رنگ میں پیش فرمائے۔ میں اور غیر دینی سیاستوں کی تنقید کر کے مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھنے کی دعا اللہ کی حکومت سے وابستہ رکھنے کی کوشش میں ملے وہ چہ تو ان کی تحریک مفید اور کامیاب ہو جائے گی لیکن اگر وہ مفتی یا شیخ مانتھان کی حیثیت سے مسلمانوں کے سامنے آئیں گے تو مسلمان انہیں قبولی نہ کریں گے اور اس کا نتیجہ تحریک میں جھگڑال یا فتنہ ہونے کی صورت میں برآمد ہو گا اور اس طرح ایک اچھی خاصی اسلامی تنظیم ضائع ہو جائے گی یہ حاصل ہے اس مقبوم کا جو میں مولانا مودودی کے نظریہ کے مطابق سے سمجھا ہے۔ اس کے اہل و عیال کے ہونے

ہے۔ اور حضرات علماء ہی کے افادات اس کے بارے میں مفید و مقبول ہونے چاہئیں لیکن جب کہ خصوصیت سے اس بارے میں جناب اور دوسرے حضرات نے مجھے قابلِ فہم و خیال میں آیا عرض کر دیا گیا ہے اس پر یہ ہے کہ مزاجِ ساری بخیر و عافیت ہو گا۔
والسلام

(محکم دلائل و براہین سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ)

بیتِ عالی حضرت مولانا مفتی سید محمد حسن صاحبِ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ لوگ جماعتِ اسلامی سے اجتناب اور دوری اختیار کریں اس میں شرکت نہ برتائیں ہے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ لوگوں کو اس جماعت میں شرکت سے روکیں تاکہ گمراہ نہ ہوں اور اس جماعت نہ مزہ دہن کے نفع سے کہیں دیا دے۔ پس تاجر اور کسبی اور غفلت طائر تھیل اور ہر وہ شخص جو اس جماعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا یا اس کی تائید کرے گا یا کسی قسم کی اعانت کرے گا گنہگار اور ملامی ہو گا اور مصیبت کی طرف دعوت دینے والے شمار ہو گا۔ بجا سے اس کے کہ وہ ثواب کا متوقع ہے اور اس جماعت کا کوئی آدمی اگر اامت کرے گا کسی مسجد میں اس کے پیچھے نماز نہ کر وہ ہوگی۔

سید مہدی حسن

دیکھیں دارالافتاء دیوبند

۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

بجوالہ سالِ عربیہ الاستانہ الموددی ص ۵

مفتی محمد شفیع علیہ الرحمۃ العصر مولانا محمد یوسف بنوری

موسس مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی

ہے رسالہ عربیوں کے لئے لکھا گیا ہے اب اس کا ترجمہ بھی جلد ہی شائع ہو سکے گا ہے۔

رائے عالی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب و امت برکاتہم
مفتی انجم پاکستان صدر دارالعلوم کراچی
(سوال)

بگڑی شخصیت حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی انجم پاکستان
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
گزارش آنکر جیسا کہ حضرت والا کو معلوم ہے کہ اختر کو دارالعلوم الامامیہ
ٹنڈوالہیار میں افتا کی خدمت انجام دینی پڑتی ہے طرح طرح کے سوالات
میں اکثر یہ سوال بھی آتا ہے کہ مودودی صاحب ادراہن کی جماعت جمہور اہل
سنت والجماعت کے طریقہ پر ہے یا نہیں؟ اور نہ اسباب اربعہ میں سے ان کا
کس ذہب سے تعلق ہے امدان کے پیچھے فلاں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ امیر جو
مشہور ہے کہ حضرات کا برعینہ اللہ عنہم کے بارے میں ان کے کبر جو ذلت سلب
صالحین کے خلاف ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض لوگ آپ کی کسی سابقہ
تجزیر کی بنا پر آپ کی طرف یہ غصہ کرتے ہیں کہ آپ ان کے نظریات سے اتفاق
نہ رکھتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟

والسلام

احقر محمد وحید، اذوالعلوم ٹنڈوالہیار

الجواب

مولانا مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے بارے میں میرے پاس
 زیادہ سارے سے سوالات آتے رہے ہیں جن کا جواب میں اس وقت کے حالات
 دونوں کے بارے میں نہیں سمجھتی تھی۔ وقت کی محدودیت کے مطابق لکھتا رہا ہوں، ان
 میں بعض تحریریں پیش کی گئی ہیں اور بعض لکھی منقذیب کے جواب میں لکھی
 گئی ہیں۔ اس وقت ان تمام تحریروں کو سامنے رکھنا ممکن نہیں، البتہ اس عرصے
 میں احقر کو کچھ ان کی مزید تحریرات کے مطالعے کا موقع ملا کچھ ان کی نئی تعلقات
 سامنے آئیں اور کچھ ان کے نظریہ پر عام اثرات اور ان کی جو عمت کے حالات کو مزید
 دیکھنے کا موقع ملا۔ اس مجموعے سے اب ان کے بارے میں جو میری رائے ہے
 وہ دے کر دو دست ذیل میں لکھ رہا ہوں :-

پہلی سابقہ تحریرات اور اس سلسلہ تحریر کے موافق بول تو نہیں اور اگر سائنس
 تحریرات میں کئی چیز اس کے خلاف تھیں جو تو اسے مضبوط سمجھ جائے اور اب
 میری رائے کے حوالے کے لئے صرف ذیل کی تحریر پر اعتبار کیا جائے :-

احقر کے نزدیک مولانا مودودی صاحب کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ عقائد
 اور احکام میں کوئی اجتہاد کی بیروی کرتے ہیں، خود ان کا اجتہاد جمہور علمائے
 سلف کے خلاف ہو۔ حالانکہ احقر کے نزدیک منصب اجتہاد کے شرائط ان میں موجود
 نہیں اس بنیادی غلطی کی بنا پر ان کے لکھے ہوئے بہت سی باتیں غلط اور چھوٹے علمائے

عہد ہائے ماضی میں کہ ان کے عقائد جب ثابت ہو جائیں تو ان کے عقائد پر اسے غلط فہمی کے لئے
 عقائد اور غور فرمائے جس کے لئے خود تحریر فرما رہا ہے کہ اس شخص نے جو لکھ کر منہ سے نکال دیا

ہل سنت کے خلاف ہیں

صحابیہ کرام پر مودودی صاحب کی انتہائی غلط تنقیب کی روشنی

اس کے علاوہ انہوں نے اپنی تحریریں میں علماء

صفت یہاں تک کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کو جائز و اخلاص کیا ہے۔
وہ انتہائی غلط ہے نہ صرف اس لیے کہ خلافت و سلاطین میں جس صحابی کو ہم رضی
اللہ عنہم جو جس غرض سے تنقید کرتے ہیں بلکہ مذمت کو بھی نہایت بنایا گیا ہے
وہ اس پر مختلف عقول کا طعن سے توجہ دینے کے بڑا جود، صبر اور کرم و حسن
خدیاب کی نشانی ہے وہ جہود و علمائے ہل سنت و ائمہ عت کے طرز کے ہر عمل غلطی
نیز ان کے عام طریقہ کار کی تنقید کرتے ہیں اس کے پڑھنے والوں پر کثرت پر
محسوس ہونا ہے کہ صرف مسلمانین پر عصب و اعتماد نہیں رہتا۔ وہ ہمارے نزدیک
پر اعتماد ہی نہیں کی حفاظت کو ذرا احتیاط ہے اس سے نکل جانے کے بعد پوری
ٹیک نیچ و خلاص کے ساتھ بھی انسان نہایت غلط اور مکرر دان و متون پر
پرستھا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ ان کے متکذیبین حدیث شدہ غلو یا بیویں یا اباحت پسند
لوگوں کی صف میں گھر کرنا بھی ہر سے لئے درست نہیں ہیں بھوں بے سو اثرات
تمام اور سلام کے لئے تحریکات کو مٹا کر کے لئے قرآن و سنت میں تحریکات
کی ہیں بلکہ ایسے لوگوں کی ترویج میں ان کی تحریک میں ایک خلاصہ کے نو تعمیر
عقول میں اثر اور ذہن میں نہایت ہوئی ہیں یہ اباحت میں ہمیشہ سے کہنا آئے ہوں
لیکن اگر کوئی شخص میری اس بات کو بغیر و بنا کر کہے کہ میں مودودی صاحب کے
ان نظریات سے متعلق ہو رہا ہوں انہوں نے جس و شمار کے خلاف اختیار کئے ہیں

تو یہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ بات ہے۔

اگرچہ جماعت کے قانون میں مولانا مودودی کی ہر حب اور جماعت اسلامی و لگاتار ایک حیثیت رکھتے ہیں اور اصولاً جو بات مودودی صاحب کے بارے میں درست ہو ضروری نہیں کہ وہ جماعت اسلامی کے بارے میں بھی درست ہے لیکن عملی طور پر جماعت اسلامی نے مولانا مودودی صاحب کے فروپچر کو نہ صرف جاننا بلکہ اپنی سرمایہ اندازیت عمل نامحور بنایا ہے اس لیے بلکہ اس کی طرف سے قربانی اور تحریری مداخلت کا عام طرز عمل ہر جگہ مشاہدہ میں آتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت کے افراد بھی ان نظریات اور تحریروں سے متفق ہیں، البتہ کمپسٹنی حضرات ایسے ہوں جو مذکورہ بالا امور میں مولانا مودودی سے اختلاف رکھتے ہوں اور جمہور صاحب اہل سنت کے مسلک کو اس کے مقابلہ میں درست سمجھتے ہیں تو ان پر اس رائے کو اطلاق نہیں ہو سکتا۔

غلام کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ امام ابن شخص کہہ کرنا چاہیے جو جمہور اہل سنت کے مسلک کا پابند ہو۔ لہذا جو لوگ بدوہ کی صاحب سے مذکورہ بالا امور میں متفق ہوں، انہیں اختیار خود انہیں ہونا درست نہیں، البتہ اگر کوئی نماز ان کے پیچھے پڑھ لی گئی تو نماز ہو گئی۔

یہ میری ذاتی رائے ہے جو اپنی حد تک غور و فکر کے بعد فیما بینی و بین میں منفقہ قائم کی ہے، میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی اور بے اختیار جی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اور میں کہہ سکتا ہوں کہ معاملہ میں مداخلت سے بچیں جو حضرات کو میری اس رائے سے اتفاق نہ ہو وہ اپنے عمل کے لحاظ سے اپنے لیے اس سے کوئی مہمہ کرنا نہیں، نہ میرے توکل اور مصروفیات اس کے عمل میں اور نہ کوئی صاحب اس کو شائع کرنا چاہیں تو ان

مکے میری طرف سے چھوڑ کر دے گا۔ کوئی شاکہ نہ کریں۔ : خود را کوئی
مکمل شاکہ کر کے نیت کے مرتب نہ ہوں۔

واللہ المستعان علیہ السلام

بندہ محمد رفیع علیہ السلام

۲۔ تاریخ الاول ۱۳۹۹ھ

نوٹ : اس تحریر کو حضرت مفتی صاحب، راسخو یحیٰی نے اپنی کتاب ”ایمان و اہل حق کا پروردگار“ میں

رأسے عال حضرت علامہ عصر مجدد کبیر و لانا محمد یوسف صاحب مدنی کے ہاتھ
میں سے مدعو پیر نے لکھ کر اپنی یہ نگلیں تھما ختم نبوت و وحدانیت کی دلائل و اس پر پاکستان
از امامہ بیانات جونائی ۱۹۷۷ء بعنوان بصائر و جہر

مقام نبوت کی شہرت

نبوت ایک عظیم برائی ہے جس کی حقیقت تک رسائی طریقہ نبی کو نہیں ہو سکتی اس
کی حقیقت کو تو حق تعالیٰ ہاتھ سے جو نبوت دکھانے والا ہے یا پھر بدستیں جو اس
عظیم سے سر فراز ہوئی مخلوق میں آسمان ہی کے کہ اس انبی و ارحم منسب کے لئے
جس شخص کو ان کی کیا کیا وہ :

۱۔ بصوبہ ہے : یعنی نفس کی ناپسندیدہ خواہشات سے پاک صاف پرندگی یا
بے ارادہ شیطانی کی و سرس سے بالاتر عصمت کے بی معنی ہیں اگر ان سے حق تعالیٰ
کی مافرائی کا صدور ناممکن ہے ۔

۲۔ آسمان حق سے ان کا رابطہ قائم رہتا ہے و روتی اپنی سے اولیاء اللہ کے عجب کی غریب
پہنچتی ہیں کبھی جبریل ارحم کے واسطے سے یہ ہو کہ کسی ہذا سطرہ میں کے خلیفہ طریقین

۳۔ یزید کی وہ قبریں بائبل پر فائدہ والی ہوئی ہیں اور عقل کے در سے سے ہلا کر
 بھلی ہیں یعنی انبیاء میں ہم اسلام پذیر ہو جاتی جو قبریں دیتے ہیں اور انسانی عقل
 فہم کے ذریعہ سمجھ کر سکا ہے نہ انسانی آفات و جوہر کے ذریعہ ان کا نام ہو سکتا ہے۔
 ان تین صفات کی حامل ہستی کو مخلوق کی حیثیت کے لئے دعوت دے مگر کیا
 بدلتا ہے کہ یا حق تو ان اس منصب کے لئے میں شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے۔ ہر
 افراد میں اعلیٰ ترین صفات کی حامل ہوتا ہے۔ اس انتخاب کو قرآن کرم کہیں
 اہتیار سے کہیں (ص ۱۷۱) اور کبھی خدا اختیار سے تعبیر فرماتا ہے جو ہم دعوت
 خود نبیات تو ہر نبی در سون میں ہوتی ہیں پھر حق تعالیٰ ان میں سے بعض کو نبی
 پر عقلیت عطا فرما کر وہ درجات مساکنہ میں ان کے تصور سے جو بشر کا ہر ہے
 گویا نبوت اس نسبت کی وہ معرکہ کمان میں جس سے کوئی بالاتر منصب در کمان
 نہ ہو ممکن ہیں نہیں۔ ان صفات کا ہر سے متنت ہستی کو ہیبت و محضت کے
 لئے دعوت کر کے ہمیں تمام انسانیت کا مطالعہ مطلق ٹھہرایا جاتا ہے۔ ہر انسان
 سچے دعوہ اور صلہ من رسول کا بیضاح یا ذوق غلہ اللہ (ص ۱۷۱) ہم نے ہر
 رسول کو اسی لئے بھیجا کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کے حکم سے جس حکم خداوندی
 نہیں ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے۔ وہ مطاع اور واجب، اطاعت متبرک ہے
 اور مستحق اس کی پابندی کے بلکہ اور تہذیب فرمان۔

جب نبوت اور رسالت کے بارے میں یہ صحیح تصور قائم ہو گیا کہ وہ ایک
 علیہ ربانی ہے، کسب و محنت و درمنا ہو اور یہاں منصب سے حامل نہیں بلکہ حق تعالیٰ
 اپنے علم محیط، قدرت کاملہ اور حکمت الہیہ سے پاک و معصوم و مقدس ہستی کو
 یہود فرما کر اس کو وحی عظمیٰ سے سرفراز فرماتا اور مخلوق کی مایہ ناز و ارشاد کے منصب
 پر اسے کمزور کرتا ہے تو اس سے نقل طوطی پر غور بخور در آتے کہ چھوڑ گئی کہ نبی دیوبولی کی

شخصیت پر غصے سے ابرو کھینچی ہے اور ہر طرف کی گزند کی سے باز رہتی ہے کیونکہ
انہوں نے اس کی شخصیت نفسانی گزندوں میں غور نہ کیا تو وہ ہدایت و صلاح کی نسبت
کیسے غور سے لگاؤ نہ کر سکتے تھے کہ وہ کمال پر پہنچ سکتے۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم

چنانچہ سنتِ انبیاء ہے کہ نبی کا حسب و نسب، اخلاق و کردار، تربیت و پرورش
تعلیم و تہذیب، درکارِ پروردگار، اہلِ ایمان و اہلِ کفر و فساد، ہر ایک سے جو تعلق ہو
دل و دماغ، وطن و دیار، کسی کو انشتِ کمالی کا ہل رہے ہیں۔ یہی سب کے تعلق و تعلق
ہیں، جسے کو کوئی شخص شقاوتِ اولیٰ کی وجہ سے اس کی رسالت پر ٹھیک نہ کہے اور
جو روزِ نکاح میں مبتلا رہے کہ ہدایت سے محروم رہ جائے کہ اس کی یہ ممکن نہیں کہ جو
سے بدتر دشمن بھی نہیں ہیں کہ "افس! اگر وہی کی فضا نہ ہی کیسے۔"

قرآن کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اندر مولا، انصاف، عظیم الشان، صلوٰۃ و سلام
کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے، اور ان کے جن جن خصائص و کمالات اور خالق
نا اعداد کی لٹ ندھی قویٰ ہے یہ حیران کی تعظیم کے لئے کافی نہیں، یہاں
اس زمانہ کے چند قلم کارے پیش کئے جاتے ہیں جو حقِ لواطے شاندار، پتِ حبیبیہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور شاندار بیان کرتے ہیں۔

یہ ایہا النبی! ما رسولک
شاہدنا و مہربان و شہیدنا
و احساننا، اللہ یا دنا و سراجنا
صیورنا (الاحتساب: ۲۵-۲۶)

اے نبی! بیشک ہم نے تجھ کو جس شان
کا رسوا بنا کر بھیج دیا ہے کہ گواہوں
تھے ویشانت دینے والے ہیں اور ڈرانے
والے ہیں اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے
لانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چہرہ ہیں۔

انا انزلناک شاہدا و ترجمہ: ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور شہادت
 مبشرا و نذیر التومنون باللہ دینے والا اور ڈرانے والا کہ بھیجائے تاکہ تم
 ورسولہ و تعزیر و لا توقروا لوک الشہداء اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور
 (فتح ۸-۹) اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی تعظیم کی کوشش کرو
 اِنَّکُمْ لَمِنَ الْمَرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ (یس ۴-۳)

وَالْقَلْعَ وَ مَا یَسْطُرُونَ ترجمہ: نہ تم سے قلعہ کی مانند ان (فرشتوں) کے
 مَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزَاتٍ لِّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَعْلَمُونَ کہ آپ اپنے رب کے فضل سے
 وَاِنَّ لَکَ لَاحْجَرَ خَبِیْرًا مَعْتُوْنَ و ترجمہ: نہیں اور یہ شک آپ کے لئے ایسا ہے
 اِنَّکَ اَعْلٰی خَلْقٍ عَظِیْمٍ (لہٰن) ہے جو تم کو لے والا ہے اور شک پلٹنے کی طرف
 قَدْ جَاءَ کَ مِنْ اِلٰہِکَ نُوْرٌ و ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے
 کِتٰبٌ مُبِیْنٌ (مائدہ ۱۵) ایک روشن چیز آئی ہے جو کتاب واضح ہے قرآن مجید

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْهُ وَعَزَوْهُ و ترجمہ: سو وہ لوگ اس نبی پر ایمان لائے ہیں اور انکی حمایت
 وَنَصْرُوْهُ وَاَتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِی اُنْزِلَ مَعَهُ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اعراف ۱۵۷)

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (اس لشرح) ترجمہ: اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آواز بلند کیا۔
 قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ترجمہ: آپ کو پسند ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو
 یُحِبِّبْکُمْ اللّٰهُ (آل عمران ۴۴) تو تم میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لے گا
 وَاَنْ تَطِیْعُوْا تَعٰلٰمَہُ (النور: ۵۵) ترجمہ: اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی تو راجح ہو گا

لقد كان لكم في رسول الله
 اسوة حسنة لمن كان يرجو الله و
 اليوم الآخر ذلكم الله كبره الاعز
 فلا وربك لا يؤمنون حتى
 يحكموك فيما شجر بينهم ثم
 لا يجدوا في انفسهم حرجا مما
 قضيت ويسمو تسليما
 (البقرة - ۲۵)

ترجمہ: تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے دُور و دُور آخرت سے ڈرے جو ایمان و محبت سے ذکر الہی کرے جو رسول اللہ کا ایک عظیم نمونہ ہو جو تم کو دکھائے کہ آپ کے بعد نہ ہو کہ یہ لوگ ایماندار نہ ہونے لگے۔ پھر قسم ہے آپ کے بعد نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصدیق کر لیں۔ پھر آپ کے تعین سے دلوں میں تسلی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کریں۔

لقد من الله على المؤمنين
 فيهم رسولا من انفسهم
 يتدوا عليهم آيات في ذكرهم
 ويعلمهم الكتاب والحكمة
 وان كان من قبل نبي
 ضلال مبين (آل عمران ۱۰۴)

ترجمہ: حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر حسن کیا جب کھان میں اپنی کی جنس سے کسی ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھا دے کہ راستے میں اودان لوگوں کی ہمتالی کرے کہ رہتے ہیں اودان کو کتاب و حکیم کی باتیں بتا دے۔ رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ اس سے قبل مرتضیٰ غلطی میں آتے تھے۔

وانزل الله عليك الكتاب
 والحكمة وعلمك ما لم تكن
 تعلم وكان فضل الله عليك
 عظيما (النور - ۱۱۳)

ترجمہ: اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکیم کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔

ترجمہ - آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات و کمالات و کمالات کا نقشہ سامنے آگیا ہو گا جو کون اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم پر دعوت الی اللہ تھا اور کتاب اللہ کتاب بڑیا ہے تاکہ امتداد پر
 پالنے لائے ان کی توفیق کے سے اور ان کی اس دکر سے، بلاشبہ آپ مراد میرا اور میری
 پر ہیں، تاہم جو ہم کی شہادت دیتی ہے کہ آپ خلقِ عظیم سے آراستہ ہیں جہان پر
 کائنات میں انسان کی توفیق و قدرت کو ہیں اور انسانی دنیا کا وہ ہیں ان کے ساتھ ہے
 اس کا بھی امتداد کو ہیں آخرت کی فلاح اپنی کے سے ہے، ان کی انتہا سے ہی تو
 ان مجھ ہیست کہ بعد رفتہ رفتہ میں ہے، جن کی طاعت سے ہیست ملتی ہے، ہر ایک
 اللہ تعالیٰ کے در آخرت کے مید، پھر وہ اپنی کو اپنا مقتصد و پیشہ نہیں گئے
 جو ان کے اپنے معاملات و عبادت میں بھی ان کے فیصلوں کو بدل دیاں سلیس نہیں
 خدا کی آسم بھی مومن نہیں ہو سکتے، حتیٰ تعالیٰ کا است محمدیہ پر پڑا احسان ہے، ان میں
 ایسی ہیستی جو وہ قربان کر حتیٰ تعالیٰ کی آسمانی وحی ان کو پڑے کہ سناں، ہر قسم کے شریعت
 کفر، معصیتوں اور جو بیعت کی رسموں سے انکار کر بیٹھ گویا، ان کو کتاب و سنت کی تعلیم
 دینا، اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر اہلِ نرا یہ کہ کتاب و حکمت کے وہ تمام علوم ان کو
 سکھائے جو درجہ ہستے، چند آیات و بیانات کا یہ سر بریں خدا کے ہے حتیٰ تعالیٰ کی اس
 آسمانی شہادت کے بعد کیا کوئی کمال اب ایسا باقی ہے جو جب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو دریا لیا جو، ان آسمانی وحی دینی میں تمام امت کو یہ احسن کیا گیا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ در اس کے تمام فرشتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت
 و درود بھیجتے ہیں، اس لئے کہ جس حکم سے کہ تم بھی ان پر درود بھیجو پانچوں وقت
 انان ہر ان کی رحمت و جنت کی تمام کا، علان جو تا ہے، ہر نماز میں اللہ پر درود دو
 سلام کہ مخصوص اللہ نہیں حکم ہے، کو ایک کو نماز جو حق تعالیٰ کی مشائخ کی مخصوص
 عبادت ہے، اور حق تعالیٰ کے ساتھ تو تھوڑی مناجات ہے آپ کے ذکر خیر اور درود
 و سلام سے تعالیٰ نہیں بلکہ اسی پر تو ان کا اختتام ہوتا ہے، اس لئے تمام امت اور

آسمانی کتابوں کا بھی ایسا ہے۔ یہ "ہند اور جزیرہ گنگا" کی تصنیف مختصر بہر حال یہ
مسلمات میں سے ہے کہ افراد بشر میں نفوس قدسیہ کو حق تعالیٰ کے اصلاح لفظیہ
اور ہدایت و ارشاد عالم کے لئے منتخب فرمایا ہے ان سب کے سربراہ سید الانبیاء
والمرسلین امام ستغیر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسیہ ہے۔
انہی میں کوئی کوتاہی اور کمی نہ جائے تو پھر اساتذہ انبیاء کرام و کتابیوں کے
مذہب کیسے رد کیے ہیں اور امت کی ہدایت کے لئے وہ کیسے اسودہ و توراہین مکتے
میں نوران کا لامدی شمع ہو گا کہ جس ذات قدس نے ہدایت و ارشاد کے لئے
ان کی بعثت فرمائی ہے وہ انبیاء و ائمہ کرام ہیں اور ان کی قدسیت سے پہلے
افراد کا انتخاب بالترقیہ، انما یفعلہا انا الیہ راجعون بات کہاں سے کہیں ہو سکتی
پھر تو خدا کی ربوبیت و رسالت، آسمانی وحی و نبیوں، سادہ معاملہ ہی ختم ہو گا

مودودی صاحب کا تنقیدی عروج

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تنقید سے معاف نہ کیا

ان حقائق کی روشنی میں ترجمان القرآن، جلد ۵، شمارہ ۱۱ پر سنہ ۱۳۸۵ھ میں
بعنوان "حکیم کس چیز کا علم بردار ہے" مودودی صاحب کا تسلسلہ مطالعہ کئے
سے "مذہب مودودیوں" کا نظریہ مذہبی، "وہ زبانی رسولی، اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذوقی، بشری، مذہبی، مکروریوں سے بالاتر ہے" کس میں نے کہا ہے کہ وہ
ذوقی، بشری، مذہبی، مکروریوں سے بالاتر ہے اور حق تعالیٰ جو خالق الانبیاء والمرسلین
ہیں ان کا فیصلہ ہے کہ وہ ذوقی، بشری، مذہبی، مکروری ہیں، تمام نسل انسانی میں
سب سے بڑے کرم و تعالیٰ اور کامل ترین افراد بشر میں سے ہیں، آفتاب عالمیہ
اور ہندو پتھر کے افراد کو ان کے افکار سے کیا ٹھنڈا، آسمان و زمین پر چاند ہو

مصلحت انہی کا کارفرما ہو، یعنی بعد منافع اور اپنی باقیہ کو بھی میرے پر ترجیح دینا،
 قریش و مہاجرین کو وہ مقام عطا کرنا جس سے انصار محروم نہ رہیں، وغیرہ وغیرہ۔
 کون سی کڑی ہے جو اس اجمال میں نہیں سسکتی یا کیا، چھاپو تاکہ موردی صاحب
 ان کڑیوں کی نشان دہی خود فرما دیتے کہ وہ کون سی کڑیاں ہیں جو آپ
 کی ذات گرامی میں موجود ہیں اس قسم کے نظریات یا قلمی لطیفاتی اس شخص کا شیوہ
 ہے جو دہل، نہ کاجت یا فتہ یوناز سے علم دین میں کمال حاصل ہوا عجیب و غریب
 مبتلا ہو، عجیب، لرزائی، و بار خفیم میں ملوث ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت موردی صاحب کی نگاہ میں

جس ذات گرامی پر ایمان لانے کا
 حکم ہو حق تعالیٰ پر ایمان کے بعد جس پر ایمان کا مرتبہ ہو، جسے ہدایت امت کے لئے
 سرافا میسر آیا ہو جو دعوت الی اللہ پر آمور ہو، جس کی شخصیت کو امت کے
 لئے، سونپنا پڑا ہو جس کے لئے دعا و کمالات اور خصہ نص و عطا خلق عظیم کا انعام
 کیا گیا ہو موردی صاحب کی نگاہ میں ان کی شخصیت اتنی مستعزیز و برتر ہو کہ بشری
 کڑیوں سے بالاتر نہیں۔ بس تک تو ہم میں سمجھتے تھے کہ موردی صاحب
 سلف صالحین کو بھروسہ کرتے چلے آئے ہیں، مگر کیا ہم کی شخصیت کو بھروسہ
 کرتے چلے آئے ہیں اور انہی کو گرامی شخصیت پر بھی بھروسہ کچھ اشتادات جرح
 کے موجود تھے، انہی میں اسلام سے فریقہ نہایت پر تقدیر ہوئی جیسے توحید انبیاء
 میں ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ایک حضرت سیدہ الرسالین فاطمہ الزہراء مام التحیقین کی
 ذات گرامی، باقی رہ گئی تھی وہ ہیں اب بھروسہ ہو گئی، تعجب کا مقام ہے کہ موردی

نفس کی صفات و تربیت سے یکسر بالاتر ہے۔ اولیٰ سے اولیٰ، ذریعہ انسانی
 کہ وہیں گذرنا ہے۔ نفس کے جتنے صفات کمال ہیں، تقویٰ و دلہانت، شکر و ہجر
 عظمت و رفعت و عزت و جود و سخا و کرم و عفو و غیرہ تمام کے تمام دہلی موجود
 ہوتے ہیں اور شیطان ایسے کے دہلیز سے یکسر حفاظت ہوتی ہے، شیطان
 شی و رسول کو بھی بھی غلط کام پر آمادہ ہی نہیں کر سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے کہ میرا شیطان مجھے خیر ہی کا حکم دیتا ہے۔ یہ ہر حال جب دونوں راستوں
 سے حفاظت ہو گئی تو بشری کمزوری خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ صحیح مسلم میں عائشہ
 رضی اللہ عنہا کی روایت میں تو یہ آیا ہے کہ کان خلعہ لغزاق، آپ کے غلہ کی کھوپڑی
 قرآن کریم کا موقع ہے، تو آپ کی حیات مخدومہ زندہ قرآن ہے، آپ کا وجود مغدومہ
 زندہ قرآن ہوا اور یہی تمام عالم کا فیصلہ ہے، لیکن مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ
 بشری کمزوریوں سے آپ بالاتر نہیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمام
 قوی بشری میں تمام اہل انبیا سے بالاتر ہوتے ہیں، ان کی جہولانی صلا جنیر جمہانی
 تو تیس برتر، اندام افراد بشر سے بالاتر ہوتی ہیں، بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس افراد جنت کی خوش عطا فرمائی گئی ہے
 اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جنت میں ہر فرد بشر کو سو شخص کی قوت عطا
 کی جاتی ہے، بلکہ خاصی میاں ملتا ہے، اور سیوطی کے خصائص کبریٰ میں حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کی روایت سے ایک حدیث ہے کہ آپ کے نزدیک ہے اھا خلعت ان اجسادنا
 تلبس علی ادراج اھل جنت، یعنی ہمارے اجساد میں دروہ اہل جنت کی پہلی تلبس
 کا پہلی موقع نہیں ہے، ہر حال میں معلوم کہ اتنی عطا اور درح حقیقت کیوں سمجھیں
 نہیں آتی کہ جب کوئی شخص بشری کمزوریوں میں مبتلا ہو وہ کیوں کر ہادی دہلی
 جنت نکلا اور اس کی دعوت و تبلیغ کیوں کر کامیاب ہو سکتی ہے، قرآن کریم تو عطا

ظان فرما جائے، اتلمرون الناس بالحجرتنسون الفسکون وانفسہن تنلون
 بد کتاب افلا تظنون وبقا کیا تم لوگوں کو حکم دیتے ہو نیکی کا اور اپنے فسقوں کو
 بدولتے ہو اور تم کتاب اللہ پڑھتے ہو کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ جس کا کیا اثر
 ہو گا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توسب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ جو
 کبھی کسی کو حکم دیا تاکہ قوم دشمن میں کوئی اللہ زدہ جو منقام انہوں سے کہ مردود حق
 صاحب کے بہت سے قابل مشدد یہاں فرائض مباحثہ میں یا تعیرات میں اور ان کا
 ک تصنیف میں بکھری پڑی ہیں یہ جہل اور مضمون بھی قباحت گوئے سبقت
 لے گیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں حق تعالیٰ کی تعریف اور

مردودی صاحب الزمام

مردودی صاحب اپنی تفسیر سورہ آل عمران میں حضرات صحابہؓ کے
 بارے میں رقم طراز ہیں: ”مردودی جس سوسائٹی میں موجود ہوتی ہے اس کے مذہب
 مردودی کی وجہ سے وہ قسم کے اخلاقی اراض پیدا ہوتے ہیں، مرد لینے والے
 میں حرص و طمع بخل خود غرضی اور مرد دہنے والے میں نفرت، خصم اور بعض حسد
 اھد کی شکست میں ان دونوں قسم کی بے دلیوں کا کچھ نہ کچھ حصہ شامل تھا۔ اسی
 سورہ آل عمران کے آخر میں ان صحابہ کے بارے میں حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:
 والذین ہاجرہ و اواخرہوا ”ترجمہ: ”موجن لوگوں نے تیکہ وطن کیا اور
 من دیار ہمدرد و دوزخی سیلیلی“
 وقاتلوا و قتلوا کثرون عنہم
 دے گئے میری راہ میں، اور جہاد کیا اور شہید
 ہو گئے ضروریان لوگوں کی تمام حاجتیں صحت
 سیاتہم و زاد حلالہم جنت

تجربہ کیا ہوں تمہیں ہمارا لانا نہیں سزا
 کروا کر اور دھڑوڑنا تو ایسے جوں میں
 ٹوٹتا ہوں غم، اندھ، اور اسلئے
 دافن کر دے جس کے بچے سے نہیں ہر ایک
 صدمہ و حسرت، ثواب کا
 جو لوگ یہ غصہ لئے عوامانہ کے پاس سے اور
 اللہ ہی کے پاس چھٹو غصہ ہے تو

حق تو ایسا ہے تو ان کو یہ دیکھ ہی ہے اور سزا دہی صاحب کی نگاہ میں وہ
 نہیں، طمع، بھین، خود غرض، ایک دوسرے سے نفرت کرنے والے، بعض وحید کہتے
 ہیں، وہ ان بے دلوں میں مبتلا تھے۔ ان میں جہل و خاندان کی انتہا ہو گئی غور و
 احد کے بعد غزوہ بنی المصیر میں جو سورہہ حشر، قل، ہوئی اس میں حق تعالیٰ شانہ نے
 ارشاد فرماتے ہیں:

للقراءۃ الیہا جبین، المذنب
 تخرجوا من دیارہم، و ہوا لہم
 یتفقون فیضلاً ہون، انفس و
 سرہنوا اناء بنصر و انت، انفس و
 رسولہم، الذلکات ہم، الصلہ و قوت
 والذین یقبوا، السداد والایمان
 ہون قیلہم، عجوب ہون من ہاجر
 انہم ولا یجدون فی صلہ و ہم
 حاجتہم، صاوتہ و یجدون
 علی انفسہم و لو کان بہم
 خصاصہ، و ہون یق، مشح
 نفسہ فی الذلک، ہر لہم، انہم
 ترجمہ: ان نظر رہا جبین کا حق ہے جو اپنے گھڑوں
 سے اور اپنے مایوں سے ہر اکرو کے گئے ہوا
 تعالیٰ کے فضل، دین، مادی کے طالب ہیں
 اور وہ انشاء اور اس کے رسول کی دہ کر کے
 ہیں ایسی لوگ بچے ہیں ان لوگوں کا حق ہے جو
 دین، السلام میں ہیں و صاحبین کے لئے ہے قبل
 ترانہ کوئی ہے ہون ہیں اور جو ان کے پاس جرت
 کر کے آتا ہے اس سے وہ لوگ محبت کرتے ہیں اور
 ہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ لوگ
 اپنے دلوں میں کوئی شک نہیں پاتے اور اپنے
 سے نفرت نہ کرتے ہیں اگرچہ ان پر فاطمی ہو اور
 وہی ہر شخص اپنی طبیعت کے بچے سے محفوظ رکھا

جاسکے اسے بھی لوگ فلاسفہ مانے دیتے ہیں۔

حق تعالیٰ تو ان مباحرین و نصحاء کو عارفین و متعلمین جیسے بشارت و الفاظ میں اس عجیب اللہ ان سے کہیں اور ہوا اور ان صاحبان کو علوم و حلیوں ایک دوسرے سے متعارف نہائیں اس ذات تو بنو و مثالی ایک سرسری اشارہ کر دیا گیا اور یہ موضوع ابھی بہت کچھ کھنکھ کا نشان ہے، اس مضمون و مقالے کے شروع میں جو تحقیق فرمائی گئی کہ ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام کسی ویسے دین کا نام نہیں جس کو سب سے پہلے علیؑ علیہ وسلم نے پیش کیا ہو، وہ اس بنا پر کہ کو بانی اسلام کہتے ہیں، بنیاد میں محمدؐ علیؑ علیہ وسلم کی خصوصیت نہ اصل پر ہے کہ (۱) وہ خدا کے آخری نبی ہیں (۲) ان کے ذریعہ خدا نے اسی اصل و بن کو پھر تازہ کر دیا ہے تو ہم انہیں کالیا ہوا تھا اچھے اس مضمون میں بھی جودن کو ٹھیک لگی ہے اور غلط موہ پر پہنچ گئے ہیں نہایت خطرناک ہے امید ریاست اور دین کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ ان مضمون پر پہلے لاکھ تہنہ ایسا کیا جائے کہ وہ وہ خود وہ ادھیالی کو پانی نہایت بجائے جو ایک دروہو کی من کی بر نوالی کرتے ہیں اسے جس ان کے ایمان استخوان کا رکت بھی آگیا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کالیا کہنا آپ کی ہیبت نہیں خدمت اور توجہت مبارکہ سے علیکرام جس مقام پر پہنچ گئے ہیں اس کا اندازہ بھی ہم جیسوں کے لئے دشمن خفا قرآن کریم کی سورۃ فتح میں اور شاد ہے۔

بجندہ رسول اللہ والذین ترجو محمدؐ انہ کے بول میں ہو جو لوگ آپ کے
 محمدؐ اشلاء علی العککاس
 رحماء وینہلم تراحمہم
 یجنت وینفون وینفون
 اور انہیں میں ہر ای ہیں اسے غالب آئے کو
 دیکھے گا کہ کبھی دیکھ کر کہے ہیں اور کبھی سنا

اللہ ورضوانا سبھا محمدی کریمہ ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا سے
 دجوہم سب انرا السجود کی جستجو ہوئے ہیں ان کے آثار و جہات پر مجر
 (دست) کے ان کے چہرے سے نمایاں ہیں ۴

یہاں تک کہ چکا نکلا کہ آج ترجمان القرآن بابت ماہ جون سلسلہ میں مسائل
 و مسائل کے عنوان سے اس کے جواب کی کوشش کی گئی، تاہم بات ہے کہ بابت
 ناقابل برداشت تھی، خاص میں پوری ہوائی ہر پوری تھی، اس نے موصوف کے
 حوالوں میں سے کسی نے موصوف کو متنبہ کیا اور اس کا جواب دیا گیا۔

مودودی صاحب کی غلطی کا اعتراف نہیں کرتے

کہا اپنا ہونا مودودی صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کئے تو یہ کہتے اور اعلان کرتے کہ میں
 نے یہ بات غلط کی ہے لیکن مودودی صاحب کی تاریخ زندگی میں اس بات
 کا امکان نہیں، یہ تو ہوا کہ جب کسی ہمدرد مودودی نے کسی غلطی پر حجت کیا تو
 دوسرے ریڈیشن میں وہ بات نکال دی گئی لیکن اس کی توفیق نہ ہوئی کہ اعتراف
 کہنے غلطی کا اعلان ہوتا اور غلط بات سے رجوع کرتے تاکہ وہ لوگ جن کے
 پاس پہلا ریڈیشن ہے نہ گمراہ نہ ہوتے

مودودی صاحب کی حیانت

مشق تفسیر القرآن کے پہلے ایڈیشن میں

حضرت پرائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالق نبوت میں تفسیر پر مرکب مانا تھا لیکن
 اعتراض کے بعد دوسرے ایڈیشن پر اس عبارت کو حذف کر دیا گیا، کیا یہ دیانت
 ہے اور کیا یہ حق ہے؟ اور کتنی مثالیں ہیں، مودودی صاحب کے نزدیک انبیاء

زوار ایسے معصوم نہیں ہیں کہ غلطی نہ ہو سکتی تھی۔ وہ تو فراتے ہیں کہ بشریت کے
 انہماک کے لئے کوئی دولت ویسا عذر و بہانہ تو کیا موردِ دعوٰی صاحبِ معصوم میں کہ ان
 کی عصمت انہماکِ کرام سے بھی زیادہ ہے۔ بہر حال جب عذرِ کمر کے جواب دیا گیا
 تو معلوم ہوا کہ وہ بھی باطل لکچر اور بے معنی ہے۔ اور دوحیِ درانت میں کوئی تلافی
 دے کہ لازماً بشریت کو بشری کمزوریوں سے تعبیر کیا جائے گا ہے؟ موردِ دعوٰی
 صاحبِ بشری کمزوریوں سے عیب و نقائص ہی مراد لیتے ہیں۔

موردِ دعوٰی صاحبِ کمالِ انہماک پر الزام

اسکی واضح دلیل ہے کہ سورہ اہلِ بھراؤں کی تفسیر میں انہماک کے صاحبِ کرام رضی اللہ
 عنہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ ان میں سودِ خودی کی وجہ سے دو قسم کی برائیوں
 تھیں، حرص و طمع، بخل و خود غرضی اور حسد و نفرت بغض اور غرور و احسان
 شکست میں برائیوں کو دخل ہے۔ اس کے ثبوت میں قرآن کے فقط بعض
 مآکسبہ، "کاثر جسم"، بعض کمزوریوں "سے کیا گیا جس کی تفسیر
 نہایت عالمانہ و محققانہ انداز سے حضرت مولانا محمد اسحاق صدیقی سندھ کی
 فرما چکے ہیں، در خلا حفظ ہو "ملیات" باب ۱۰، ج ۱، ص ۱۶۷، موردِ دعوٰی
 صاحب کی اسی تفسیر و تشریح سے واضح ہے کہ کمزوریوں سے مراد وہ برائیاں لیتے
 ہیں جو عیوبِ اعداء ترین عیوب ہیں اللہ تعالیٰ رحم فرمائے! اور صحیح تو یہ ہے کہ
 توفیق نصیب فرمائیے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بصائر و غبار

مولودودی صاحب کے متعلق

الحق تعالیٰ مولانا محمد رفیع صاحب بنوادی دامت برکاتہم
 دنیا میں ہر کمال کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ صاحب کمال کی خدمت میں
 رہ کر وہ کمال کر لیا جائے، مولوی سے مولوی، مفتاح از علم سے مانر پیشوں کے لئے ہیں
 کہیں استاد اور ہونک غریب مسلم، فیض استاد کے نرمی عقل و ذہانت اور خیال سے
 کوئی کمال۔ صحیح طور پر حاصل نہیں ہو سکتا، انگریزی ہو یا ڈاکٹری اور طباعت ہونے پر
 صحت و عزت کے لئے ابتداً عقل کی تربیتی کے لئے کسی استاد کی حاجت عینی
 ہے، جب فلسفی عقل کے پیدا کردہ قانون و علوم کے حاصل کرنے کے لئے ایک
 کمال کی محنت ضروری ہے تو علومِ نبوت اور معارفِ انبیاء اور حقائقِ شریعت کے
 لئے استاد و مرشد سے کیسے استخارہ ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ علوم و معارف تو عقل و
 ادراک کے دائرے سے بالاتر ہیں اور ادنیٰ درجہ کے ذریعہ سے امت کو پہنچے ہیں، مانی
 تربیت اور رہائی ہدایت اور مشارکے ذریعہ سے اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے پھر ان
 ربانی علوم میں الفاظ سے زیادہ غریب کی کوچہ زبانت اور اس کی عقلی محنت کو دخل ہوتا ہے
 اور تعلیم سے زیادہ دہشی و تکلیف اور عملی تربیت ضروری ہوتی ہے اس لئے جتنی
 حلوں کی صحبت ہوگی زیادہ کمال محبوب ہوگی اور ربی و رہنما جتنا کمال ہوگا اتنا

زیادہ فائدہ ہو گا اور کمال حاصل ہو گا۔ پھر ان علوم نبوت کی غرض و نیت جو کہ
ہدایت و ارشاد اور مخلوق خدا کی رہنمائی ہے اس لئے ان کے بچھنے میں شیطان
کی عداوت و اخلال اور گمراہی کا شہ بہ اندیشہ ہوتا ہے جو کمال کہ دین کی عداوت
کے لئے حاصل کرنا ہوتا ہے اس میں شیطان کو کام سے بیٹھنا پڑتا ہے اس کو فعل کی
حاجت ہی نہیں نہ عداوت ظاہر کرنے کی ضرورت ہے لیکن جہاں آخرت واقعی اور
دین کی بات ہوتی ہے تو شیطان اپنی شرارت کے لئے بے تہمت ہوتا ہے بچھتہ
دستوں سے اپنی پوری طاقت صرف کرتا ہے کہ کسی طرح یہ رشتہ و جہالتِ صداقت
میں تبدیل ہو جائے اور تو کہ بلیس لعین کا سب سے بڑا کام نہ تم بلیس ہے یعنی
حق و باطل میں علیہ السلام الباس ہو جائے کہ جو چیز ظاہری صورت کے لحاظ سے نیک ہے
حقیقت کے اعتبار سے شرین جائے پھر نفس البانی کی کارستانی میں اس پر مستزاد
ہیں انسانی فطرت میں کبر و تعجب ہے یہ پاکاری و حسبِ شہرت ہے و حسبِ جاہ کا مرض
ہے اور ایسے شہید و قوی امراض میں کہ مدقوں کی برہنہ تلوں اور کجاہدوں سے
ان کا اثر الہ نہیں ہوتا اس لئے نفس و شیطان کے اثرات سے بچنے کے لئے
مدقوں کی کامل کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے و حسبِ نفس البانی شامل حال ہو
تو، صراح ہو جاتی ہے و نہ تو وہی انسان علم و عقل کے حوازیوں میں ہرگز پھیرا
ہے

فتنوں کی ابتداء اور بنیاد کے اسباب

دنیا کی مادی تہذیب کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے
کہ جتنے فتنے پیدا ہوئے ہیں اسباب اوکینہ برادر طہارۃ حضرات کے ذریعہ سے وجود میں
آئے۔ درحقیقت دور میں اکثر فتنے عالم کے راستے سے آئے ہیں بلکہ علماء حق میں بھی
بہت سے اوکیا۔ فائدہ اپنی مشہور کتابوں کی وجہ سے ہو۔ امت سے مشہور

اختیار کر کے غلط انکار و نظریات کا شکار ہو گئے اور وہیں زیادہ تر یہی حقیقت کا فرما رہی ہے کہ اپنے تجر و ذکاوت پر اعتماد کر کے علمی گہرا در اعجاب بالرائی کے مرض میں مبتلا نہ رہے، زیادہ سمجھت نہیں ملے اور کہاں سے کہاں نکل گئے ہمارے دس درویش بھی اس کے بہت سے نظائر موجود ہیں امد چو کر علمی دنیا نہ ہوتی بنی ہے اور بسا اوقات بہت عمدہ بات بھی کہہ جاتے اور کچھ جاتے ہیں اس لئے ان کی وہ عمدہ باتیں مزید فتنہ کا باعث بن جاتی ہیں اور جن حضرات کو زیادہ سمجھت اور علمی گہرائیاں نصیب نہیں ہیں وہ بہتہ جلعان کے معتقد ہو جاتے ہیں اور ان کے امت سے مختلف شواہد اور جدید افکار و نظریات کے بھی حامی ہو جاتے ہیں اور شیطان تو اپنے کام میں لگا ہوا ہے جو شخصیت امت کی ہدایت و ارشاد کے کام نہ سکتی تھی وہ امت میں زلیغ و ضلال کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ہر درویش اس کی مثالیں موجود ہیں، امام غزالی نے نو صد خلاصہ میں لکھا ہے کہ دنیاویوں کے علوم حساب ہند و منہیات وغیرہ صحیح علوم کو دیکھ کر لوگ ان کے تمام علوم کے معتقد ہو گئے، طبعیات و انبیات میں ان کی تحقیقات کے قائل ہو کر گمراہ ہو گئے امام غزالی کی یہ بات بہت عجیب ہے اور بالکل صحیح ہے شیطان کو اس قسم کے مواقع میں اطلاق کا بہت اچھا موقع مل جاتا ہے، یہ حال جب انتہائی علمی قابلیت والے انتہائی ذکاوت والے فلسفی میں مبدل ہو سکتے ہیں تو ایسے حضرات کہ جن میں علمی قابلیت بہت کم، لیکن قلمی قابلیت بہت زیادہ ہو سمجھتا رہا باب کمال سے یکسر محروم ہوں اور جن ہوں وہ تو بہت جلعان عجب یا ان کی کچھ خطرناک بلکہ میں مبتلا ہو کر تمام امت کی تحفہ اور تمام حقیقات امت کا استفادہ اور تمام مصلحتیں ان کے کارناموں کی تصحیح کا اللہ اول سے لے کر آخر تک تمام پر تنقید کر کے خطرناک گہرے گڑھے میں گر کر تمام نسل کے

یہ گز بھی کا پائش بن جائے ہیں۔

مودودی صاحب کی زندگی کا ایس منظر

اس قسم کے لوگوں میں سے آج کل کی ایک شخصیت
 شخصیت جناب مولانا علی صاحب مودودی کی ہے جو یقیناً اس سے طبعاً فطرتاً
 مودودی کی پرورش لی بس جلتا تھے۔ ابتدا میں اخبار دین بظہور میں لازم ہونے اور
 پھر دینی میں جمعیت علمائے ہند کے اخبار "اسلم" سے وابستہ رہے پھر حیدرآباد
 کے بعد اخبار "امین" کے ذریعہ میں لازم ہوئے جو جمعیت علماء ہند کا ترجمان تھے۔
 وہی سے نکلے تھاغالباً سسرورہ تھاغالباً مودودی کے جوہر پادشاہ کے عنوان سے اس
 کے مضامین بہت آب و تاب سے نکلتے تھے۔ اس طرح مودودی صاحب کی قسمی
 تربیت مولانا محمد سعید صاحب کے تسلیم ہوتی گئی۔ والد مرحوم کی وفات کی دہر
 سے اپنی تعلیم نہ صرف یہ کہ مکمل نہ کر سکے بلکہ بالکل ابتدائی عربی تعلیم کی کتابوں میں
 رہ گئے مگر بعد یہ تعلیم سے پُر دم ہوئے۔ پھر میٹرک انگریزی تعلیم حاصل کی اور
 انگریزی سے کچھ نہ محنت سو گئی دس روزہ کے اچھے پڑھنے والوں کی کتابوں اور
 تقریرات اور مجلات و جرائد سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا اور تعلیمی قابلیت روز
 افزا رہی ہوئی تھی۔ بہر قسمی سے ان کی دلچسپی و نگاہ سے فطرتاً جو کچھ جدید علوم
 کے گویہ بگوئی بن گئے۔ ان کی چشمہ کار عام دین کی صحبت نصیب ہو سکی۔ اور ایک
 مفسرین میں نور اس کا اعتراف کیا ہے جو عرصہ دو اکہ ہندوستان متحدہ میں مرقا
 بہ الحق رہی مراد آبادی کے جواب میں شاکر زو۔ تھا بلکہ بہر قسمی سے نیا نہ پتہ دے
 جیسے مودودی نے دین کی صحبت نصیب رہی ان سے دوستی رہی ان کی صحبت و رہنمائی
 سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا اور میراث پیدا ہوئے۔ حیدرآباد دکن کے مسلمان
 میں ماہنامہ ترجمان القرآن جاری کیا تو اب و تاب سے مضامین لکھے بہتر سے بہتر

جماعت اسلامی سے توبہ اور استغفار

لیکن چہاں کا عرصہ نہیں گزرا ہو گا کہ مولانا نعمانی، مولانا علی میاں مستغنی ہو گئے
 امدان کو ان کی علمی کمزوریاں اور اخلاص کا فقدان نظر آیا، ساتھ نہیں دے سکے
 لیکن ان حضرات نے پھر بھی پردہ پوشی کی اور امت کے سامنے عزت و شہرت و جبر
 طبعی ظاہر نہیں فرمائی، بس اس وقت جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریسی خدمات
 انجام دیتا تھا، بس نے ان دو بزرگوں سے جدائی کے وجود دریافت کئے، بہت
 کچھ کہا لیکن کوئی صاف نہایت نہیں بتلائی، لیکن میں سمجھ گیا، مولانا مسعود عالم مرحوم
 اور مولانا امین حسن اصلاحی کو بہت کچھ معققات و طریقہ کاریں موانعت
 تھیں،

مودودی صاحب کی شخصیت کے ابھرنے کا اصل راز

اور یہ دونوں بزرگ عرصے تک مودودی صاحب کے دست و بازو بنے رہے۔
 مولانا مسعود عالم مرحوم نے عربی ادب کے ذریعہ خدمات انجام دیں اور مودودی صاحب
 کی تحریکات اور کتابوں کے آب و تاب سے عربی تراجم کئے اور ادبی تربیت کر کے
 چند شاگردوں کو بھی تیار کر دیا۔ مولانا اصلاحی نے اپنے خاص علمی ذوق و فہم سے
 مودودی صاحب کی تحریک کو پر دان چڑھایا، اچھے اچھے رقعا کا اردو تراجم اور
 ادبی فن مشاغل ہو گئے، کیونکہ ہم کے خلاف ایسا بعض دینی مسائل پر عہدہ عہدہ کہتے ہیں
 نکھی گئیں، سو دشواری، انرا بپوشی پردہ وغیرہ پراچھیں گدھیں آگئیں، تقبیہات و تنقیہات
 میں بعض اچھے اچھے مضامین آئے جو بدعت کی اصلاح کے لئے نکتہ ہیں، تالیف کی گئیں۔

عرب ممالک میں خصوصاً سعودی عرب کو متاثر کرنے کے لئے اور وہاں کے شیوخ کو ہم نوا بنانے کے لئے مختلف انداز سے کام کیا اور کامیاب تدبیریں اختیار کیں اور جو رفقائے کار کے قلم سے موضوع اشاعت میں آیا اسے اس اعتبار سے پیش کیا جاتا رہا کہ یہ سب کچھ مورودی صاحب کی توجہات کا زمین ملت ہیں اس سے ان کی شخصیت غنی شروع ہو گئی اور تمام جماعت کے افراد کی مایعات سے خود کو جات کافائدہ اٹھایا، خود عربی لکھنے سے معذور، انگریزی لکھنے سے معذور ہے نہ عربی لکھ سکتا ہے نہ بول سکتا ہے یہی انگریزی کا حال بھی ہے لیکن جو کہ یہی ترجمہ کی گئیں ان کے مروجہ پر بھی لکھا گیا "تالیفات المورودی" کہیں یہ نہ لکھا کہ یہ ترجمہ معذور عالم کا ہے یا عالم خدا کا ہے۔ لوگ یہ سمجھ گمراہ و کاہرا دیب کیا ٹھکانہ عربی ادب کا بھی امام ہے لیکن چند دن گزریں تھے کہ مولانا گیلانی مرحوم اور حضرت سید سلیمان مرحوم مقبرہ ہو گئے کہ یہ تحریرات جدید فقہ انگریزی کا سالن ہمایا کر رہی ہیں تو کچھ خطابات تھے اور تمکلم اسلام وغیرہ القاب تھے اس کو روکا دیا۔ اور مولانا گیلانی نے "صدق جدید" میں "خارجیت جدیدہ کے عنوان سے تنقیدی مضمون لکھا۔ علما نے کرام کے زمرے میں شاید حضرت مولانا سید حبیبی احمد مدنی رحمہ اللہ کی شخصیت میں جنہوں نے اپنے مکاتیب میں اس فتنے کی نشاندہی فرمائی۔ رفتہ رفتہ علما امت کچھ نہ کچھ کہتے رہے حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے اس وقت جو مطبوعہ ذخیرہ تصاسیب کو ملاحظہ فرما کر ایک بسطوطہ رسالہ مرتب فرمایا لیکن انیسویں کہ طبع نہ ہو سکا اور اس سلسلے میں ایک مدرس مظاہر العلوم مولانا محمد زکریا قدوسی صاحب مورودی صاحب کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ ان کی اصلاح کے پیش نظر ایک مکتوب لکھا جو فقہ مورودیہ کے نام سے ایک رسالہ کی شکل میں شائع ہو گیا ہے!

مودود کا صاحب کی بہت سی چیزیں پسند بھی آئیں اور بہت سی ناپسند بھی، لیکن عرصہ دراز تک کسی نہ چاہا کہ ان کو پھروچ کیا جائے اور ان کے حسبِ پیر اندازِ زیان سے جی چاہتا تھا کہ جدید نسل فائدہ اٹھائے۔ اگرچہ بعض اوقات ان کی تحریرات میں ناقابلِ برداشت باتیں بھی آئیں لیکن دینی مصلحت کے پیشِ نظر برداشت کرتا رہا اور خاموش رہا لیکن اتنا اندازہ نہ تھا کہ یہ فتنہ ہالکیر صورت اختیار کرے گا اور اکثر عرب ممالک میں یہ فتنہ بڑی صورت اختیار کرے گا اور دن بدن ان کے ساتھ ہکا بھکا علم سے نئے نئے شگوفے پھوٹتے رہیں گے۔ صحابہ کرام اور انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں ناساتِ ائمہ الفاضلہ مستعمل ہوں گے آخر یہ تفہیم الفسائی اور خلافت و ملکیت "اور ترجمان القرآن" میں روز بروز ایسی چیزیں نظر آئیں کہ اب معلوم ہوا کہ بلاشبہ ان کی تحریرات و تالیفات عہد حاضر کا سب سے بڑا فتنہ اگرچہ چند مفید، بگاڑ بھی آگئے ہیں، وانشہا اکبر من ففعلہما "والی بات ہے اب حالت یہاں پیشِ قدمی ہے کہ سکوتِ جرمِ عظیم معلوم ہوتا ہے اور چالیس سال جو پورا نہ سکوت کیا اس پر بھی افسوس ہوا اور اب وقت آگیا ہے کہ بلا خوف و شہ نہ تو تم اہل سے یاد رکھو ان کی تالیفات و تحریرات کو مطالعہ کر کے جو حق و انصاف و دین کی حفاظت کا تقاضا مودود پر کیا جائے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(محمد یوسف بنوری عفی عنہ)



رائے عالی حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
مکتوب بنام مولانا مسعود عالم ندوی

(از مکاتیب سلیمان ص ۱۶۵ مطبوعہ ملاحور)

چند مسطور جماعت اسلامی کے ظاہری چند اصولوں کی تعریف کے بعد
علامہ سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے جو اختلاف ہے اور جو چند
خطبات ہیں ان کو ظاہر کرنا ہوں۔

۱۔ اے عالی لوگوں سے میں چوکتا رہتا ہوں۔ ایسا کلام کے ساتھ میرا ہی معاملہ
رہا اور مزاقاریابی کے باب میں علمبر سے شروع میں میں یہی غلطی سالہا سال
تک ہوتی رہی جس کا خبیثہ آج تک بھگتا جا رہا ہے۔

۲۔ دوسری چیز طرزِ تعبیر کے مسائل اسلامیہ کی تفسیر عصری اصطلاحات
تعبیر سے نسبتاً آسان ہو جاتی ہے اس لئے یہ راستہ آسان ہوتا ہے لیکن اس
راستہ سے قلبِ حقائق کا بڑا انریشن رہتا ہے اس لئے بڑی احتیاط کی راہ ہے
۳۔ دین کو کام برسیلیٹ و نظام سیاست و عمران بنانے سے یہ ڈر لگتا ہے
کہ اس کو ایمیت اس قدر تہہ دی جائے یا متاثرہ حالت ہے یہ اثر نہ پڑ جائے کہ
دین کے وہ اجزاء جن کا تعلق دین کے ماورائے مادی حقائق اور عبادات سے

سنہ اس وقت جماعت اسلامی کا ابتدائی دور تھا حضرت مولانا محمد تقی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر علامہ دیکھتے آ
ان کا خاندان علمی کچھ ہوتا تو ہم نے ان کی قیادت میں جماعت اسلامی سے وقت متفق ہو گئے تھے اور مولانا
مسعود عالم ندوی بھی ان کے ہمراہ رہتے تو یہ حالت ہو گئی کہ وہ جتنی بھی بھلائی کا مظاہرہ کرتے رہے۔

ہے وہ یکسر بے کاد اور کسی مابہ معلوم ہونے لگیں اس انارشہ کی تھوڑی ہی تصدیق آپ کی جماعت کے ایک وکیل صاحب سے ہوئی جو آلہ آباد کی طالب مجلس مشورہ میں شرکت کے لئے جا رہے تھے انہوں نے انراہ عنایت فرما کر مجھ سے ملاقات کی اور گفتگو کا آغاز اس انداز میں فرمایا جس سے یہ مقصود تھا کہ یہ ظاہر کی الٹی سیدھی کاغذ اور روزہ اصل قیام تقابلی دینی کے بغیر بے کاد ہیں۔ میں سمجھا کہ بے چارہ ابھی شدہ ہوا ہے جو شریک اس کو ایسا نظر آیا ہے بہر حال میرے انارشہ تھے اور ہیں۔

سید بن مودی۔

رئے عالی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری

برادران اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو فطری طور دیکھا جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک نیا اسلام، مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور لوگ نیا اسلام تب ہی قبول کریں گے جب پرانے اسلام کے رد و دیوار منہدم کر کے دکھا دئے جائیں اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین ہو جائے کہ سارے تیرہ سو سال کا اسلام جو ختم لئے پھرتے ہوئے ناقابل قبول ہے اور ناقابل عمل ہو گیا ہے۔ اس لئے نئے اسلام کو اپنا اور اس پر عمل کرنا جو مودودی صاحب پیش فرما رہے ہیں۔ اللہ میرے دل کی دعا قبول فرما، مودودی صاحب کو ہر بات فرما اور ان کے نتیجے کو بھی امن جدید اسلام سے توہم کی توفیق عطا فرما اور انہیں اپنا سمجھو اسلام پھر نصیب فرما۔ "اصیلین فیما الیہ الماعین"

مٹکھ وکیل احمدیاء طبعی تھے جو نے تیرہ سو عشت جوئے تھے (حاشیہ کتاب مذکورہ سید بن مودی)

و بحوالہ حق پرست ملکی موروثی صاحب سے افواہی کے اسباب منع

رائے عالی حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب گنگوہی (دامت برکاتہم

عہد مفتی دارالعلوم دیوبند ۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ دہلی)

الحمد لله ربی و سلام علی عباده الذین اصطفی

امام احمد رحمہ اللہ کہ فتاویٰ رضویہ حضرت اقدس پیشوا الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی تصدیق ایک خصوصی اور مختصر خط ہونے کے باوجود اہل علم و اہل دین کے لئے مشکل واقع ہے جس کی روشنی میں اس تحریک کی ضلالت اپنے حد و خال کے ساتھ بے نقاب ہو کر سامنے آ جاتی ہے احمد پیران کا رد پہلا اور سہرا رنگہ کی مخلص مولوی کے تھب و نظر کو اپنی طرف متقل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ جن حضرات کے پاس اس تحریک کے زہریلے اثرات سے واقف ہونے کے لئے عین ملاحظہ کا وقت نہیں یہ وہ اس کو اصول اسلام پر جانچنے کی استعداد نہیں رکھتے یا ان کی نظر اس کی حیران کن بنیادوں کے انداز سے تاصر ہے دن کو اس رسالے کے ذریعے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کا راستہ بہرہ ریز مل جائے گا۔

والتوفیق بید اللہ بیہدی عن لیشاء الی اصراطہ مستقیم

احقر محمود دارالعلوم دیوبند سہارن پور

رائے عالی حضرت مولانا منظور نعمانی مدبر الفضلین گنگوہی

ایک طویل عرصہ تک جماعت اسلامی کے بارے میں میرا موقع یہ رہا کہ

عہد بحوالہ جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک ۔ مقصد مولانا منظور نعمانی ناشر
مولانا قمر الدین صاحب کانپور ۔

مردان کے کام اور اس کے نتائج میں خیر کا پسند نامیہ کچھ تھا مگر میرے ایک
عالمی علم اور صاحبِ صلاحیت دوست ہیں کا جماعتِ اسلامی کے بارے میں
ہاں مگر وہی خیال انہوں نے موقفِ تہذیبی سے عاجز کا تھا، ایک دن کھٹو تشریف لائے
اور انہوں نے مجھ سے کہہ کر جماعتِ اسلامی کے بارے میں آپ کی چیز سے تمہی
کیا سہا بھی ہوئی ہے۔ میں اب کچھ بتادینا ہوا ہے، میں نے ان کو بتایا کہ میں
تو اپنی اس جگہ ہوں انہوں نے کہا کہ اب کسا تو میرا خیال بھی رہتا ہے لیکن اب
جیسے جیسے وقت آگے بڑھتا ہے یہ محسوس ہوتا جاتا ہے کہ شرارتِ حضرت کا پسند اس
بلکہ اور مضبوط نہیں ہے جتنا ہم سمجھتے رہے ہیں اس سے میرے لئے تو یہ گناہ
مشکل ہے کہ اس میں خیر غالب ہے۔ میں نے ان سے اس کی تفصیل چاہی تو انھوں نے
میں نے بتایا کہ ہمارے یہاں جو عتِ اسلامی کی دعوت سے متاثر ہو چکے ہیں جو
مجھ سے بھی زیادہ بعید نہیں ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ رفتہ رفتہ ان سب
کا ذہن یہ بنتا جا رہا ہے کہ دین کو اور دین کے تقاضوں کو انگوٹھوں نے چھین نہیں
سکتا۔ اب بس مودودی صاحب نے صحیح سمجھا ہے اور جو جماعت سے جتنا زیادہ
متاثر ہوتا ہے وہ اس خیال میں اتنا ہی راسخ و پختہ ہو جاتا ہے اور نظر ہر جہے کہ
فہم دین کے بارے میں سلف سے پہلے دھماکی سانس گراہیوں اور دوسرے
فعلوں کی چیز ہے۔

میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر بات ایسی ہی ہے جیسی آپ فرماتے ہیں
اور نہ جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں اب عام ہو رہی ہے تو
پھر اس میں شبہ نہیں کہ یہ بہت بڑا شریعت اور ایسا شریعت کے مقابلے
میں اس خیر میں کوئی وزن باقی نہیں رہتا جس کی ہم اب تک قدر کرتے رہے
ہیں جماعت میں اس خیال کا عام پسند تو بڑی خطرناک چیز ہے۔

اس کے بعد میں نے اپنے زمانے سے یہ بات سننے کی کوشش کی تو کیا واقعی یہ ذہنیت جماعت سے تعلق رکھنے والے حقوق میں اب عام ہو رہی ہے تو پھر جو بھی معلومات مجھے حاصل ہوئیں : ان صاحب کی تائید ہی کرتی تھیں۔

اس علم و موازہ کے بعد سے میں نے جماعت کے بارے میں خبر کے پسہلو کو غالب کہنا چھوڑ دیا، لیکن بے بعض لوگ اس ذہنیت کی خطرات کو پوری طرح سمجھتے ہوں اور اس لئے وہ دے معمول سے زیادہ اپنی بات سمجھیں لیکن جس نے سامنے اس امت کے گمراہ فرقوں اور گمراہ افراد کی تارتنی ہے وہ ابھی طبعاً جانتا ہے کہ فہم دین کے بارے میں ملت سے افتادہ نہ جانے کے بعد کوئی حصار باقی نہیں رہتا پھر آدمی پر دہر بھی بن سکتا ہے، برق بھی بن سکتا ہے اور ان سے آگے بھی جا سکتا ہے۔ ہر گز ای کی پہل بنیاد میں ہوتا ہے کہ کافی کلام اور دین کے فہم کے بارے میں ملت سے افتادہ جانے بہر حال اس واقعہ و قریب ڈھائی تین برس ہوئے ہوں گے اس وقت سے جماعت اسلامی کے بارے میں میری رائے میں یہ تبدیلی آئی اور جماعت اسلامی کی طرف سے مدافعت کا جو رویہ تھا ان ختم ہو گیا اور زمین نے دوسری طرح سوچنا شروع کر دیا۔

”داستانِ عبرت“

جماعت اسلامی سے بیزاری اور غلط فہمی
مسلمان منظور نعمانی (مدیر انشراح کتب و مصنف سارا کتاب میراث) کا نو ذہنت مقالہ
جماعت اسلامی سے غلط فہمی اور غلط فہمی
مطبوعہ کمال پورہ

مسلمان منظور نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ کاش ہم لوگوں کی یہ غلطی اور وقت کا

ضیاع دوسروں کے لئے باعثِ عبرت ہو، جماعت سے الگ ہونے والے
حضرات میں غازی مجددِ نجات صاحب اور حکیم عبدالرحیم اشرف میرے اُن چہلے
دوستوں میں ایسا جنت کوہ میں نے ہمیشہ بہت صانعِ ابداء اور مخلصِ جانا ہے۔
اگر میرے مصطفون اور صفاتِ محمدی کے رنگِ دیو سے کسی کی زندگی خالی ہو
تو اس کی اچھی اچھی باتیں شکر اس کے ساتھ چڑھنے والوں کا آخر کار غیر مطمئن
ہو کہ اس کو چھوڑنا بالکل قدرتی بات ہے۔

اللہ کی مشائخ ہے کہ جماعتِ اسلامی کے ابتدائی دور میں مولانا
مودودی نے اس وقت کے اپنے معترضین مولانا عبدالماجد صاحب وغیرہ کو
جواب دیتے ہوئے اپنے جن جن ساتھیوں کا نام لے کر کہا تھا کہ اگر محمد میں
کوئی نیرنگ ہو تو اود میں نقشہ کی طرف جانے والا ہوتا تو یہ لہلہ لہلاں چھٹے
اللہ کے بندے میرے ساتھ کیوں ہوتے۔ ان سب ہی نے ایک ایک کر کے
ان کا ساتھ چھوڑا۔

اس داستان میں خود میرے لئے اور ہر غور کرنے والے کے لئے
بڑے بڑے سبق ہیں لیکن سب سے بڑا سبق میرے نزدیک یہ ہے۔
میرے نزدیک یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ
جماعتِ اسلامی سے میری
علاجی میں سب سے بڑا سبق
کتنا ہی ذہین ہو اور نہ باقِ دقلم کی
خواہ کتنی ہی طاقت اس کو ملی ہو اور اپنے
حسنِ دیباچہ اور ذہورِ قلم سے داد و تحسین کا کتنا ہی خراج وہ اہل زمانہ سے
حاصل کر سکتا ہو اور خواہ کتنے ہی ناواقف سادہ لوحوں سے وہ اپنے
گرامام و مجدد و عادت و صوفی منوا سکتا ہو لیکن اگر اس میں اخلاص نہ
اور تقویٰ نہیں ہے اور اس کی سیرت اور اس کے ظاہر و باطن میں محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ و بو کا انگریز اس حد تک بھی نہیں سمجھتا کہ علم و بصیرت رکھنے والے اہل ایمان کے لئے اس کی شخصیت میں کشش اور دلوں کو اطمینان کا سامان ہو اور جو صاحب ایمان اس کے قریب جاسکے وہ قریب تر ہوتا چلا جائے۔ قرآن کا لفظ "اَوْ چلانے" میں خواہ وہ کتنا ہی کامیاب ہو۔ کوئی بڑا دینی کام جو ناقابلِ ذکر نہ ہو دیکھ کر اس کے آویسوں کو بھی اپنے ساتھ جواز دے گا اور اس کی بھی اچھی باتوں سے متاثر ہو کر جو اس سے جڑیں گے بھی وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ و نیکہ و نور پاکہ جلدی یا بدی میں تھک چھوڑنے پر مجبور ہوں گے بشرطیکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ و بو سے آشنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا طلبی میں صادق و مخلص بھی ہوں اس عاجز نے اللہ کی توفیق سے اس کے ایسے بہت سے بندوں کو پایا ہے جن کو شکر بہت اچھی اچھی باتیں کہنی آتی ہیں اور وہ صاحبِ قلم ہی ہیں لیکن جو شخص صادقِ حسب کے ساتھ ان سے قریب جاتا ہے وہ اس اطمینان سے ان سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے کہ یہ اللہ کے مخلص اور صادق بندے ہیں اور ان کی سیرت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ و بو ہے۔

مولانا منظور لہری صاحبِ جماعت اسلامی ہیں

شکریت کا سبب

(انمولاتِ ائمہ دین دیرینہ ہمنام و ائمہ مقلد نظام کا پیو کا دینا چہ جماعت اسلامی تہ مجلس مشاورت ملک)

یہ قریب دراز کے برابر اور دوستی و محبت ہے اس تعلیمِ شخصیت کی

میدانِ مناظرہ کا شہسوار رہ چکا ہو جس کے معرکہ آلا مضامین علمی دنیا میں مقبولیت حاصل کر چکے ہوں اور جس کی تقریریں نے خوابِ غفلت میں پڑے ہمسکے بہت سے لوگوں کو بیدار کر دیا ہو۔ لیکن یہ نظیم شخصیت جب اپنے اکابرِ اسلام کا دامنِ ہاتھ سے چھوڑتی ہے درخوردانی پر آمادہ ہو کر ایک ایسے شخص سے بیعتِ ادارت کے لئے ہاتھ بڑھا دیتی ہے جس نے کبھی چھوٹا بن کر اپنے نفس کی اصلاح و تزکیہ یا وطن کی ضرورتِ انیسویں صدی کی قوائے شہادتِ زور اور گمراہی کے کن کن تاریک ادلیں میں ہلکنا پڑتا ہے۔

اسی وجہ سے مولانا محمود منظور نے اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ اس داستان میں خود میرے لئے وہ ہر غور کرنے والے کے لئے بڑے بڑے سبق ہیں اور سب سے بڑا سبق جو مولانا نے حاصل کیا (وہ فصلِ دس سے قبل موصوفہ ہی کی تحریر میں درج ہے) درج کیا ہے اور جس کو آپ پڑھ چکے ہیں۔

مولانا منظور نے اعلیٰ کی گفتگو (جس زمانے میں کہ دونوں جماعت مولانا مسعود عالم ندوی سے

میں ایک بات یہ کہہ کر پوچھا تھا کہ اس کو توجہ سے نہیں۔

دنیا میں کسی انقلاب کے دو ہی ذریعے ہو سکتے ہیں ایک ظاہری اسباب و وسائل اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و توفیق۔ اسباب و وسائل کے لحاظ سے — ہم آپ خالی ہاتھ ہیں۔ اس کے لئے اگر کچھ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت ہی سے ہو سکتا ہے اور آپ حضرت جانتے ہیں کہ نصرتِ خداوندی ایسی امداد نہیں ہے اس کی مستحق وہی امتِ محمدیہ ہے جو اسکی طرف سے جس کا اللہ سے خاص قسم کا تعلق ہو۔ یہ عالمِ نذرِ دہیر ہے کہ اس چیز کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ دینِ محمدی (فقری) اصلاح اور نذرِ دہیر کے کچھ ظاہری پہلوؤں کی اصلاح ہی کو سامنے رکھ لیا گیا ہے

حفاظت کو سمجھا نہیں جاسکا اور نزول کے تصور سے نبی قوت کے بعد اس سے استفادہ
 و اسلئے قطع ہو گیا۔ یہ تعبیر قرآن کی تفسیر میں ایک اناجی موشاویہ کا نام ہے جو ان کے
 دلائل و حجتوں سے آگاہی ہے یہ نصیحت یعنی قرآن اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے
 ہیں۔ کے خلاف ہے کیونکہ نقل و حمل کے موقع پر حفاظت کا وعدہ میں اس کے
 مطالبہ پر آہم۔ ان کی تشریح۔ اس کی تعلیمات پر عمل اور زندگی میں ان کا انطباق
 بھی شائع ہوتا ہے اور یہی کتاب کی کیا تقدیر و منزلت ہو سکتی ہے جو طویل مدت
 تک نقل و حمل پر ہے نہ کبھی جائے اس پر عمل کیا جائے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے
 اپنے رسول علیہ السلام سے فرمایا:

اِنَّ شَيْئًا اَخْبَرْتُكُمْ بِهِ فَاِنْ كُنْتُمْ
 تَذْكُرُوْهُ اَخْرَاجُكُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۝ ثُمَّ
 اِنْ عَلَيَكُمْ جَاهِلِيَّةٌ ۝
 ترجمہ: اس کا حق کہنا اور پھر ہولناکی سے ڈرنا ہے جب
 ہم دیکھ کر کہیں تو تم اس کو منکر وادھر چھوڑ
 دینا۔ اگرچہ پھر اس کے معانی کا بیان بھی نہیں
 کر سکتے۔

خود کو فکر کا یہ اذیتا ہے جو دین و دنیا کے بعض مفکرین الشاہروان اختیار کر رہے
 ہیں۔ ان کے عقائد و فرائض و احکامات اور کارناموں کے بھرپور مات پر یک
 - ملوین الیہا ذلک کی خط و آواز میں عمل و عقل کا الزام عائد کرنا ہے جو درست
 سائنس و زندگی کی بہترین نمائندگی میں ہو گئے و بار بار اس کے ادب سے حاصل اور بے فکر
 ہو کر سب سے اس کی افادیت اور فکری حیثیت مستقل طور پر مشکوک ہو جاتی
 ہے اور مستقبل میں بھی بھلائی کی امید کرنی دشوار ہے۔ نتیجہ اگرچہ بادی النظر
 میں کچھ تو یادہ اہم و مستثنیٰ معلوم ہو لیکن اس کے اثرات زمین و آسمان
 - خود پر فکر پر اثر ہے اور انہوں میں اس پہلے کہ اس امت کی نسبت
 - ہی میں شک و شبہ پیدا ہو گیا ہے جو شہرہ فساد میں نہایت کام کی حامل ہے بلکہ

اس کو دنیا میں بھیلانے اس کی تشبیہ کر لیں اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اور اس سے اس مامت کی گرد مشقہ ملے گی اس کے مجھ دین مصلحتیں اور محبتیں کے علمی و عملی کارنامے بھی مشکوک اور ذمہ داری سے ہوجاتے ہیں اور ائمہ کے لئے یہ بات بڑی مشتبہ ہو جاتی ہے کہ جو کچھ کہا گیا اور سمجھا گیا وہ صحیح ہے اور جو کچھ کہا جائے گا اور سمجھا جائے گا وہ شک و شبہ سے بالا تر ہے۔ اس سے ظاہر ہو یا ظن مغزوہ دوست کے اس فلسفہ اور دینی حقائق کو ایک نہایت غیر نفیہ معمار و حدیثاں قرار دینے کی سعی کو مشتبہ بنائے جس سے بالظہور کے مختلف فرقوں نے مختلف برتاؤ میں جانکذا اٹھایا۔

یہ اس علمی حقیقت اور عقیدے کے ہیں حفاظت سے کیا یہ دین اس نسل کو صرف کتب کی شکل ہی میں نہیں ملا بلکہ ایک نسل نے دوسری نسل کو اس کے الفاظ و مقام ہم بلکہ طریق خلق تک کو منتقل کیا ہے اور یہ تو ارث کا یہ سلسلہ فقط دسویں دونوں میں جاری رہا نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جا بجا الکتاب المبین اور عربی المبین کے الفاظ سے یاد کیا اور ایک جگہ اس کی آیات کے حکم اور مفصل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ صفات اور تعریفیں بھی اس خیر کے نہ فی ہیں کہ قرآن مجید کے بنیادی حقائق کو خیر کے لئے نہایت پروردگار نے اپنے رائے علی مولانا عبد الباقی صاحب دہلوی زکھنوی

مجدد نامنظور انسانی صاحب اپنی خود نوشت علمی اور توہم میں (جس کو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں) لکھتے ہیں کہ مجھے یہ آتا ہے کہ چھعت اس دینی کے ابتدائی دور میں جب یہ عاجز پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ ہیں میں شریک بلکہ اس کا داعی تھا۔ مولانا عبد الباقی صاحب نے دینی نے جب کہ یہاں ہے

کوئی تعلق و رابطہ بلکہ تعلقات بھی نہ تھا کچھ لائقِ خیر خواہی سے مجھے ایک خط لکھا جس کا حاصل اب زیرِ ملاحظہ ہے کہ کم از کم ہمیں اس حقیقت سے ناواقف نہ ہونا چاہیے کہ جس شخص نے کبھی صحیحین کو اپنی اصلاح کا سبق نہ لیا ہو اس کا اصلاح کا ملی کے اتنے ادب کے دعویٰ کے ساتھ کہہ دیں کہ کھڑا ہو جانا غیر و اصلاح کا باعث کہا نہ ممکن ہو سکتا ہے۔

بلاشبہ جماعت کے بانی اور بہت سے مولانا عبدالباقی ندوی کا پرانا اساطین خود علمی و عملی تربیت و محنت سے محروم اور نرمے کتابی علم و ذہانت کے زور میں کہیں سے نکل گئے اور بہت سی مہلک باتیں مذاہلوں کا شکار ہو کر اپنے اور دوسروں کے لئے ٹیم ملاء خطرہ ایمانی بن گئے ہیں۔

موردِ بحث مذہب کے کمی سائنس میں کمی

معنی دین را کہ کی سوزند خلق آگاہ نیست

(بحوالہ جماعت اسلامی سے مخالفت کی وجہ سے)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب امت پر کا ہتم

مہتمم اشرف المدارس ناظم آباد سابق شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی

از کتاب سوز و گریہ ہر ایک ہزار و چالیس امت

(مطبوعہ رشتاق)

سوال نہ آج کل جماعت اسلامی نظام پر بحث کا نام کر رہی ہے مگر اس کے بازو جو علماء کرام مولانا سوز و گریہ صاحبِ اوقاف کی جماعت پر بحث پر بحث متفقہ کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب منہ الصدق والصفوایں | سوز و گریہ صاحبِ اوقاف کی بحث

سے متعلق چند امور مختصر طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ خود فیصلہ کریں کہ ان کے ساتھ تعلق جائز ہے یا نہیں؟

(۱) اس جماعت سے جو عجمی وابستہ ہو تو وہ ابتداءً وہ سیاسی فتنہ والہ بن جائے گا۔ وہ چند روز میں امام ابو حنیفہ کی تعظیم سے نفی کر مودودی صاحب کا تقلید ہو جائے گا اور خود مودودی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ مقتدا کے خیالات سے الگ رہنا مشکل ہے۔

(۲) مودودی صاحب نے وراثی و مثنوی جلد تین میں لکھا ہے کہ اہل علم کے لئے تعظیم کرنا گناہ بلکہ گناہ ہے بھی شدید تر ہے تو گناہ سے بڑھ کر تو کفر ہی ہوتا ہے سو مودودی صاحب کا یہی مطلب ہے کہ مسلمانوں کا سوا و اعظم جس میں بڑے بڑے جلیل القدر محدثین، فقہاء، صوفیاء اور اولیاء کرام ہیں اور اب بھی ہیں (جس میں شیخ عبدالحق رحمہ اللہ، رشاد ولی اللہ صاحب دہلوی، شاد شہید، محمد الفتاحی، حضرت ذوقی، حضرت بنگوی، حضرت تھانوی، حضرت ولی، حضرت عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری، حضرت رائے پوری، حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ بھی شامل ہیں) مودودی صاحب کے یہاں سب کے سب کافر ہیں۔

العیاذ باللہ! یہ کہ یہ سب مقتدا ہیں اور اگر یہ تقلید کا جوش ہوش پر غالب آجائے ہے یہ جملہ بے معنی نکل گیا تو بھی مودودی صاحب کے یہاں سب مقتدین گناہ کبیرہ اور حرام کے، روکاب کی وجہ سے فاسق مزدور ہوئے تو محدثین، فقہاء اور صوفیاء بلکہ سوا و اعظم کی تعظیم کر کے دنیا کیوں فاسق نہ ہو گا۔

(۳) مودودی صاحب بھی ائمہ اہل سنت سے محابہ کر لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی محفوظ ہیں۔ اسلاف کی شان میں ان کا طریق

بھرو پربت۔ ایسی حالت میں علماء کے کلام کو دودھ کی پراسٹریٹ کرتے ہیں تو یہ
یقین کیوں ہے ؟

علمائے اعتراضات نے بچنا تو مودودی صاحب کے اختیار میں ہے
وہ اسلاف کے حق میں گستاخیاں سے باز آجائیں اور جو کچھ چلے ہیں اس سے
توبہ کا اعلان کرویں تو علماء کے اعتراضات خود ہی ختم ہو جائیں گے۔

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ وہ تو کامبردین پر اعتراضات کی اشاعت
میں موقوف رہیں اور ان پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ کوئی شخص کسی بھری مجلس
میں جا کر اہل مجلس کے آبار و اجہ و گوگالیاں دینا شروع کرے اور پھر ان لوگوں
سے اپنے عزائم و حترام کی امید رکھے اس سے بڑی حماقت کیا ہوگی ؟

۳) مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ نبی کے سوا تنقید سے کسی کو بالائے سر
بکھینے لیکن خود جماعت کے افراد مودودی صاحب کو تنقید سے باز نہ رکھتے ہیں۔
مودودی صاحب کے کسی مسند کو دھتھی نہ بھی پکڑیں پر محض اعتراض کو غلط
کہنے کے لئے تیار نہیں تو یاد رہے ان کی عصمت کے قائل ہیں ؟

۴) مودودی صاحب کا اہل حق سے اصولی اختلاف ہے۔ مودودی صاحب
کے ہاں قرآن مجید و حدیث کا مقہوم سمجھنے میں سوا بکرام ربی اللہ علیہم کوئی
اختیار نہیں حالانکہ صراط مستقیم کی تفسیر میں صراط اللہ یا صراط رسول یا صراط
قرآن کی بجائے صراط البرہین اَللّٰہُ غَیْبِہُمْ فرمایا گیا ہے یعنی صراط مستقیم کا
یقین کر نبوی منعم علیہم کی ایک جماعت ہے۔

۵) مودودی صاحب نے خلافت و ملکیت لکھ کر اپنے اندرونی بغض صحابہ کا
نہر اگل دیا ہے۔ اس کتاب کو دیکھتے کے بعد بھی مودودی صاحب کے بغض
صحابہ پر جس کو یقین نہ آئے تو یہ دہیں ہے کہ خود اس شخص نے اندر ہی بغض محکم

مودودی صاحب اور تخریب اسلام

انہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم مجتہم
اشرف المدارس، ناظم پارٹننگ کراچی، رسائی شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی

سوال مودودی صاحب اور ان کی جماعت شیعہ خاتون اور دوسرے زلفی
کے مول اور منظم تحریک کے قریب عوام میں جاذبیت پیدا کر رہی ہے اور اکثر لوگ
تعلیم یافتہ لوگ صرف اپنی خوبیوں کو دیکھ کر اس شیعہ اسلامی جماعت سمجھتے ہیں اور
ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں بلکہ مستقل چیلن فرما کر امت مسلمہ کی مہر کی فرمائیں
کہ کیا جماعت اسلامی واقعہ دینی اسلام میں کرتی ہے جو تباہ کرے، یعنی اللہ
تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیا تھا اور کیا عمرت مذکورہ
بالآخر ہوں کہ حقیقت کی وہیں قرار دیا جاسکتا ہے؟

اگر یہ جماعت صحیح راستہ پر نہیں تو اس سے متعلق مندرجہ ذیل
سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) کیا ان کا شمار اہل سنت میں ہے؟

(۲) ان کے ساتھ تعاون جائز ہے؟

(۳) ان میں رشتہ کیا بنا رہا ہے؟

(۴) ایسے شخص کی جماعت کا کیا حکم ہے؟

بیتنا لوجروا

الجواب لسبب ماہم الصواب

الحمد لله الذي يسد امامي عباده الذين اصطفاهما بعد فاعوذ بالله من الشيطان
الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم احسن الصراط المستقيم مراد الذين اخذت
بينهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين آمين۔

تو اصل دعووں نے حسن نظم حسن خلق، شہاد و جہاد کی انتظام عمال
اور جہاد و ہمت کو معیار حق سمجھا ہے۔ جسے چاہے جن افراد یا جن جماعتوں میں
یہ سخت پائی جائیں لوگ ان کو بل حق سمجھ کر ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔
ابتدا خوب سمجھ لیا کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی معیار حق نہیں بن سکتی۔
یہ امر اگرچہ یسا چاہیے ہے کہ ہر انسان کی عقل اس کا فیصلہ کر سکتی ہے مگر
مختصراً عرض کرتا ہوں۔

معیار حق کی تعیین میں مخالطہ اگر حسن نظم کو معیار حق قرار دیا جائے تو
بر غایت اور اہم کبر و غرور کے لوگ سب سے

زیادہ اہل حق ہوں گے اسی طرح عیسائی مشنریاں اور قادیانی جماعت جس حسن نظم سے
کام کر رہی ہے کوئی شہر جہاد الہی نظر نہیں۔ اسی طرح حسن اخلاق اور ایثار و
شہادہت میں حد تک عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں میں سے کسی مسلم جماعت میں
نہیں عیسائی مشنریاں شہدائوں و گھوڑوں اور دودھ کے ڈلوں اور مختلف چیزوں کی
تقسیم روپے اور ملازمت کے لالچ میں لوگوں کو عیسائی بنارہی ہیں۔ اسی لئے اچھوت
تو میں عیسائی مذہب اختیار کر چکی ہیں یہی طریقہ عیسائیوں سے قادیانیوں نے
سیکھا۔ بہت سے قادیانی ڈاکوؤں نے اپنی خدمات وقفہ کر رکھی ہیں دکانوں پر
خود روٹے ہوئے ہیں کہ مریض کے گھر پر جا کر بلا فیس معائنہ کیا جاتا ہے۔ تقسیم کے پیام

میں بعض تادیبیوں کو دیکھا کہ متوں کے غلط اور غلطیوں پر جرح میں تانہ زد وہ
 تقسیم کرنے کے تھے یہ ایک دودن کا دالہ نہیں بلکہ کئی مہینوں تک ان کا یہ معمول
 دیکھا گیا۔ مہینہ بھر لپٹاؤں اور دودھ تقسیم کرتی ہیں مگر تادیبی اس سے بھی
 بڑھ کر تانہ زد وہ تقسیم کرتے رہتے تو ایسا یہ عیسائی اور تادیبی اہل حق
 ہو سکتے ہیں۔ انہی عیسائی بشر لپٹاؤں اور تادیبیوں کے طریقہ پیمانی کی تہذیب جو بعض مسلم
 جہ عین بھی کرنے لگیں۔ یہ لوگ شہنشاہوں اور مختلف ممالک پر اسرار کی خدمتوں
 اور تعاون کے ذریعہ لوگوں کو متاثر کرنے کی سعی کرتے ہیں شرعی نظر سے نہ صرف
 یہ کہ یہ چیز معیار حق نہیں بلکہ سرے سے یہ طریقہ تبلیغ غلط ہے۔ آپ نے کوئی احسان
 یا طبع نہ لاکر کسی کو اپنی طرف مائل کر لیا تو ایسے شخص کا کیا اعتبار یہ کل کوئی دوسرا
 جماعت اسے کوئی بڑی حق نہ کر اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ یہ ہی اجتہاد
 بحال بھی معیار حق نہیں جو ارجح کے پاس سے ہیں حضور کو یہ علم ہے اللہ علیہ وسلم
 نے پیشگوئی فرمائی جس کی صداقت کو دیکھنے دیکھا فرمایا کہ یہ لوگ ایسے عابد و زاہد
 ہوں گے کہ تم ان کی عبادت کے سامنے اپنی عبادت کو متیر کھینچنے لگو گے اور فرما کہ
 یہ لوگ بدعت و غلو و فتن سے رطب اللسان رہیں گے مگر یہ یحیٰ و زکریا و یحییٰ و زکریا
 یعنی قرآن کا اثر ان کے تنویر کی طرف تبادلاً کرے گا۔ یا یہ کہ ان کی غلو و غم
 زوال کی طرف بلند ہوگی۔ ان کے منہ ہی میں رہے گی۔ عباد اللہ بخشہ ہی کو جائزہ
 اسی لئے لیا تھا۔ یہ کہ یہ ہمیشہ کے لئے دنیا دار ہیں سے لگ چوکریعت اللہ میں شگفت
 ہو گئے تھے تو کیا مسئلہ و خواہش کے وہ تمام اعمال کی ذبیح سے ان کی کوئی اہل حق
 کہہ رہے گا ہے۔ بلکہ ان کی جو صداقت و محبت سے متعلق غور فرمائیے کہ کفار ہمیشہ کس جرات
 محبت کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں اور کمر بستہ ہیں۔ بیویوں بہنوں اور بیٹیوں کا
 ٹوٹیاں مٹانا گوارا کیا۔ انہوں کو عظیم بنایا۔ وہ خود غلامی کا طوق پہنا۔ سلطنتیں توڑ

کہیں۔ اہلک چھوڑیں اور اپنی جانیں دین کوئی بڑی سن بڑی آفت ان کو
 ان کے نظریہ سے بٹھا سکی۔ اہل طالب کی جرأت دیکھئے مرتے وقت بھی یوں
 کہتے ہیں کہ اکتسشت اللہ علی المطار میں آجی وہی چھوٹنے کی مار پر
 مار جہنم کو ترہیم دیتا ہوں۔ غیور کیسے کہ کتنی بڑی جرأت ہے۔ معلوم ہیں کہ
 جرأت و ہمت اور استقلال کو معیار حق قرار دینا غلط ہے۔ حقیقت یہ
 ہے کہ ایثار و ہمدردی۔ خدمتِ خلق۔ حسنِ اخلاق۔ حسنِ نظر اور عفت و
 جرأت۔ اہل حق کی صفات ہیں جن کو غیر اہل حق نے غفلت رکھنا چاہیے کہ
 غیر اہل حق کی کئی صفات کو اہل حق و خلیاء کہتے ہوئے ہیں تو صفات مذکورہ
 بلاشبہ صفات محمود ہیں اور اہل حق کی صفات ہیں مگر حق کا معیار
 نہیں کہ جن میں بھی یہ صفات ہوں، سے اس حق سمجھ یا جائے۔ کچھ لوگ
 اس لئے بھی ایسی جماعتوں کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے ہاں
 دین بہت سستا ہے۔ جب کہ مولوی کا دین مشکل ہے غیر شرعی ہاں دین
 وضع قطع اور تشبہ بالانصاری کے ہوتے ہوئے اور سینہ بانی جیسے جو ان میں
 مبتلا ہوتے ہوئے مولوی کسی کو دیندار نہیں کہہ سکتا مگر بعض جماعتوں نے
 دین اتنا سہل کر دیا ہے کہ آپ داڑھی کٹاتے ہوں، سر پر انگریزی بال ہوں
 انگریزی لباس پہنتے ہوں، پانچ ماہ ٹخنے سے نیچے رہتا ہوں، سینا بھی دیکھتے
 ہوں، یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی آپ دیندار مسلمان بلکہ پوری دنیا
 کے صالح ترین اور شفیق مسلمان بن سکتے ہیں۔

چچ کچھ بھی کیا اور گنگا کا نشان بھی راضی ہے رحمان بھی اور خوش ہے شیطان بھی
 جب تک کہ کوئی شخص نہ کثرتِ اوجہ پر مہربانی و صدقہ العطر صبح و شام
 پر نہ لگائے اس وقت تک وہ مولوی کی نظر میں دیندار نہیں مگر اس جلالت

کا فطرہ یہ ہے کہ آپ جماعت کو زکوٰۃ سے دس آٹے جماعت خواہ اس سے مکانات تعمیر کرے یا لاکھوں کو متخواہ دس، شفا ملنے پلانے یا ایکشن نہ لے۔ دیکھئے کتنا آسان دین ہے کہ آپ کی زکوٰۃ بھی، داپہوگی ورائیکشن وغیرہ کی ضروریات بھی پوری ہو گئیں۔

کہاں بھٹکے جا رہے ہو! عاجز، ہوش میں آؤ! کہیں بھٹکے جا رہے ہو! اگر آسانی اور سہولت ہی آپ کے ہاں معیارِ حق ہے تو آپ اسلام ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے تاکہ برقیہ سے آزاد ہو جاؤ اور اگر اسلام کا نام باقی رکھتے ہو گے تو ادھونا ہے تو پریشانی مذہب میں بھی بہت آسانی اور سہولت ہے نہ وہاں نماز و روزہ کی پابندی اور نہ محرمات سے بچنے کی قید نہ (لا تاتوا اللہ مبسرہ)۔

معیارِ حق

آیاتِ بیّنات | بے شک حقیقت میں معیارِ حق کیا چیز ہے۔ ارشاد ہے: ﴿۱۰۱﴾ اٰھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۱۰۲﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ﴿۱۰۳﴾ اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی تفسیر صراطِ القرآن یا صراطِ اللہ یا صراطِ الیصلیٰ علیہ السلام سے نہیں فرمائی اس لئے کہ لوگ اس کی تعبیر میں اختلاف کرتے لہذا فرماتے ہیں: ”صراطِ اللہ“ نعمتِ علیہم کہ یہ نعمتِ علیہم جماعت کا راستہ ہے یہ جماعت صراطِ مستقیم کی تہن کرے گی بلکہ حریت کا قاعدہ ہے کہ بدل مقصد بالنسبتہ ہوا و رسول اللہ کو صرف اسمِ اشرہ ہونے کی وجہ سے ذکر کرنا بے حجاب و مسلم ہو کہ کتابِ ہدایت ہیں: سل اللہ و سل علیہ جماعت کا راستہ ہے صراطِ مستقیم ان کا دوسرا نام ہے ”نورِ بہت“ ہوتا کہ کتاب اللہ پر نبی تعظیم میں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

تَشْكُرُونَ عَلَى الْفَضْلِ كَمَا تَكُونُونَ بِإِقْدَارِ الْغَنِيِّ عَنِ الْفَقِيرِ (۱) اس آیت میں
آخریتِ بندگی، نرا کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تبارک و تعالیٰ
اور ان کے طریق کو دیکھو گے سے محبت قائم دیدیگا۔

۱۰) ذکرِ کتبِ جہانگیرنامہ، مساعیاتِ خواجہ شمس الدین علی گارہ
۱۱) سوانحِ قزاق، اس میں بھی یہ امرِ صریح ہے کہ نعم مجاہد است
رستہ میاری ہے۔

١٦١ وَإِذْ أَقْبَلْتُمْ لَهْجَةَ أَسْمَاءَ ابْنَةِ الْهَارِثِ فَقَالَتْ سَوَدَةُ لِبَنِي هَارِثٍ
 (ع) فَإِنْ أَسْمَاءُ ابْنَةِ الْهَارِثِ مَا كُنْتُمْ بِهِ - مُخْطَبٌ كُنْتُمْ - وَوَالِدُهَا تَوَافَرُ
 فَمَا أَهْلُهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْبَنَاتِ (٢٦٢)

ان دو نواں آیتوں میں اس کی تفسیر ہے کہ ایمان وہ معتبر ہوگا جو حضرت
 مصیٰد کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان جیسے ہو یعنی ایمان جمیع کی کوئی غور
 مجاہدہ مصیٰد کریم رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے اس سے صیٹ کر کوئی شکیں براہ
 بہت قرآن یا حدیث پر ایمان لانے کا دعویٰ کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہوگا۔
 احادیث مبارکہ

۱۰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے بہت سے فرقے ہو جائیں گے ان میں صرف ایک فرقہ ناجحی ہو گا باقی سب جہنمی ہوں گے۔ درجن نبی کیا وہ کون سی جماعت ہوگی؟ فرمایا وہ عبادنا علیہ السلام و اولادنا علیہ السلام و من تبعہم باحسان علیہم السلام۔ فرمایا کہ ان کے لئے میرا کلمہ کافی تھا اور آخرت صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کہ علم تھا کہ آگے چل کر کچھ لوگ میرے اصحاب سے مستثنیٰ ہو کر میرا مسئلہ تلاش کریں گے پھر مجھ سے بھی مستثنیٰ ہو کر میرا فرقہ ان کی قیمن نہیں گئے اس لئے عبادنا علیہم السلام بعد واسمائی کا اخصانہ فرمایا

کراہنے طریق کی تفسیر فرمادی کہ میرا طریق وہی ہو گا جو کہ میرے اصحاب بیان فرمائیں گے، "اور وہ ان قرآن یا انزل اللہ کی بجائے مانا علیہ واصحابہ" فرمایا اور پھر صریحاً مانا علیہ کو کافی نہ سمجھتے تھے یہی دلیل ہے کہ جن قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھنے کی اجازت نہیں۔

۱۲۵) علیکم فتنی دستۃ الخلفاء الراشدین السیدین و تمشکوا بها و عضوا علیہا بالنواہد اس حدیث میں سنتی کے بعد وستۃ الخلفاء کا صلف تفسیر کرنا ذکر و مذاحت فرمادی کہ میری سنت صرف وہ ہو گی جن کی تعین خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کریں گے۔

۱۲۶) بحکم هذا العام من كل خلف عدو له يبقون حتى يلعن الخالین و اتالی المیطلین و تاتالی المجاہدین (مشکوٰۃ ص ۳۳) یعنی امت میں صلف سے خلف علم صحیح کے حامل نہیں گئے اور بلا واسطہ ایک دوسرے سے صحیح و سچ کی تعلیم پانے والی جماعت ہر زمانے میں موجود ہو گی، جو حال اللہ سے مستغنی ہو کہ براہ راست قرآن و حدیث سے استنباط و اجتہاد کے شائقین و اجتہاد کی من مانی اور پلا و تحریقات کا قلع قمع کرتی رہے گی۔

۱۲۷) عن حذیفۃ یعنی اللہ عزت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی ما اودی بالقبائی فیکم فاقصدوا بالذین من بعدی الی بکر و عمرو زائد النہی و انصر الفقار فاقصدوا جمل اللہ المود و ذلین تمسک بھما تمسک بالعرۃ الموثقی لا انفصام لھا (رواہ الترمذی و حسنہ و قال ولی الباب عن ابن مسعود و ابی ہریرۃ عن ابی الدرداء و ابن ماجہ و ابن ماجہ و صحیح ابن حبان و الحاکم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد قرآن و حدیث کے اتنے کی بجائے جو عزرائف مجاہد کرام رضی اللہ عنہم کی اقتدار کو فرض قرار دے کر

ان کے معیار حق ہونے پر مرتبت فراوانی نہایتی صریح بعد از انہوں ۵
 (۵) اصولی کلام کا نجوم باقیم اقتتدیم اھدیم تر کونز التتاتی ۵
 پاش الھام الصغیر ۵ اس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتتدار
 کا حکم مندرایا ہے۔

عقل سلیم

عقل لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو یہ امر ظاہر ہے کہ حق کا معیار ایک
 جماعت ہونی چاہیے جو ہر زمانے میں دلائل واسطہ ایک دوسرے سے متقلد
 و فائدہ کرتی ہوئی آ رہی ہو اس لئے کہ انہام و تقسیم میں جتد امور کا ہونا
 ضروری ہے۔

انہام و تقسیم کیلئے ضروری امور

۱۔ مخاطب و معکلم ہم زبان ہوں۔
 غیر ان لسانی کثرت اپنی مبادت کیوں
 نہ پیدا کرے مگر ان لسان جس حد تک کلام کا مقبوم بخدا ہے غیر انہیں سمجھ سکتا
 ۲۔ معکلم کے بعد کو مشتاق چنانچہ استفہام و اخبار میں فرق صرف ہے ہی کے
 اعتبار سے ہوتا ہے الفاظ دونوں کے یکساں ہوتے ہیں۔

۳۔ معکلم کے خبر سے اس کی رنگت، ہیئت، آثار و احوال اور انکھوں
 کے اشارات کو دیکھنا امر استیجاز یا تہذیب کے لئے ہے یا کہ طلب نامور
 کے لئے اور کلام غصب پر مبنی ہے یا حقیقت پر یا جملہ امور معکلم کے بعد اور
 اس کی رویت پر موقوف ہوتے ہیں، ایک مرتبہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حالت غصب میں فرمایا: سنوئی ما شستم، دو گونے غصیل جھالا
 شروع کر دیئے، کبھی نے سوال کیا کہ میرا آپ کو کون ہے؟ کسی نے پوچھا کہ
 میری جو کھٹی گم ہو گئی تو کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنوئی ما شستم

ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو غضب سے شرمح ہو رہا تھا۔ میں نے کھٹنوں کے بن ڈیٹھ کر عرض کیا انور باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ تب جا کر آپ کا عقدہ ٹرو ہوا۔ (۴) کلام کے محل وقوع کا مشہد دو حقیقتیں تقویہ و احسان ہیں۔ مستعارہ و کتاب یا تقویہ مفہوم کا عدم و خصوصیت و اثر کلام کے محل وقوع ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔

(۵) قرب ظاہری و باطنی و قرب باطنی سے مراد تعلق و محبت، اور خیالات و نظریات میں اتحاد و یکجہتی، چنانچہ ہر شخص اپنے احباب اور ہم مجلس و ہم مشرب کی بات پر نسبت و درود کے زیادہ سمجھتا ہے۔

اپنی معقول و مسلم اصول کی بنا پر جب کوئی غی کی کسی روایت کو نہ مانے بیان کرنا چاہتے ہیں تو فرماتے ہیں الصبر میری سیما و سعت، توانائی و وسعت نہیں۔ یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرما رہے تھے اس وقت سب ہی دونوں آنکھیں آپ کے چہرہ انوار اور اس کے احوال و مشاہدات پر تھیں اور سب کے لبوں پر اشارات اور باتوں کی تعبیر کی دیکھ رہی تھیں اور کلام کے محل وقوع کا مشاہدہ کر رہی تھیں اور میرے دونوں کان آپ کے لہجے اور آواز کے نشیب و فراز کو سن رہے تھے۔ یہ نہیں فرما کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا اور اپنے کانوں سے سن رہا تھا بلکہ فرماتے ہیں کہ میں خود آنکھیں اور کان بہن رہا تھا پھر ایک آنکھ اور کان نہیں بلکہ میں بہن تن دونوں نکھیں اور دونوں کان میں گرفتور تھا اس کے ساتھ ہی چونکہ ہر ملک ہوتے اور قرب ظاہری و باطنی کا شرف بھی حاصل تھا اس سب خصوصیات کی بدولت آپ کے ارشادات کو میرے قلب نے خوب سمجھا اور الفاظ و معانی کو

تغیر و تبدیلی سے خوب محفوظ کر لیا۔

اب غور فرمائیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب اہل لباب ہی تھے براہ راستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کو پہنچنے والے، ہر وقت فکر و خیالات اور ارشادات کا مشاہدہ کرتے رہے، آیات قرآنہ کے شان نزول اور احادیث کے مواقع و مبادیہ کو خوب جاننے والے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب و بھری دہائی کے نبی متواتر پر تھے کہ ان کے دہکے قریب تک کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ مقررین بارگاہ الہی ہونے کی وجہ سے درباری شراعت سمجھنے کی پوری استعداد رکھتے تھے لہذا اس جماعت نے جو کچھ صراطِ مستقیم کی تیس فرائض تھے، جس کے صراطِ مستقیم کی ہدایت کا کوئی اعجاز نہیں۔ اسی غرض سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلا واسطہ استفادہ کرنے والی جماعت تابعین رحمہم اللہ کی ہے انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و فعل کو بلا واسطہ سنا اور دیکھا اور مشافہتہ صراطِ مستقیم کی ہدایت حاصل کی ان کے بعد تبع تابعین نے علیٰ ہذا القیاس بالمشافہتہ تعلیم و تعلم کے ذریعہ صراطِ مستقیم کی حفاظت کرنے والی جماعت چلی آئی ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی یہ سلسلہ کبھی بھی کسی زمانے میں بھی منقطع نہیں ہوا۔

اہل حق کی جماعت

اسلام میں ایسا وقت آ ہی نہیں سکتا کہ قرآن و حدیث حضرت صیغہ کی شعلی نیلی رہ جائیں اور ان کے افکار و معانی کی حامل کوئی جماعت نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی اور دینِ توہیم اور صراطِ مستقیم کی حفاظت

مکتی روپ لگے۔

تو معلوم ہوا کہ معیارِ حق پر دعائی اللہ کی تربیت ہے، جو لوگ ان کے ساتھ وابستہ نہ ہوں گے وہ اپنی حق باتوں کے اندر جبراً جماعت نے ان کو دامن چھوڑا وہ خواہ گئے اپنی رعوے، قرآن و حدیث کے کمرے میں اہل حق پر گڑبہ نہیں ہو سکتے۔ اہل حق کا نسب اہل سنت والجماعت اسی لئے پڑا کہ یہ لوگ قرآن کو سنت سے اور قرآن و سنت دونوں کو جماعت سے بکھنے ہیں۔

جماعتِ سلامی کا دھل و فریب

اب ان دو گول کو ذرا حق و باطل کی اس کمزوری پر لائے جن کے حسیں نعم و غیرہ سے متاثر ہو کر آپ ان کا اہل حق سمجھنے لگے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کی تمام تر مسئلہ سے منقسم ہوا ان بحال اللہ کی جماعت سے اخراج اور ان کے متبعین کردہ مولانا مستقیم کی مکمل تحریک اور اس کے بعد اپنے جہادِ اسلام کی نظیر سے اذیر میں ان کے اقوال و درپردہ عمل سے صرف مستنباط کی بنا پر نہیں کہہ سکتے بلکہ اس پر ان کی صریح عبارت موجود ہیں کہ ہم مکمل طور پر تحریک کے ہیں۔ جدید تغیر کو اپنا چاہتے ہیں۔ حوالہ جات اللہ اللہ تعالیٰ آگے رہیں گے۔

تحریر ہی کا رد وائی

اب تحریر ہی کا رد وائی سنئے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق نہیں۔ قرآن و حدیث کو مراد لیتے ہیں۔ عزیر ہی ہے۔ قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزیریت

ہیں بلکہ رِحَالُ اللہ اس کا جوابی نہیں۔ ہم قرآن و حدیث کو وہیہ راستہ اپنے
 عم و فہم سے سمجھیں گے۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی عمر کا مطالعہ کیا تو اس
 کہ قرآن و حدیث کے مطابق پایا۔ خود فرمائیے کہ قرآن و حدیث کی بعض حد تک وہ
 اور ذہنی عقلیہ کا فہم تو یہ ہے کہ قرآن و حدیث کو صحابہ کرام رضی اللہ
 عنہم کے طریق کی کسوٹی پر پرکھو مگر یہ لوگ اس کے بالکل برعکس یوں
 کہتے ہیں کہ ہم صراحتاً مستقیم کی تعیین تو خود مراد راست قرآن و حدیث سے
 اپنے علم و فہم کے ذریعہ سے کر رہے ہیں مگر ہم صحابہ کرام رضی اللہ
 عنہم کی زندگی اور اسلوب کی صحت و سقم کو اپنے فہم کی کسوٹی پر پرکھیں گے۔
 ہمارے نظریے کا امتحان لیں کہ جو یہ کہہ رہے ہیں اللہ عنہم کے مطابق ہے یا نہیں اس
 کی بجائے ہم ضرور مستقیم کی تعیین خود کر کے خود کہہ رہے ہیں اللہ عنہم کا امتحان نہیں لے
 کر رہے ہیں پر تھے یہ نہیں (احادیث اللہ عنہم) پھر اس امتحان میں صوبہ رضی اللہ عنہم (معاذ
 اللہ) خود دیکھی صاحب کے عم و فہم کی کسوٹی اور نظریات کے معیار پر پوری سے نہ آئے
 سکے، چنانچہ فرماتے ہیں :

”بما اذات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کردہ ہیں کا غلبہ

ہو جاتا تھا“ (تجلیات طبع جہاد ص ۱۹)

اس کے بعد چند واقعات لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ وہیہ کہہ کر ہم رضی اللہ
 عنہم ایک دوسرے کو جھوٹا کہہ کرتے تھے۔ اس میں لفظ با و قات قابل توجہ ہے۔
 یعنی کوئی شاذ و نادر نہیں بلکہ رِحَالُ اللہ اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بشری
 کردہ یوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔

ادلا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بشری کردہ یا ثابت کرنے کے لئے کیا
 غیر مشترکات کی بے سمجھہ روایات پیش کر رہے ہیں، تو یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

دوسری حدیث کا تو برسرے سے انکار کرتے ہیں اور جن اہل دینت صحیحہ کو تسلیم ہی کرتے
 ان سے متعلق بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ ہنگام
 صحت حاصل ہو سکتا تھا نہ کہ علم یقین اس کا حوالہ انشاء اللہ عترتِ ربّ آگے گام
 مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تو بین اوقات کی بشری کمزوریوں کو اچھلنے کے
 لئے قرآن و حدیث کی نصیحتیں مریخ اور تمام امت کے جماعی عقیدہ کے خلاف
 بے سند روایات کا سہارا لے رہے ہیں۔ قرآن کا فیصلہ ہے **وَرَكْعَةً وَاحِدَةً**
اللَّهُ أَحْسَنُ (سورۃ النہر ۱۶) دوسری جگہ فرماتے ہیں **وَالَّذِينَ مَعَهُ شِدَادٌ**
عَلَى الْكَافِرِينَ يَهْمُهُمْ تَوَاهِدُهُمْ كَمَا يَهْمُهُمْ يَتَّبِعُونَ ذُنُوبَهُمْ
اللَّهُ وَرَهْءَاءُ مَا سَبَا حِمْرِي وَجُودُهُمْ مِنَ الشَّرِّ أَلَا يُبْصِرُونَ
 (سورۃ الفتح ۳۶)

معروف ہوا کہ کتب سابقہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب مذکور
 ہیں۔ تھیں یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق نسخوں میں تعدد کثرت کے ساتھ ہیں
 کہ سب کا احصاء مشکل ہے۔ امت کا اپنا جماعی عقیدہ ہے **وَاللَّسْكَافَةُ تُكْتِمُ**
عِلْمَ دَلٍّ مگر ان سب کے مقابلے میں بے سند روایات لاکھ صحابہ کرام رضی
 اللہ عنہم کی کمزوریاں محض تحریری کارروائی کی غرض سے بیان کی جا رہی ہیں۔
 شراپا یہ کہ لفظ کذب عربی زبان میں ادا و حدیث میں کئی معانی میں استعمال ہوا
 ہے۔ یہ جھوٹ کے علاوہ غلط فہمی اور کسی کام سے تخیل کے معنی میں بھی استعمال ہوا
 ہے۔ کسی صحابی نے اگر کہیں دوسرے صحابی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا ہے تو
 اس کے معنی خطا، غلط، دیکھے ہیں یہ مطلب ہے کہ وہ جو کام کرنا چاہتے تھے اس پر
 قدرت نہ پانے کی وجہ سے تخیل رہے مگر ان کی ترمیم مکمل نہیں ہوتی۔ جب تک
 کتب یا محض جھوٹ کی فہمیت حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف نہیں کرتے۔

رہندہ کی اس تحریر کے بعد یہودی صاحب نے کتاب "خلافت و لوگیت" بھی لکھی ہے جسکے بعد بھی یہودی صاحب نے بعض صحابہ پر نقیضیں لکھیں۔ تاہم یہودی صاحب نے یہودی کے وجود کے دل میں بھی صواب کر کے یہودی کے لئے اللہ تعالیٰ عنہم سے بعض اور عداوت کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہودیوں کے قلوب سے نفرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت ملنے اور ان مقدس جماعت سے متعلق دلوں میں شکوک و شبہات اور نفرت و نفرت پیدا کرنے کا جو کارہ متنبہا یہودی صاحب نے انجام دیا ہے۔ یہودیوں کی جماعت اپنی خود کی مذہب البر میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں کوئی۔

یہودی صاحب سے قبل کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو کسی صحابی سے بغض رکھتا ہو مگر آج یہودی صاحب نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس مہلک اثر سے نکلنے اور پرستش کر دیا ہے۔ (مسلم)

انبیاء علیہم السلام کی توہین

میں سے بھی بڑھ کر ان کی تفریق کا رد والی انبیاء کرام علیہم السلام سے شروع ہوتی ہے۔ قرآن میں:

وَعَسَتْ أَتْيَاءٌ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَمَا زُفَرَاتٍ مِّنْ نَّبِيٍّ

اور ایک طبعیت کہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوسری سے کسی نہ

کسی وقت اپنی حفاظت و نجات کر لیا۔ دوسری نہیں ہو جائے گی۔

وَنَبِيَّاتٍ صَبَحْنَ بِرُءُوسِهِنَّ مَشْتَمَاتٍ

کہ کوئی نبی کا حکم یا فیصلہ قابلِ عتاب نہ ہو سکتا ہے جب کہ ہر امر دینی کے وقت

یہ احتمال موجود ہو کہ شاید اس وقت عصمت کمال نبیؐ کی حقیقت یہ ہے کہ انبیاء

کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بعض چیزوں کی نفرت نہیں ہو سکتی۔ ان پر بعد

میں غلطی کروائیں اور خطا راہ چلتا دیکھ کر بھی ثواب حاصل ہے۔ کوئی گناہ نہیں کر حضرت کے منافی ہو۔ مودودی صاحب کی حضرت امیر المومنین حضرت علیؓ سے جب مسلمانوں میں آج کا یہ حال پایا تو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے اس ناکام پیش رفت کے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے گناہوں کی ایک لمبی فہرست مرتب کرنا شروع کر دی۔ لیکن کوئی گستاخی نقل کر رہی تھی۔ انہیں کوئی صاحب بطور نمونہ دیکھنا چاہتا تھا تو تعلیم القرآن میں حضرت آدمؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت یونسؑ، حضرت یوسفؑ علیہم السلام کی زندگی میں دور قرآن مجید کا دور نہ تھا اور رسالت مسالک جہل و غلطی کا دور نہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زمان میں درجہ نبی ملاحظہ فرمائیں مگر مودودی کی اس عیاری سے بے شمار ہر گز وہ ہر لفظ پر مشدد سے ایسی گستاخی کو چکے سے اڑان دیتا ہے جو مسلمانوں کے لئے بالکل ناقابل ہر مگر اس سے تو برا کا اعلان نہیں کرتا۔

مودودی صاحب کا عقیدہ تحریف قرآن

قرآن مجید قرآن سے متعلق شیعوں کی روایات مختلف ہیں۔ پورے کابو قرآن غائب، ہر م غائب، ہر م غائب، شیعوں کے لئے یہ زمر مسلمانوں کے حق میں ناقص بہت شکیں تھا مگر دیکھئے مودودی صاحب قرآن ہر م سے زیادہ بلکہ پورا قرآن ہو نیکی عقیدہ دیکھ کر کیا کہ سستی اور دھج، غیالوں و تعمیر کے ذریعہ شوگر کو قیہ بنا کر مسلمانوں کی ایک جماعت کو بھگوانے میں کتنی آسانی سے کامیاب ہو گئے۔ فراتے ہیں: "بعد میں صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب اٹھارہ (۱۸) اصناف (۱۸) میں (۱۸) اصناف کے نہ پہلی دفعہ جو نزول قرآن کے وقت بھیجے جاتے تھے یہ لے چکے جاتے تھے یا ان کے کہ ہر ایک اپنی پوری دستاویز سے ہر کتابت کا ایک بہم مغفومات کے لئے خاص ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن کے اصل متن کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا۔ پس یہ غلط فہمی کہ بعض ان چار بنیادی اصطلاحوں کے مفہوم پر پردہ پڑنے لگی یہ دولت قرآن کی تین چوتھائی سے زیادہ تعلیم بلکہ اس کی حقیقی مدد نگاہوں سے مستور ہو گئی ہے۔"

(قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں ص ۱۸۷)

خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے الفاظ اور معنی دونوں کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔

رشاد ہے: *انھن نزلاتنا الذی نورانہ لعلفظون، ووسری جگر فرما: انی علینا جمعہ*

قرآن نہ فانی ہو گا نہ مٹا جائے گا نہ قرآن علیہ السلام نہ، ان فعلوں میں صرف ایک خلافِ مودودی صحت کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن فانی ہو گا نہ ہی سے کیا اور نہ ہی تو مودودی ہی قرآن کی غائب ہے۔

قرآن مودودی میں کہ تحریر مذکور پر جیسے دلوں پر کیا اثر ہوگا؟ وہ اس سے کیا نتائج اخذ کریں گے؟ اور قرآن و اسلام سے متعلق ان کے قلوب میں کیا کیا شکوک و شبہات پیدا ہوئے؟ کیا اس تحریر کو دیکھنے والا مودودی ہی پر غور کرنے کے لئے مجبور نہیں ہوگا؟

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت قرآن کا وعدہ غلو اور جھوٹ ہے، لغوی، بالذہن ذلک
۲: جب قرآن کی صحیح تعلیم و تحقیقی شرح صدائیں سے مانسیجے تو اب چودہ سو سال کے بعد مودودی صاحب کو قرآن کا صحیح علم و درکی راجح کہاں مل گئی؟ جب چودہ سو سال بعد کے بڑے بڑے مشہور مفتخرین، محدثین اور کلمہ دین نے قرآن کو نہیں دیکھا، تو آج مودودی یا کسی اور کی نثر کی دانی پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ نتیجہ یہ کہ قرآن اور اسلام کی صحیح ترجمانی میں کسی نے راستے میں قائل اعتماد نہیں، لہذا ایسے قرآن اور اسلام ہی کو سلام، انھوں نے اللہ ان ذلک

۳: جب منہ ملک پوری اُرت سے مغیر قرآن کی حفاظت کے کرماء غفلت میں مبتلا رہی یا عمداً منہ قوم قرآن کی تحریف میں بھر پوری تو ایسے مجرم بددیانت اور دشمنان قرآن کے ذریعہ سے پیچھے ہٹنے والا قرآن کی صحت کیسے قابلِ اعتماد ہو سکتی ہے؟ پس منہ قوم قرآن سے تعلق مودودی صاحب کے عقیدہ مدہم حفاظت پر تائید کرتا ہے کہ سداً اللہ قرآن کے الفاظ بھی محفوظ نہیں، اسی لئے انہی الفاظ سے پیشینہ دانی، احادیث اور پورا اسلام شکیوک اور تاذیل اہتمام و تحریکات۔

اللہ تعالیٰ شوق پر ہوتا ہے: کہ قلموں سے اُمتیہ سلسلہ کی حفاظت فرمے۔ آمین

ضمیمہ کتاب سود و دی صاحب اور تخریب اسلام

از شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دہلی

سود و دی صاحب نے غشی استاد سے علم حاصل نہیں کیا

سود و دی صاحب فرماتے ہیں "میں نے دین کو حال یا ماضی کے شواہد سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرائن اور نسبت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اسلئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین کھوئے اور ہر قوموں سے کیا دیا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ قرآن اور نظامِ بزرگ کیا کہتے ہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور نہ نبیؐ کے کیا کہا۔"

(دیکھ اور مانت اسلامی حصہ ص ۱۲۸)

غور فرمائیں کہ جس شخص نے کسی دینی ادارہ سے علم حاصل نہیں کیا، کسی مجددِ استاد سے کوئی سبق نہیں پڑھا، جس کو دوسرے علوم تو کیا صرف عربی زبان سے بھی کٹوری واقفیت نہ ہو اور اپنی تصنیف کے عربی ترجمے دوسروں سے کرائے پر مجبور ہو، وہ حضور اکرم ﷺ سے علم سے بلادِ مسلمہ میں کون سمجھتے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ان کے بعد ان سے بازو واسطہ استفادہ کرنے والے بڑے بڑے ائمہ دین اور جلیل القدر محدثین و فقہاء و محدثین دینی اور قرآن و احادیث کی روشنی میں مشہور ماہرینِ فہم سے یا قاعدہِ علم دین حاصل کرنے والے اور فہمِ دین میں پیش قدمی کرنے والے علم کے مقابلہ میں کتنی جرات کے ساتھ اپنی رائے اور قرآن و احادیث کو ترجیح دے رہا ہے۔

کوئی فقیہ بھی بدوں استاد کے حاصل نہیں ہو سکتا:

دنیا میں کوئی فقیہ بھی کسی ماہرِ امت و کمالِ تربیت کے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتا۔ کوئی شخص دنیا بھر کی ذاتِ قدیم و جدید کی تمام کتابوں کا مطالعہ کرے سگر جب تک وہ ماہرِ فہم سے تربیت حاصل نہ کرے اسے علاجِ نبیؐ کی اجازت نہیں دی جاتی، گھر بیٹھ و کالٹ کا نصیب نہ پڑھ لینے سے کوئی ذکیل نہیں بن سکتا، صرف کتابوں کے مطالعے سے کبھی کوئی فقیہ نہیں بن سکتا۔ نہ ہی کوئی خواصِ امت پر کھ کر باورچی یا حلوائی بن سکتا۔ ہر قوم و فہم کے لئے ماہرِ استاد کی ضرورت ہے۔ اسی طرح قرائن و حدیث کو براہِ راست سمجھنا تو درکنار اس کے

① ان میں شیخہ مطاہ سودودی صاحبہ کی کتابوں کے قاری ترجیح شائع کر رہے ہیں۔

② شیخہ النجریہ والی واقعہ ناظم آباد کے نائبہ رقم کی شہادت۔

یہاں مزید چنانچہ حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

③ شیخہ ابنہام پیام عمل لاہور و سمیرہ علیہ میں عنوان کیا صحابہ معیار حق میں اس کے

محتوے دستور جامعہ اسلامی کی وہ دفعہ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معیار حق نہ ہونے کا بیان ہے پیش کر کے لکھا ہے :

”یہی تو ہم بھی کہتے ہیں اور یہی ہمارا سب سے بڑا جرم ہے“ (پیام عمل ص ۱۷)

④ پھر عنوان صحابہ مزور تھیں کے تحت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق

سودودی صاحبہ کی ایک عبارت قرآن القرآن نوہر شمسہ کے نقل کر کے لکھا ہے۔

”پھر شیخہ کیوں تائب گردن زدنی سمجھے جاتے ہیں“ (پیام عمل ص ۱۷)

⑤ اس کے بعد حدیث ”اصحابی کلامہ کالتجویم“ سے متعلق سودودی صاحبہ

کی تحقیق مذکورہ ترجمان القرآن نوہر شمسہ نقل کر کے اس میں یوں تبصرہ کیا ہے۔

”یاد رہے بغیر خطاب اعلیٰ ہمارے تمام مذکورہ رد و رد و ردی کی لا جواب تحقیقی بحثیں ”قصوت“

کے بعد مذکورہ تحریر نے اصحابی کا انجوم کی کلمی کو لکھی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دونوں حضرات

غیر شیعہ ہیں۔ اگر یہی بات کسی شیعہ کے قلم سے کہی جاتی تو نہ جانے کیا ہوتا، جوں جوں رولے میں اتنی

بڑھتی جاتی ہے کہ محمد علیہ السلام کے پاکیزہ اصول اپنا سوا منوالہ چلے جائیں گے (پیام عمل ص ۱۷)

سودودی صاحبہ اور اعتراض :

اہل سنت کے تمام مسالک اس پر متفق ہیں کہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی درجہ بندی

ہر انسان یا مسلمان ہو گیا یا کافر۔ اہل سنت کے خلاف ہم نہ مستزاد اس کے قائل ہیں کہ انسان

ایمان اور کفر کے درمیان معلق بھی ہو سکتا ہے۔ بعینہ یہی عقیدہ سودودی صاحبہ کے ہے

چنانچہ آپ نے لاہوری مہر زائون کو بھی ایمان اور کفر کے درمیان ہلکے رکھا ہے جبکہ تمام

اہل سنت کے علاوہ اہل بدعت اور شیعہ تک بھی ان کے کفر پر متفق ہیں۔

سودودی صاحبہ کی تصویر کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مودودی صاحب کی ندرت و ذیل تحریر پر پڑ کر فیصلہ کیجئے
کہ یہ اہل سنت ہیں یا معتزلی

ترجمہ محمد رفیع

نومبر ۱۹۷۷ء

حوالہ —————

چراغِ اسلام پاکستان

۱۰۰۰ روپے پر ایک پھر وید

نومبر ۱۹۷۷ء

مصری و مصری النظام علیہ ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملے۔ برواٹھی کو لاہری جامعہ

مصر و اقسام کے درمیان مسئلہ ہے۔ یہ کہ ایک مصری

نبوت سے بالکل غائب ہی ظاہر ہوئی ہے کہ اس کے اصول

وہ حقائق قرار دیا گیا ہے کہ اس کی نبوت کا ثبوت

ادامہ دہی کوئی حیرت انگیز ہے کہ اس کی تائید کرنا ہے۔

مصری

مصری

مصری و مصری نظام علیہ ورحمۃ اللہ

مصری و مصری نظام علیہ ورحمۃ اللہ

مصری و مصری نظام علیہ ورحمۃ اللہ

کیا یہ ممکن ہے کہ مصری و مصری نظام علیہ ورحمۃ اللہ
نبوت سے بالکل غائب ہی ظاہر ہوئی ہے کہ اس کی نبوت کا ثبوت
ادامہ دہی کوئی حیرت انگیز ہے کہ اس کی تائید کرنا ہے۔

مصری و مصری نظام علیہ ورحمۃ اللہ

مصری و مصری نظام علیہ ورحمۃ اللہ

مصری و مصری نظام علیہ ورحمۃ اللہ

حدیث کی کو اس ہے

اب حدیث کی تحریر کیا اور کچھ تمام کر سکتے۔ فرماتے ہیں :
 وہ اصول روایت کو تو چھوڑیے کہ اس دور تجدید میں اگلے وقتوں
 کی کو اس کون خدا ہے (ترجمان القرآن جلد ۱۱، عدد ۲ ص ۱۱۱)
 اور سنتہ دو آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسولؐ جان لینا
 ضروری ہے جسے محدثین سند کے لحاظ سے صحیح قرار دیں لیکن
 ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں :
 اور آگے فرماتے ہیں :-

دین کا فہم جو ہمیں حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے اور سنتہ
 کی وہ مخصوص روایت جس معاملہ سے متعلق ہے اس معاملے میں
 قوی ضروریات سے جو سنتہ سے ثابت ہو ہم کو معلوم ہو اس پر
 بھی نظر ڈالی جائے علاوہ بریں اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا
 لحاظ کئے بغیر ہم کسی حدیث کی نسبت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 طرف کر دینا درست نہیں سمجھتے " (رسائل و مسائل ص ۱۱۱)

دراحدہ یہ تحریر کا اندازہ لگائیے کہ جلیل القدر محدثین اور ائمہ حدیث
 جنتوں نے حدیث کی تنقیح و تحقیق، جمع و تقیم کی تیز ترین عریں صرف کیں جن کے
 حافظے کا یہ عالم تھا کہ گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد تھے۔ ہر راوی کی دلائل
 سے لے کر وفات تک کے مفصل حالات و صرف ان کے پاس محفوظ تھے بلکہ
 زبان یاد تھے انہوں نے اصول روایت اور رواد حدیث پر بے شمار ضخیم
 کتابیں لکھیں اور ایک مستقل فن تدوین کیا۔ حضرت وحشی رحمہ اللہ نے

ایک نومولود بچے کو دیکھا اور سالہا سال کے بعد اس کی جوانی یا بڑھاپے کے ایام میں صرف اس کے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا۔ امام ترمذی آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ اونٹ پر سوار ہو کر تشریف لے جاتے ہیں۔ راستے میں ایک جگہ پر سر جھکا دیا۔ خادم نے سر جھکانے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ یہاں ایک عیسا درخت ہے جس کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں اور اونٹ سوہرے سر پر لگی ہیں اور کیا کہ یہاں تو کوئی ایسا درخت نہیں۔ فرمایا کہ اونٹ وہیں روک دو اور قرب و جوار سے تحقیق کرو۔ مگر کبھی ایسا درخت یہاں نہیں تھا تو ثابت ہوگا کہ میرا حافظہ کمزور ہو گیا ہے لہذا میں آئندہ حدیث بیان کرنا چھوڑ دیں گا۔ چند کچھ تحقیق کرتے پر معلوم ہوا کہ واقعہ کسی زمانے میں یہاں ایسا درخت تھا، تب آگے چلے۔ ان حضرات کے حافظہ کے بحال بقول واقعہ ثابت ہوا۔ حصہ مستند رہے۔ پھر حدیث کی معرفت میں ایک اہم امر یعنی فراست ایمان و قرب باگاہ الہی ان میں کس درجہ تھا؟ یہ حضرات تمدن و تقویٰ کے مجسمے تھے۔ ان کی عبادت ملائکہ کے لئے باعث رشک تھی۔ ان کی تائید مساعی اور انفاہیوں کی ایک جھنڈی قلم سے تحریر کیا کر دی اور ان کے مقابلے میں اپنے نفس کو لا کھڑا کیا۔ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک محدثین کی تصحیح کو قبول کرنا ضروری نہیں بلکہ اسکول میں پڑھ کر ہم نے جو دین کا فہم حاصل کیا ہے وہ حدیث کی صحت و سقم کا معیار ہو گا اور بھی مستند پہلو میں جن کا اظہار ہر وقت کرتے گئے یعنی جس حدیث کی زبان کے نظریات پر پڑے گی اسے رد کرنے کے لئے قوی کوئی اصول وضع کر دیا جائے گا۔ آپ فرمائیے کہ ان میں اور متکربین حدیث ہیں کیا فرق رہا؟ متکربین حدیث بھی ہر حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے خود ساختہ اصولوں سے حدیث کو جا چکے ہیں اس کے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں نہ

نہیں۔ مودودی صاحب کی تحریریں جو حدیثیں صحیح ہیں اور ان کا مقام بھی سن لیں۔

نخن رجال و ہم رجال

فرماتے ہیں: ”اس حدیث چند النساءوں سے چند انسانوں تک پہنچی

آئی ہوگی میرا جس سے حدیث کوئی چیز حاصل ہوئی ہے تو وہ گمانِ جمعیت

ہے کہ علمِ یقین کہ (ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۲ ص ۷۷)

مضبوط یہ کہ اولاً تو حدیث سے کوئی بات ثابت نہیں ہوئی حدیث سے حدیث کو کچھ ثابت

ہوتا ہے تو کچھ گمانِ جمعیت ہو سکتا ہے یعنی کچھ خیال ہوئے لگتے ہیں کہ شاید یہ

حدیث صحیح ہو وہ بھی جب کہ حدیث سے کچھ ثابت کی گئی انتہائی کوشش کی جائے

الفاظِ حدیث سے حدیثِ قدیمہ تو جہ میں لبتہ اؤ کسی بے سند روایت میں صحابہ

گرام یعنی اللہ بہم رخصت ہو کر اجتماعِ امت کے خلاف لازم لگائے

گئے ہوں اور ان کی توثیق کی گئی ہو تو یہ روایت ضرور واجب القبول اذ

واجبِ تشہیر ہے۔

دراستہ گئے چلے گئے صحیح بخاری کی ایک صحیح مرفوعہ حدیث کے بارے

میں فرماتے ہیں۔

”یہ پہل لکھ رہے ہیں اور مسائل و مسائل جو بیہوش ہو گئے“

حالِ نمکِ امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اصح کتاب بعد کتاب اللہ صحیحین

البخاری و مسلم بن الحجاج علی قوتِ حافظہ و تدوین و تقویٰ و فنِ حدیث میں نہایت

کی تفصیل بیان کرنے کا موقع ہے۔ ضرورت اس لئے کہ سے پسندیدہ و بیابانی

ہے کہ سب نے قبول کیا۔ دایم کے لئے بہت سخت شرط لگائی گئی ہے۔ دیکھی کہ ہر دیکھی
 عند سے جیسے ایک مقام اور دوسرا ان کے لئے ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک ثابت
 نہیں نہیں فرماتے اگرچہ وہ دونوں کا زمانہ ایک ہو اور وقت و مکان کا امکان بھی ہو
 ۱۔ مسمو جیسے دو چیزیں ہوں جس لئے لازم نہیں کہ انہوں نے قبول کیا۔ ثابت نہیں
 جیسا کہ یہ قیود کیوں لگائے ہیں یہ پھر قیوت غلطی اور نہ ثابت کے اعلیٰ مقام
 اور تنقید و تحقیق کے اعلیٰ میں رہے ساتھ یہ قبول تھا کہ ہر حدیث کھنے سے یہ
 غسل کرنا کہ وہ بہت کم ہو نہ ہو سزاوارہ اور فروع کے لئے بہت سخت یہ تو امام بخاری ہیں
 موردی صاحب کی تحریر ہی تحقیق کے تو حضرات نیما علیہم السلام و رحمہم
 کریم رضی اللہ عنہم تک کو نہ بخشنا۔

جماعت اسلامی کے سوا سب طریقے غلط ہیں

ایک جگہ پوری مکتبہ کی تخریب سے کہتے ہوئے فرماتے ہیں :-

ہر ایمان ہے کہ اس ایک دعوت اور طریقہ کار کے سوا دوسرے

تمام دعوتیں اور حربے بائیس کا سرسبز وطن ہیں اور انہیں جن القرآن

جلد ۲۶ عدد ۳ علیہ -

یعنی جماعت اسلامی کے طریق کے سوا ہر سب طریقہ کے کار باطل اور غلط ہیں۔

جماعت اسلامی کیا چاہتی ہے؟ تخریب ہی تخریب

اپنے طریقہ کار کی خود دعوت فروخت کرتے ہیں :-

”تخریبی عقیدے بغیر وہ گفت و شنید کی وہ نہیں کہ بیان

جو ان کو ان کو انت تخریب اور طریقہ ہائے عمل سے بھی دور

پر ہو کرتی ہے۔ لہذا تخریب کے بغیر یہ کافی تخریب کے ساتھ

نئی تعمیر و نقشہ پیش کر دینا سراسر نادانی ہے ۔۔۔ و ترجمان القرآن
جلد ۲۴ عدد ۲ ص ۴۳۴۔

کیا اتنی واضح اور صریح عبارت کے بعد کسی کو اس میں کوئی شبہ باقی رہ سکتا
ہے کہ جو حق اسلامی کیا جا چکی ہے ؟ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان کی تمام
ترمساعی اور جنگ و دو کا مطلب صرف یہ ہے کہ پوری امت کی تخریب کے بعد
اپنے جدید اسلام کی نئی تعمیر کریں ۔

مذہب موردی

ایک ادب مقام پر فرماتے ہیں :۔ میں مذہب ابی حدیث کی اس
کی تمام تفصیلات کے ساتھ سمجھتا ہوں اور نہ ضمیمہ یا شافعیہ
ہی کا پابند ہوں ۔ (رسائل و مسائل جدیدہ ص ۴۴)

اب قابل دریافت یہ امر ہے کہ پھر آپ کیا ہیں ؟ تقریباً دوسری تیسری صدی
ہجری میں بلحق میں فردی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلاف اٹھا ۔
کے پیش نظر پانچ مکاتب فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہل حدیث ہیں
نے اسے گروہ جنگ ابھی پانچ فرقوں میں حق کو غصہ سمجھ جاتا رہا مگر اب
چودہ سو سال کے بعد یہ جدید حق موعظ و تہذیب جو ان پانچوں میں کسی کے
ساتھ وابستہ نہیں بلکہ ان پانچوں کی تخریب کرتا ہے ۔ یہ ہے موناہم تر نظریات
اور ممانوں کی جڑ جاعنون کے خیالات اور طریقے کا کو باطل بتاتا ہے ۔ اب
سوال یہ ہوتا ہے کہ اس جدید اسلام کے مولیٰ و فرخ قواعد و ضوابط آئین اور
دستور کتاب و متنفذین تعلیم و تعلم کے مدارس و مکاتیب اور اس اسلام کے
عالم و محاذ پر جان چودہ سو سال تک کہاں تھے ؟ اس سے قبل دنیا میں مکاتیب

مدارس، تصانیف اور اصول و ضوابط اور پورا نظام اسلام تو ان لوگوں کے ہاتھ میں رہا جو ازموذ العبادہ سے غلطی پر تھے تو ایسے اسلام پر کیسے اعتقاد کیا جاسکتا ہے، جس کا چودہ سو سال تک کوئی صحیح محفظہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور اس کے اصول و ضوابط، سارس و مکاتیب، تصانیف و علما و وجود ہی میں نہیں آئے۔ اب جدید اسلام کی تہذیب کے صرف دو ہی راستے ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ جدید اسلام حقیقت میں جدید ہے۔ اس قیدیہ اسلام کو، جو چودہ سو سال قبل اس دنیا میں آیا تھا تو اس پر یہ اشکال تو گنا کہ مودودی صاحب کو چودہ سو سال قبل کے اسلام کا علم کیسے ہوا؟ جب کہ اس کو بچھنے والا کوئی دنیا میں گذرا ہی نہیں۔ دو برابر سترہ ہو سکتا ہے کہ یا بھٹی جی صاحب اسلام مدون کیا جائے جو پہلے کبھی وجود میں نہ آیا ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں مگر مادہ ہے کہ ایسے جدید اسلام کی کتنی غنی تہذیب و عبرت کو اسلام قیدیہ کے سارے لے کھینچ کر اس میں بند کر دیا ہے۔

چراغے باگہ پر نور بر فشرودند
چراغے آنگس نقش زندہ لیشیش بہنوند

تقلید گناہ سے بھی بدتر ہے

تقریباً ہر آدمی جیسے ”میرے نزدیک صاحبِ عمر آدمی کے لئے تقلید جائز اور گناہ نہیں“ اس سے بھی شدید تر جیسٹ (رسائل و مسائل جلد ۱۲ ص ۱۲۸) اس سے قبل ص ۱۲۷ پر وضاحت کی ہے کہ ابنِ عربیہ بھی متقدم ہیں۔ غور فرمائیے کہ پوری امت کے محدثین و ائمہ دین و محققین، فقہاء و علماء و صدیاء اور بزرگانِ دین جن میں اہل حدیث بھی داخل ہیں یہ سب کے سب گناہ سے بھی شدید تر چیزیں منسلک رہے ہیں۔ بلکہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی

امیر کی رائے واجب القبول ہے۔ کیا خیال فرمائیے کہ کسی صحابی یا امام کی تقلید کو کتنا گہرہ بلکہ گہر ہے اور امیر جماعت اسلامی کی تقلید فرض ہے۔ ان کے دستور میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ "مولا کے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو تقلید سے بالاتر سمجھنا کسی کی دینی غلامی میں ملکہ نہ رہتا۔" اولاً تو قرآن میں ان کے فرض سے تقلید کو دینی غلامی سے تعبیر کر رہا ہے۔ پس حالانکہ اسلامی اور اقلیت میں زبان و آسمان کا فرق ہے۔

تقلید اور غلامی میں فرق

۱۔ غلامی میں الیٰ علیہ السلام کا تعلق مالک کی ذات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے خواہ اس میں کوئی بھی منسلک کمال نہ ہو۔ بہر حال اس کا ہر حکم غلام کے لئے واجب العمل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تقلید کمال علم و کمال کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ نیز غلامی میں ہر نوعی حکم صدور مالک کی طرف سے سمجھا جاتا ہے۔ بخلاف تقلید کے کہ اس میں حکم کا صدور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کا خیر و شر ان کے ہونا ہے۔ یعنی محمد خود حکم نہیں دیتے رہا ہے بلکہ حکم شریعت کو نافذ ہے۔

۲۔ جیسا کہ امام رضی اللہ عنہم کو تقلید سے بلند سمجھاؤ، ان کی تقلید کرنا جائز نہیں مگر امیر جماعت پر تقلید واجب ہے۔ اس کی اطاعت ضروری تقلید فرض اور قریبی رہا ہے۔ اس کو جواب اور جواب جواب میں تحریر کے آخر میں ملتا چلتا ہو گا۔

حکمت عملی

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی منسلک کی بنا پر محض امتیاز سے حکم صادر نہ دیا کے بعد اقباع کے ہمارے مکرر امیر صاحب حکمت عملی کے عنوان سے

کے آتے ہیں، انہار نظر آئے کہ ہر ایک میں سے بطور نمونہ بھی کچھ سچو اور سادہ
حصصہ نقل کیا جائے تو اس کے لئے کئی قیمتم جلدوں کی ضرورت پڑے گی۔
اس پہلکا آگے دیکھنے کی ہمت سے نہ ہوں گی۔

دین میں مستقل باب کو اعتراف کر کے قرآن وحدیث کے جس حکم کو چاہیں بدل
 سکتے ہیں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کسی مقدس شخصیت یا
 مقدس مکان سے ملاہست کی وجہ سے کسی چیز کو مقدس سمجھنا ان کے ہاں شرک ہے
 مگر پاکستان میں بننے والے خلاف کعبہ جسے ابھی ملاہست کا شرف حاصل ہی نہیں
 ہوا تھا اسے حکمت عملی کے تحت جماعت اسلامی کے ذمہ داروں کی نگرانی میں
 لوگوں نے بکد سے کئے۔ حکمت عملی نے شرک جیسے جرم کو بھی جائز بنا دیا۔ اس کی
 یاد آتش بھی دنیا ہی میں مل گئی کہ وہ خلاف ملاہست کعبہ سے محروم ہی رہا۔
 جکیر مست سعودیہ کو دین کے ساتھ ساتھ ہزار کا علم ہوا تو خانہ کعبہ پر یہ خلاف طریقہ
 سے رد کیا اور مودودی صاحب کی ماسکی کوششیں پر پائی پھوگیا اور فوج دہشت
 باز و فوج سے بدل گیا۔ اسی طرح مودودی کا انتہائی جوش جہد ملک پر فرماتے ہیں:
 "صدیر مملکت مرزا ہونا چاہیے جو کہ قرآن کہتا ہے: المروجون لوامرین علی الناس"۔
 اور ترجمان القرآن میں فرماتے ہیں:

۱۔ از رؤسے افاضیہ نبوی، سہ است اور ملک داری عورت کے

دائرہ عمل سے خارج ہے: (ترجمان القرآن ص ۹۵۲ تا ۹۵۳)

مودودی صاحب نے عورت کے صدر مملکت نہ ہو سکنے سے متعلق قرآن و روایت
 کی خود مباحثہ نقل کر کے ۹۵۵ء کے عدلیاتی انتخابات میں فاطمہ جندج کی حمایت
 کی اور حکمت عملی کے خاتمہ ساز قانون کے تحت قرآن وحدیث کے مزید قانون کی
 مخالفت کی۔

اوپر ہم پوری قیمت کی تحریک کے عوائق سے متعلق مزید عبارات پیش
 کر چکے ہیں۔ اب اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) مودودی صاحب دارالکائنات اسلام آباد کی امت کا پسر تھا ہے کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ

عبادات دین میں نہیں مقصود ہیں اور حکومت اسلامیہ اس مقصود کی تفصیل کا ذریعہ ہے مگر مودودی صاحب اس اجتماعی عقیدہ کے بالکل برعکس اس کے قائل ہیں کہ دین کا اصل مقصد حکومت اسلامی قائم کرنا ہے اور عبادات سب کی سب اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں (خطبات ص ۲۲۷) اس کو کئی عقیدت کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اخلاقی حکومت قائم ہو جانے کے بعد نماز روزہ وغیرہ عبادات کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب مقصد پورا ہو گیا تو ذرائع کی کیا حاجت ہے

(۲) مودودی صاحب دارالکائنات دارالکائنات سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ بڑھاد اور پلو کی امت کا اس پر حرام ہے کہ دارالکائنات ایک مشیت کم کرنا حرام ہے مگر مودودی صاحب نے دارالکائنات کے خزانہ کا فتویٰ دیکر پوری امت کی تخریب کی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ فرمانے کی جرأت کر رہے ہیں کہ حدیث میں صرف دارالکائنات رکھنے کا حکم ہے جتنی بھی رکھ لی جاے حدیث پر عمل ہو جائے گا یہ دیدہ و دانستہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کھلم بھولا ہتھکنڈا ہے کسی حدیث میں یہ نہیں کہ دارالکائنات رکھو حتیٰ کہ ہو بلکہ احادیث میں دارالکائنات بڑھاد اور پلو زیادہ کر دینے والے ہیں کتنی جرأت ہے کہ صحت کذاب علی متعمدین فلیتوبوا فقد عمن النار جس نے جو پرمنا جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے کی بھی پرواہ نہ کی۔

۳۔ مودودی صاحب و زکوٰۃ

زکوٰۃ اور صدقات مکہ: رس میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ فقرا اور مسکین

کہ ایک بناؤ اور اس پروردی امت کا اجماع ہے کہ بغیر تمہیک فقیر کے نیکو اور صدقہ
واجبہ اور نہیں ہوں گے مگر مودودی صاحب اپنی امت کے خلاف فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ
صدقہ فطرا و حیرہ قرانی کی رقم ہمارے قبضہ میں آنا کالی ہے۔ آگے خود اس سے
برسفا خالی چاہیں یا اگر کوئی کو بخواہ دیں یا اگر کوئی خریدیں یا عیادت صرف
کریں یا لکھیں نہیں مگر وہ اسے کہ اس طرح صدقہ فطرا ہوگا۔ یہ کسی کی
نیکو یا ہوگی نہ چیم قرانی کی رقم کا تصدیق واجب ادا ہوگا۔

۴۔ مودودی صاحب نے جمع بین الاختین

دو مسئلوں کو نکاح میں جن کے لیے کی حرمت قرآن کریم میں مذکور ہے اور
اس مخصوص قرآن پروردی امت کا اجماع ہے مگر مودودی صاحب اور ان کے
مقلدین نے بحریہ امت کے ہمارے خلاف کر کے ہیں مہارستم دیکھتے ہیں ان کو اس
مسئلہ میں کوئی بہانہ یا تفسیر آیا تو ایک مہر و صدقہ جو کہ ضرورت استیفاء میں
کیا کہ بھلا دینا پروردی دو لڑکیاں جو وہاں ہیں ان کے نکاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔
اس کے جواب میں مودودی صاحب دیتے ہیں کہ حرمت جمع بین الاختین کی علت
نوع رحم ہے۔ ضرورت مسئلہ میں جو کہ یہ ایمان ہے کہ جو وال بہنیں ایلیں میں
اتفاق و حجت سے نہیں ل اس لیے دونوں کا نکاح ایک مرد سے کیا جاسکتا ہے۔
حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ بھلا دینا پروردی ایسی لڑکیاں نہیں ہیں۔

۵۔ مودودی صاحب نے برقعہ

مند کی حرمت پر قرآن کریم کی مخصوص مہر و حیرہ جو کہ اور امت کا اجماع
ہے بلکہ محققین کا نظریہ تو یہ ہے کہ اس مسئلہ میں مہر و حیرہ ایک آن کے لئے بھی

تیرہ سو سال گزر گئے پر بھی دجال ظاہر نہیں ہوا اس سے اس کی حقیقت خارج ہو گئی۔ سبحان اللہ کیسی دلیل ہے، اگر شیطان نے یہی دلیل انکار قیامت سے متعلق بھی اٹھا کر دی تو مورووی صاحب فرمائے لگیں گے دیکھا چرچہ سو سال گزر گئے پر بھی قیامت نہیں آئی تو اس سے ثابت ہوا کہ قیامت کا خیال محض انسان ہے اور آیت "اتصربنا الساعة انہی انسان لوایوں کا اختراع ہے۔"

۷۔ مورووی صاحب و تفتیہ

مورووی صاحب نے تفتیہ میں حیرت انگیز کرفاراد کیا کہ لفظ تفتیہ میں بھی تفتیہ سے کام لے کر اس کے لئے "حکمت علمی کی جدید اصطلاح و وضع کی پھر جو ان تفتیہ پر استدلال کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء بادھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ ترجمان القرآن بابت دسمبر ۱۹۵۶ء میں حکمت علمی (تفتیہ) کا ثبوت یوں پیش کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت علمی و تفتیہ کے تحت قرآنی مساوات کے خلاف "الامت من القرآن" کا فیصلہ فرمایا۔

۸۔ مورووی صاحب اور مرکز اسلام

مورووی صاحب کعبہ اللہ کے خدم کو بتا رہے ہیں اور ہر روز اسکے منڈت سمجھتے ہیں (خطبات مورووی ص ۲۰۲)

عنور طلب

مندرجہ ذیل عقائد مذہب شیعہ کا شعار اور ماہہ الامتیاہ ہیں۔

- (۱) قرین قرآن (۲) بغض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۳) سلف صالحین کو گمراہ قرار دینا اور ان کو بدعت علامتہ بنانا (۴) منہ (۵) تفتیہ۔

موردی صاحب ان پانچوں عقائد میں شیعہ سے متفق ہیں۔ موردی صاحب کی عبارت سے ان کا عقیدہ تحریف قرآن معنوی صراحۃً اور تحریف نقلی لزوماً ہم ادیر ثابت کر چکے ہیں، مسئلہ متغیر چاروں طرف سے اعتراضات کی بوجھ سے ہولی تو قیقتہً اسے گول کر دیا اور تفتیہ میں بھی یوں تعبیر کیا کہ اس کا نام بدل کر حکمت علی رکھ دیا۔ شیعہ مذہب میں تفتیہ اسلام کا اتنا ضروری رکن ہے کہ بدولت تفتیہ اسلام قبول نہیں۔ اسی لئے مسلمان امام کے پیچھے صف اول میں شیعہ کا ناز پڑھنا ذاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ناز پڑھنے کے برابر ہے۔ جب اس قسم کے کچے تفتیہ از شیعہ ۳۳ ہو جائیں گے تو امام مہدی غار سے نکلیں گے (حوالہ جنت حسن و نقادوں کی بین ملاحظہ فرمائیں)۔

موردی صاحب کے عقاید یا ان کو دیکھ کر یہ شبہ ہوتا ہے کہ کہیں آپ بھی ان ۳۳ میں سے تو نہیں۔ اس شبہ کو مزید تقویت اس سے ملتی ہے کہ طہران میں شیعہ لوگ موردی صاحب کی کتابوں کا فاری ترجمہ کر کے شائع کر رہے ہیں۔ علاوہ ان میں نے ایک موعوی صاحب کو کچھ حوالہ جات دیکھنے کی غرض سے ناظم آباد میں واقع شیعہ لائبریری مکتب العلوم میں بھیجا، انہوں نے لائبریری کے نائب ناظم جعفری صاحب سے دریافت کیا کہ شیعہ مفسرین میں سے آپ کے ہاں کس کس کی تفسیر موجود ہیں۔ تو جعفری صاحب نے سب سے پہلے موردی صاحب کا نام لیا پھر کہا کہ عنقریب موردی صاحب کی تفسیر بھی آجائے گی۔ تیسری شہادت بعض قابل اعتماد ذرائع سے انکشاف ہوا ہے کہ موردی صاحب کی کتاب خلافت و ملوکیت مشہور شیعہ مفسرین کی غریبی کتاب رہبر مہناج المکرمین و موعودہ الامامہ کا ترجمہ ہے۔

تحقیق طلب | مجھے متعدد ذرائع سے یہ روایت پہنچی ہے کہ موردی صاحب کے آباد احمد شیعہ تھے اور بعض صحابہ ان کا موردی در شیعہ یہ بھی منہا ہے۔

کہ محمود احمد صاحب عباسی نے اپنی کتاب ”بقوات مودودی“ میں اسے ثابت کیا ہے اگر کس صاحب کے پاس یہ کتاب ہو یا اس سے متعلق کچھ تحقیق ہو تو مجھے مطلع کریں اللہ اگر خود مودودی صاحب اس کی وضاحت کر دیں تو کیا ہی بہتر ہو گا۔

مودودی صاحب کے صرف دو سوال

ہم آخر میں مودودی صاحب سے صرف دو سوالوں کا جواب چاہتے ہیں۔
 ۱۔ آپ کا طریق فکر اصول روایت اور جدید اسلام کے قواعد و ضوابط اور اس طریق فکر کے محافظ و حامی رجال کا سلسلہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب مثبتات میں ہے تو اس کی کثرت ہی فرمائی کہ کون کون سے کتب حاضر مطالعہ اور کون سی فقہ آپ کے خیالات کی ترجمانی کر رہی ہے؟ اگر یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے یہ نظریات کتابوں سے لئے ہیں تو اصول مشاہدہ مسلم اور شفق علیہ سے کہ دنیا کا کوئی فن بھی ماہرین فن کی صحبت اور تربیت کے بغیر صرف مطالعہ کتب سے حاصل نہیں ہو سکتا تو دین کی فہم۔
 اس اصول سے کیوں مستثنیٰ ہے؟

اور اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو حیل اسلام کے قواعد و ضوابط کی تدوین چودہ سو سال کے عرصہ تک ہو سکی وہ کیسے قابل اعتماد ہو سکتا ہے؟
 ۲۔ جب کسی صفائی کی تنقید بھی جائز نہیں بلکہ گناہ سے شدید تر ہے تو آپ اپنی اطاعت اور تعلیم کیوں واجب قرار دے رہے ہیں؟
 ممکن ہے کہ کوئی صاحب یہ فرمیں کہ صرف امور انظام میں امر کی اطاعت لازم ہے اس لئے کہ اس کے سوا نظم و انہی نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ

ہی علت تقلید میں موجود ہے۔

اس جو پرستی کے دور میں ہر علمی علم کو اگر جہاد کی اجازت دی جائے تو سادہ دین مہندم ہو جائے گا۔

اب نبرد رسومات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

(۱) جماعت اسلامی اہل سنت سے خارج ہے ذرا بے مخصوص عقائد کی وجہ سے عام مسلمانوں سے الگ ایک مستقل فرقہ ہے۔

(۲) ان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون جائز نہیں۔

(۳) انہیں رشتہ کرنا جائز نہیں۔

(۴) ایسے شخص کو اہم بنانا جائز نہیں۔

اگر کسی مسجد میں اس عقیدہ کا امام ہو تو یا اثر حضرات پر اسے علم محدود کرنے کی کوشش کرنا فرض ہے۔

اگر مسجد کے معتزم امام بدعت پر ضیاع ہو تو اہل محلہ پر فرض ہے کہ ایسی منتظرہ کو برطرف کیے دوسری صحیح العقیدہ منتظرہ منتخب کریں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رکھیں اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھیں۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ آمین

محدّثات

میں نے اس غمخوار پر نثر شامی کے وقت چاہا کہ موردودی صاحب کی تصنیف کو کچھ مزید دیکھ لیا جائے مگر جیسے دیکھنا شروع کیا تو خرافات

کم علم والے حضرات زیادہ علم والوں کی تقلید کیا کرتے تھے تو ان کے نزدیک
 دعوۃ اللہ وہ بھی مسلمان نہیں گناہ سے شدید تر تہ مرت کفر ہی ہو سکتا ہے
 تعجب ہے کہ یہاں مراۃ کفر کا فتویٰ لگاتے کی جرأت کیوں نہ ہوئی، جب
 کہ کئی دوسرے مواضع میں اس کی تصریح کر رہے ہیں کہ ان کے سوا دنیا
 میں کوئی مسلمان نہیں۔

جدید اسلام کی تعمیر

پوری امت مسلمہ کی تخریب کے جذبات جدید اسلام کی تعمیر کا غلطہ ہو۔

”اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں“

روحانیت اسلامی پہلا اجتماع صلاۃ

لہذا جب تک آپ جماعت اسلامی میں داخل نہیں ہو جاتے مسلمان نہیں ہو سکتے۔

ہمسہ بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں۔ تیسرا مقدمہ محفوظ

منوی ہے جسے بیرونی لوگوں کی رہنمائی اور ان جماعت جانتے ہیں اب آگے

امیر کا مقام سنئے :-

امیر کا مقام

فرماتے ہیں :- ”بعض مقامی جماعتوں کے ارکان مقامی امیر کو صدر

انجمن سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ

جمید انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو اہل تر سمجھ کر صاحب امر

منتخب کیا ہے تو ان پر واجب ہے کہ معروف میں اس کی اطاعت

کریں اور اس کی نافرمانی کو گناہ جانیں۔“ (ترجمان جلد ۲ صفحہ ۲۵۵)

جماعت اسلامی کے دستور میں بھی یہ دفعہ موجود ہے کہ ”امیر شریعہ میں

کتاب خلافت و ملوکیت سے معلوم ہوا کہ
مورودی صاحب فتنہ سبائیت کے مجدد ہیں اور باطناً
شیعہ ہیں اور تبرک کو مادر نائیز کر کے اپنی ٹوڈیٹ طرز پر
سُنیوں کو شیعہ بنانے میں خاصہ کمال دکھایا ہے۔

مجدد سبائیت

شیخ الحدیث کی چند سطروں میں

حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سابق شیخ الحدیث
مدوّۃ العلماء لکھنؤ

(استاد حدیث مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن - کراچی)

راقطر از بین (مادانہ و ناسخ مع علیہ السلام)

(ابن سبأ) ایک یہودی تھا جس کے سینے میں اسلام کی دشمنی اور
عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے اذراہ اتفاق اس نے مسلمان ہونے کا
اظہار کیا اور مسلمان بن کر ایک مذہب..... کی بنیاد ڈالی جس کی
نشت اول صحابہ کرامؓ تھے دشمنی اور عداوت تھی عبداللہ بن ابی نے جو
ہووا لکھایا تھا اور جس کی آبیاری عبداللہ بن سہل نے کی اس میں بہت سی
شافعی پھوٹیں مگر بعض سب میں مشترک رہا اور سچ یہ ہے کہ اسلام میں

جتنے فقہ آج تک پیدا ہوئے ہیں مسیت کی اصل یہی تھی نہ کیا تھی ہی ہے
 اور اس نے جس قدر فقہاء اور مسلمانوں کو دین و دنیا دونوں کے اعتبار
 سے پایا ہے اس کا عشر ٹھیکہ جتنی غیر معمول سے ہیں سچ ہے۔
 موجودہ دور میں بھی ایسے امتیاز منسوب ہو رہے ہیں جنہیں مطلقاً سنیائیت
 کا حق نہ تھا جاسکتا ہے۔ (اور دوسرے لکھے والوں میں بھی) اس قسم
 کے ملحقین موجود ہیں جن میں نمایاں اور مشہور شخصیت سید ابوالکلام
 مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان کی ہے۔ موصوف کی تازہ تالیف
 خلافت و مصلحت کے تقابلیہ تفسیر کو بالکل ہی پادہ پاز ہے جس کے موصوف
 کی سہائیت کو عالم نشر کر رہا ہے بلکہ کتاب کی جس خوبصورتی اور سلیقہ
 کے ساتھ سہائیت کے نسخہ کو شریعت میں لایا کر نادانوں کے حلق سے
 اتارنے کی کوشش کی گئی ہے اس کی داوید پیٹا اللہ جانی ہوگی۔ اور
 اسے دیکھ کر اس کا قائل ہو کر پڑتا ہے موصوف بلاشبہ سہائیت
 کے مجدد کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ اس کتاب کو دیکھ کر ایک ناواقف کے
 قلب میں صحابہ کرام کی متعلق جو نفرت و حسرت کا جذبیہ پیدا ہوگا
 وہ تو بخیر طبعی و ابن اثیر وغیرہ کے پورے ذخائر پر اور کہیں نہیں پیدا
 ہو سکتا اسلام خصوصاً صحابہ کرام کی تحقیر ابدان پر ہے جو تادی خود
 ضلالت جوہلے کے ساتھ ساتھ بہت سی گمراہیوں کا دروازہ بھی ہے
 جو شخص موصوف سے بالکل واقف نہ ہو وہ اگر اس کتاب کا مطالعہ
 کرے گا وہ عقلاً و قلباً اس کے توفیقاً اس نتیجے پہنچے گا کہ خلافت
 و مصلحت کی شیعہ کی کتاب ہے جس نے نہایت ہوشیاری سے
 ایٹوڈریٹ طرز پر اپنے مذہب کا نقش اہل سنت پر بٹھانے کی

کوشش کی ہے۔ موصوفہ صحابہ کرامؓ کو مجرد قرار دے کر انتہیں
 بہ مذہب طریقوں سے سبب دشتم کر کے مٹا دینا توڑ جبراً کر کے مسک
 اہل سنت والجماعت کو خیر یاد کہہ کر مستبدانِ فہم ردِ مانع رکھتے ہیں۔
 مودودی صاحبؒ ملنا شیعہ ہیں لیکن ظاہری سنت
 کی وجہ سے نہایت حد تک اس عقیدے کا اظہار نہیں کر سکتے۔ مودودی
 صاحبؒ نے ہیں اکیس سو سال کی سنت سے ختمی تہجد ایسے ویشوں کی
 پیدا کر دی ہے جن کے دلوں میں صحابہ کرامؓ کی وقعت ماحولیت کچھ کم
 رہی ہے اور جن میں ان پر تنقید بھی نہیں کمزور ہوئی اور بہتان طرازی
 میں بھی کوئی چمکاہٹ نہیں محسوس ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ جو عت
 اسلامی کے سبب اذہول استثنائیں رنگ میں رنگے ہوئے ہیں لیکن
 اس توہینِ فہم یا کوہِ اشت کو کہ جماعت سے وابستہ رہنا اور ایک گمراہ
 شخص کو اپنا مستدب ثابت نہ ہمارے خیال میں قیامت کے دن بہت کم
 سبب ہو سکتا ہے یہ بھی غرض کر دیا کہ مودودی صاحبؒ اور ان کے
 بعض رفقاء نے مسیاحت اور رخصت کے جوہر ایم پھیلائے ہیں ایک شیر
 تغذایہ لوگوں کی بھی ان سے متاثر ہو چکا ہے اور جوڑی ہے جو
 انکی جو حد سے وابستہ نہیں ہے لیکن ان کے حلقہ میں رکشیت مودودی
 صاحبؒ کی ذہانت و طبعی نے مار لیا تھا کلابِ سببیت کے سلسلہ فرسودہ
 ہو چکے ہیں شیعہ مسیحی کافر سبب لوگ بھی سمجھ گئے ہیں جو کسی نمازیں
 حلقہ شافعی اختلاف سے زیادہ وقعت دیتے تھے ان کی فکر سلطے
 سببیت کے لئے ایک ایسا رنگ پیش کیا جسے بہت سے ناواقف
 ہی سنت بھی اس طرح قبول کر لیں کہ سنیوں میں شافعی رہتے

تعالیٰ عنہم! ہوں بڑے تو اگر کفر و فسق کا انہیں لٹکائے تو اس کو قتل کیا
جاوے گا اور اس کے علاوہ اگر گناہیوں میں سے کوئی گناہ دیکھے تو اسے
سخت سزا دی جائے گی۔

امام احمد بن حنبل کا قول

جو شخص کسی عیسائی یا یہودی کی نفی کا انہیں دیکھے تو اس پر شرعی
سزا واجب ہے ایسے شخص کے سزا کو مشنیک سمجھا دیتے تھے۔ اور فرماتے
تھے کہ ایسے شخص کو دین اسلام پر ہم ایک بہت سمجھو۔

امام مسلم کے استاد امام ابو زرعہ عراقی کا قول

جب ہم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی صحابی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ
یہ شخص زمرہ لٹی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حق ہے اور رسول
حق ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا حق ہے اور ہم تک
یہ سب حضرات صحابہ ہی کے واسطے سے پہنچا ہے پس جس نے کسی کو امام
کو مخرج کیا اور عیب دار قرار دیا یا شک یہ شخص کتاب اور سنت کو ہٹانا
کرنا چاہتا ہے اس نالائق ہی کو ہمیں نزدیک اور گمراہ کہنا زیادہ قوم
اور احق ہے۔

علامہ حافظ بن تیمیہ کا قول

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَمَا يَتَّبِعُ الْغَايِبَ حَتَّىٰ يَخْرُجَ مِنْهُ**
علامہ موصوت بنی کتاب انصار المسلمین شامی ص ۱۱۱

فرماتے ہیں کہ رضام الہی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیرہ ہے، اسی نے اپنی رضا کا اعلان فرمایا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ وہ آخری عمر تک سو میرات رضا کو پورا کرے گا اور جس سے اللہ راضی ہو جائے پھر بھی اس سے ناراض نہیں ہوتا پس حضرات صحابہؓ سے قلب ذہب بان کو صاف رکھنا واجب ہے۔

نوٹ:- مگر مورد وہی صاحب بعض صحابہ کرامؓ سے بہت ناراض ہیں اور اسی ناراضگی نے مغلوب ہو کر اپنے قلم گستاخ کو بے لگام کے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ امت کو اس کے نقصان سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمادیں آمین

حضرت امام مالکؒ کا قول

جو شخص کسی صحابی کو برا کہتا ہے وہ حق تعالیٰ کے اس ارشاد کی گرنٹ میں آجاتا ہے **يَسْقِطُ جِہَمُ الْمَكْتُمِرِ**

تاکہ کفار کو غیظ و غضب میں مبتلا کرے۔ پس صحابی سے عیظ کفار کی علامت قرار دی گئی۔ اور پھر حضرت امام مالکؒ نے پورا ارشاد سورہ محمد سے **وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ** کا تلاوت کیا۔

علامہ حافظ ابن کثیرؒ کا قول

علامہ موصوف اپنی تفسیر میں کثیرین فرماتے ہیں کہ ہلاکت ہر ایک شخص پر جو حضرات صحابہؓ کے ساتھ یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض رکھے یا ان کو برا کہے ایسے لوگوں کا کسی طرح سے قرآن ہر ایمان سے گریز لوگ ایسے کفرم حضرات کو برا کہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ

رضی اللہ عنہما اور قرآن میں اس رضا کا اعلان فرما چکا رضی اللہ عنہما
 ورضی عنہ (الابیت)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ
 والدین حقائق میں بعد اہم بقولنا ربنا اغفر لنا ولانہما الذین
 سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا الخ
 ان آیات قرآنیمہ کے پیش نظر حملہ حضرات صحابہؓ کے لئے استغفار کرنا
 سب مسلمانوں کے لئے حکم الہی ہے (اور ان سے کینہ نہ پیدا ہونے کی
 دعا کا حکم صاف یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب آیتوں کے لئے فتویٰ کا علاج
 اپنے بندوں کو ۱۴ سو برس پہلے بتا دیا۔ ۱۴)

علماء فرماتے ہیں کہ ان آیات کے پیش نظر اس شخص کا اسلام میں
 کوئی مقام نہیں جو صحابہ کرامؓ سے محبت نہ رکھے یا ان کے لئے دُعا نہ کرے
 اور ان سے کینہ نہ پیدا ہونے سے چنہ نہ مانگتا رہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کا مسلک

حضرت علامہ حافظ بن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ
 نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کسی کو اپنے ہاتھ سے کوڑے نہیں مارے
 سوائے اس مجرم کے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ
 بُرائی کی تھی اس نا لائق کو خود اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے۔
 حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ کا ذکر ہمیشہ

خیر ہی سے کمزور چاہئے۔ ورنہ نہ دن کو نہ کمر کھانچے سے روک ہی رکھے
یعنی بڑائی سے نہ کرے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت
معاذؓ کو پورا سمجھنے والا شیعہ ہے، تو جو یہ ملامتیں پورکتا ہو اس کے
منہائی اور رافضی ہونے میں کبہا شبہ ہو سکتا ہے (جیسا کہ مودودی
صاحب ہیں) (غزوانہ و نجع ج ۱ ص ۷۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیر وئی لگتی کہ خاں شخص حضرت مقداد
بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا ہے تو آپ نے غیظ و غضب کا اظہار
فرماتے ہوئے فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو میں اس نادان کی زبان سے کلام نکالتا
آئندہ یہ نادان اس قابل ہی نہ رہ جائے کہ کسی صحابی کو برا کہے۔

علامہ حافظ ابن عبد البرؒ کا قول

فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہؓ سے بڑھ کر کون جاوہل ہو سکتا ہے
جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور صحبت
کے لئے چن لیا ہو۔



چند احادیث مبارکہ

جن سے حضرات صحابہ کا مقام و احترام اور
قلب و زبان کو ان کی بُرائی سے بچانے کا حکم
ثابت ہوتا ہے

حدیث برا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم
اپنے لوگوں کو دیکھو جو ہمارے اصحاب کو بُرا کہتے ہیں تو تم کہو نہ مت ہو
تمہارے اس شر پر (ترمذی شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کو بُرا کہنے والا مستحق لعنت
ہوتا ہے۔

حدیث علی ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اللہ سے میرے اصحاب کے بارے
میں خبردار رہو میرے بعد ان کو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صحبت
کی تو وہ میری امت کے برابر ہیں جو امت کی رحمت ہے ان سے نفی رکھا
اس لئے ہمیشہ ساتھ بغض کے جذبہ ان سے بغض رکھو جس شخص سے میرے
اصحاب کو تکلیف دی اس نے مجھ کو دیا اور جس نے مجھے تکلیف دی
اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس سے اللہ کو تکلیف دی عمرت رب وہ
عذاب میں پکڑ لیا جائے گا۔

حدیث ۳۲ | حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امت بڑا کہو میرے اصحاب کو۔ مگر تم لوگوں میں سے کوئی بالخصوص اُحد پہنچے برابر سونا صندوقہ کرے تو ہمارے صحابہ میں سے کسی ایک کے نہ تو ایک مُکد کے برابر ہوتے کو پہنچ سکتا ہے نہ نصف مُکد علامہ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ مُکد برابر ہے ایک میر کے اور سب کا مفہوم عام ہے لعن طعن اور برابر برائی کو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ علماء کا اس طرح کا اختلاف تو بڑا ناچلا اور آج لہذا اہم کو موردِ دسی صاحب کے بارے میں علماء اور اکابرِ راست کو اختلاف ایک پر زنی بات سے زیادہ نظر نہیں آتا۔

جواب: جب سے دنیا قائم ہوئی ہے ایک مثال بھی کسی حق پرست اور مقبول خدا اور متقی عالم کی نہیں ہے جس کو اس وقت کے تمام معاصر علماء نے ایک زبان ہو کر منعقدِ زندقہ اور گمراہ کہا ہو، برعکس ہندوپاک کے تمام اکابرِ علماء نے موردِ دسی صاحب کے لئے پھر کو موت کے نئے گمراہ کن قرار دیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ چند اہل علم مولانا علی میاں اور مولانا منظور نعمانی اور مولانا مسعود عالم ندوی کچھ دن کے لئے جماعتِ اسلامی میں کیوں شامل ہو گئے تھے تو وہ اصل ایڈیٹرزِ ان قلم کی چاشنی اور فضاہری خوشنہی نے انھیں دھوکہ دیدیا تھا چنانچہ جب قریب دیکھا تو تو یہ تو یہ کر کے راہِ قراۃت اختیار کیا۔ اس شمول اور خروج کی وجہ پر یہ شعر کا مضافِ دربی معلوم

برتاب ہے یہ

اسے ہلکا خوش قسمت کہ نریں چارویہ شد
چوئی باز کنی مادرِ مادرِ پامشد (سعدی)
عجرت | ایک طرف ہندو پاک کے اکابر علماء اور ایک طرف تنہا مودودی
صاحب اسے خدا ڈٹو ہیں اس فتنہ عظیم سے اُمت کو خلاصی عطا تو ہے۔ آمین

گستاخانہ قلم کا ایک نمونہ

مودودی صاحب کے گستاخانہ قلم کا صرف ایک نمونہ جو احقر نے خود
اصل کتاب سے اخذ کیا ہے تاکہ ناظرین اندازہ لگا سکیں کہ ان کی کتابوں کے
مطالعہ کے بعد ایمان بھی مخفی نہ رہ سکے گا؟

از تقریرات صفحہ ۱۲ حصہ دوم - ایڈیشن ۱۹۵۷ء

(سیدنا یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا :
زمین مصر کے تمام وسائل و ذرائع میرے اختیار میں رہے۔ یہ محض ذریعہ
الیات کا منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ
تکثیرِ شب کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجہ میں سیدنا یوسف علیہ السلام
کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت
اقلی میں سولینی کو حاصل ہے۔

اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس
آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے صرف

شیعہ مائیت کا اختیار طلب فرمایا تھا لیکن عربیہ مصر نے عثمان کے سید
پوری سلطنت کا تخت رکھ بنا دیا تھا۔

نوٹ :- اس انداز کو برصغیر کے بارے میں مسعودی صاحب
کے قلم کا ذہن تیار کرنا چاہیے ہیں۔ پیغمبرانہ قدروں و منزلت کو کسی
وجہ انحراف کی منظر پر رکھ کر جانا چاہیے ہیں۔ اس دور میں ڈکٹیٹر کا لفظ ایک
معمولی اور بے کام سرکاری بھی نہیں ہے۔ مسلمانوں کو تابعین کہنا حتیٰ کہ اگر
مسعودی صاحب کو ڈکٹیٹر کوئی لکھے تو خود ان کو ایران کے تلامذہ کو
ناگوار ہو گا۔

اصلاح معاشرت کا مسنون طریقہ

اصلاح قیادت اور اصلاح محکومت کا تجربہ وہاں احمدیہ افراد نے محسوس
اور فرمایا ہے کہ معاشرہ مناسب افراد کے اجتماعی کردار سے نئی اصلاحات افراد سے
اصلاح معاشرہ خود بخود ہو جاتا ہے۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں معاشرہ اگر نیک بنایا
ہو گا نہیں اس کی موت ہوگی اور معاشرہ کا لفظ اصلاح اعمال کی فکر کو مغفوت کر دیتا
جس کو خدا کے لئے ایل ذریعہ ثروت سے استعمال کرتے ہیں اور اصلاح مسردگی
گلہ خفا کی کے لئے معاشرہ بھی شے ہے جان کو دیکھ انسان کیلئے مہیبت خزانہ کس
مال و مالک بنوا دھتے ہیں ابتدا پر شخص آج لفظ معاشرہ استعمال کر کے بڑبڑاتی کا ہوا
ثابت کرتا ہے۔ مگر زندگی میں اسلام کی ابتداء اصلاح افراد سے شروع ہوئی
حبیب ایک ایک فرد صالح بنائیں انہیں صالح افراد کے محور بننے کے معاشرہ
بنائیں آج کل افراد قوی بنائیں اصلاح کے لئے اختیار اور تندرہ ذاتی کو استعمال نہ کریں

لیں نصائح و معائیر کی مدد سے بے سوز گاتے رہیں تو کس طرح ضائع و ماضی
 بن سکتا ہے؟ طاقت اور حکومت سے اصلاح معاشرہ کا خیال محض جیسے
 حکومت بے اور حسبِ جا کے کچھ نہیں دے سکتی زندگی میں ہر صحابی اپنی ذاتی اصلاح
 اور اعمال صالحہ کو اختیار کرنے کے بجائے سوا سال تک اعمالِ صالحہ سے منسلک
 اور مصلحت پر مبنی حکومت کا مشغلہ رہتا۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ اعمالِ صالحہ کی توفیق قلب
 کی درستگی پر ہے یعنی ایمان اور یقین کا عمل پر ہے اور قلب کی درستگی اہل اللہ کی
 صحبت پر موقوف ہے۔ حکومت اور طاقت سے دلی درست نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے
 کہ کسی ملک میں جیسے قوم کا انداد نہیں چل رہا ہے حالانکہ ان کو جیل کی سزا میں
 دلی جرات ہے۔ حیاتِ انسانی میں بھی یہی ہوتا ہے۔ افراد کی صالحیت سے حکومت خود
 بخود صالح ہو جاوے گی۔ نیز مکہ صالحین کی اکثریت صالح حکمران کی صف میں ہے جبکہ
 حدیث میں امرِ شاذ و ناسخِ نیکم یحکمکم۔ تمہارے اعمال ہی تمہارے
 حکمران ہیں۔ تمہارا اعمال کے ساتھ ساتھ قیادت کا خوب کچھ بھی مشرک و مشرکین
 نہ ہو سکتا ہے۔

مولود دی صاحب کی اصحابِ رسولؐ

سے کھلی عداوت

مولود دی صاحب کی اصحابِ رسولؐ کا ایک منظر

لا اظہر من الشمس (اگر کتابِ عادلانہ و قانع حسبِ کلام دوم)

در شمس صحابہ کا کھنڈ ہے۔

یہ بات بھی ثابت کر دینا چاہیے کہ میرے قاضی بو بکر بن العسکری
 بنی، المعروف من القواہم، امام ابن تیمیہ کی منہاج السنۃ اور حضرت شاہ عبد المعزیز
 کی تحفۃ السعیدین پر انحصار کیوں دیکھا؟ میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدہ تہنہ
 بول اور بات مسیحہ حاشیہ خیال میں بھی کہیں آئی کہ یہ فرق ایسا ہیانت
 و امانت اور محبت تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتبار نہیں۔ لیکن جس پر جسے کس
 مسئلہ میں میرے الیٰ پر انحصار کرنے کے قباحت براہ راست اصل ماخذ سے خور
 تحقیق کرنے اور اپنی آزاد رائے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ وہ یہ ہے کہ
 ابن تیمول حضرت شہ درامن اپنی کتاب میں تاریخ کی حیثیت سے جہان واقعات
 کے لئے نہیں بلکہ شیعوں کے شدید الزامات اور ان کی اغراض و تفریط کے رد میں لکھی
 ہیں جن کی وجہ سے علماء کی حیثیت و کس صفائی کی سی ہو گئی ہے۔ اور وہ کلامت
 خواہ وہ الزام کی ہو یا صفائی کی، اس کی تعلیم فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدھی ہر
 مرد کی طرف رجوع کرنا سب سے اس کا مقدر مضبوط ہوتا ہو اور اس مرد کو
 نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے اختلاف و ملوکیت

مودودی صاحب سنی یا راشدی؟

کیا مودودی صاحب کے اس واضح بیان کے بعد بھی ان کی اصحاب رسول
 سے شتمی و عداوت میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟ صحابہ کرام اور شیخین
 صحابہ کے مقدمہ میں حضرت تاحیٰ ابن العربی، امام ابن تیمیہؒ، عبد العزیزؒ
 رحمہم اللہ صحابہ کرام کی طرف سے وکیل صفائی ہیں۔ مودودی صاحب ان لوگوں
 کے مرنے عقیدت مند ہی نہیں نہایت عقیدہ مند ہیں اور ان کے نزدیک یہ بزرگ
 اپنی دیانت و امانت اور تحقیق کے لحاظ سے قابل احترام نہیں۔ مگر یہ حضرات

چونکہ صحابہ کرامؓ کے وکیل مثنائی ہیں۔ اس لئے سرورِ دوئی صاحب نے ان کی تحقیقات کو نظر انداز کر دیا ہے اور داتقویٰ، سعید بن عمر، ابن ولکبی اور جعفر بن سلیمان ایسے مردِ درو و منورک کذاب و دغاغبا، درافضی اور رافضی شل انکار راویوں کی روایت۔ بلکہ خرافات کو صحیح تاریخ قرار دینے پر مصر ہیں۔ بعض اس لئے کہ ان خرافات سے صحابہ کرامؓ کے مطاعمت و مناسبت ثابت ہوتے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی سرورِ دوئی صاحب کے خود رافضی اور دشمنِ صحابہؓ ہونے میں کسی صریح الدلیل انسان کو شبہ ہو سکتا ہے؟

جو شخص ائمہ اعلام اسلام لکھ صحیح تحقیقات سے خوش نہیں کو تو اپنی شان تحقیق کے خلاف بیٹھے اور ساڑھے تین سو صفحے کی کتاب میں ان حضرات سے ایک لفظ بھی نقل نہ کر کے بعض اس لئے کہ وہ حضرات صحابہؓ کے وکیل مثنائی ہیں۔ اور بچے جیسے رافضی راویوں کے خیائے اور گھٹے ہوئے مطالبوں سے اپنا ادبائی کتاب کا پیٹ بھر لے اس کے رافضی جوئے میں بدرا سے رافضی کہنے میں کسی کو کیا تامل ہو سکتا ہے؟

مردِ دوئی کا بیہوشیت و گلی استغاثہ

بات یہ ہے کہ سرورِ دوئی صاحب نے حضرت سید علیؓ کے خلاف تہذیبی حیل سے وکیل استغاثہ بھی ہیں۔ اس لئے آپؓ کا نمبر دین کی تحقیقات کو اس کی جمعیت افراد و حضرات کو منہ کے باں مردِ نظر انداز کر دیا۔ کیونکہ اس سے آپؓ کا مقدمہ کمزور ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ تحقیقات کتابہ و مستند کی سطح پر تھیں۔ اور مردِ دوئی رافضی راویوں کی خستہ حالت کو سرِ تخت پر دکھانے کیونکہ اس سے صحابہ کرامؓ کے خلاف سرورِ دوئی صاحب کا مقدمہ مضبوط ہوتا تھا۔ اور آدمی اس کی مردِ دوئی طرف

رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدر منہ منسوب ہوتا ہوا خلافت و ملکیت ص ۳۳۷

موروری صاحب! کچھ حشر کا فکر کریں

اگر موروری صاحب کا دل صحابہ شریف میں بالکل سبھا نہیں ہو گیا اور اس میں کچھ بھی خورق خدا اور فکر آخرت باقی ہے تو وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں کیا ان کے دلن ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کے دیکھنا اصفائی (صحابہ) رسول کے ساتھ ہوں گے۔ اور صحابہ رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور دوسری طرف دشمنان صحابہؓ ہوں گے۔ ابن سبا ملعون، اس کی سبائی پارٹی اور بد فتنی اور ان کے ساتھ ان کے دکان ہوں گے۔ موروری صاحب اس دن رسول و اصحابؓ رسولؓ اور دکانہ اصحاب و رسول کے ساتھ ایسا حشر چاہتے ہیں یا ابن سبا ملعون اس کی مردود جماعت اور بد فتنی کے ساتھ؟ اگر وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں اپنی عاقبت کا خیال ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نو احمد کے نیچے ٹھکرا ہوا مچا ہوتے ہیں تو انہیں اپنی موجودہ خند و خجور کی پریشانیوں سے پرہیز۔ اور قرآن و سنت پر کھڑے مذاہب صحابہؓ سے باز آنا چاہیے۔ آئیے اب اصل بحث کی طرف توجہ کریں۔

صرف افعال اور مولف خطرناک نہ ہو کہ شرمناک فریب

موروری صاحب کے مختلف لوگ سمجھتے ہیں کہ موروری صاحب کے مولف میں یہ مصنف نہیں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے، اس کی ناسمجھی کی مشہور و معتبہ کتابوں سے نقل کر کے مخلصان اسلام کی مشہور و معتبہ کتابوں سے

انتقال کر کے رکھا ہے، اپنی طرف سے شکوہ نہ کرنا چاہیے۔
 جامع اور نوجوان متقیوں کی سزا کو اگر کسی منطوق سے بد خیال ہو کر کسی غیر منطوق و مبطل
 منصف پر لٹا دیا جائے کہ نوردودی صاحب کو سزا، قتل نہیں دیتا یہ ساری باتیں ٹکڑوں
 میں موجود ہیں۔ اُن کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے کئی لوگوں سے اپنے مخالفین
 کو برآمد کر کے عوام کے سامنے رکھ دیا ہے۔

اس قسم کی منجھائی کمالی گمراہی والوں کو جس طرح پہنچا کر ان کا رد و اعتنا
 ہو رہی ہے اس کا جواب صرف انکار اور موقف ہیں۔ وہ انہوں نے بغیر
 عدالت میں نہایت عبور و سلاطین ہو کر کرنا دیکھا نہیں کہ تو وہ دُنیا کی کسی سزا کے
 سے بد نظار نہ بن سکتے۔ ان کے رویے کو۔۔۔ مان غنیمت کی تحفہ کے معاملہ میں حضرت معاویہؓ
 نے کتاب و سنت کے ساتھ احکام کی خلاف ورزی کی۔

دعویٰ میں دھوکا سے آگاہ ہوں کہ یہ بد نصرت تاریخ اسلام کی مستند
 ترین کتابوں سے قطعاً ماتحت نہیں بلکہ دنیا کی کسی تاریخ سے
 اس بقول اس کا سہارا نہیں ملتا یہ صرف نوردودی صاحب کے بعض
 عقائد و مباحثہ پر مبنی ہے۔

منہ ماں کا انعام اگر نوردودی صاحب پر ایسی قسمیں توڑا کہ ایک
 واحد ایسا ثابت کر دیں کہ مال غنیمت میں سے
 سزا چاندی ان کے لئے نکال دیا گیا جو اور حضرت معاویہؓ کا حکم مستند ہے
 مینہ ثابت کر دیں تو جو وہ انعام فرمائیں ہم پیش نوردویں گے ورنہ
 تعذیر و توجہ و تفسیر و تلافی

قسمت کی قسمیں تو اتنی ہیں کہ اس درجہ چھوٹے
 انسان کو نہ صرف منہ زخم پانچ بلکہ ملک و ملت

شخصیت قرزدیکر سائنس پر چڑھایا جاتا ہے۔

عبدہ ضحکی بین الاقوامی علمی شخصیت کا کمال ملاحظہ ہو

(یعنی مودودی صاحب کا)

ایک عالمائے کرام کے اجتماع کے خلاف زیادتی یا بے ایمانی کے اگرچہ حالت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں مودودی صاحب جس آدمی کی ثنات کا سہارا لیکر ایک صحابی کا مقب و حق کو مطعون کرتے ہیں اس کا نام زیادہ ہے اور اس علم کا اجتماع ہے کہ یہ راوی جھوٹا ثابت ہو گیا ہے۔ (میر مودودی صاحب کو اپنا باطنی بغض نکالنے کے لئے سبائی رائفٹس کسی کی روایت بھی کہتی ہے جس سے صحابہؓ کے نام کی امانت کو ثبوت ہو جائے) ملاحظہ فرمائیے اس ساقط الاعتبار روایت میں ان کے لئے سونا چاندی جہد کرنے کے الفاظ سے مراد حضرت معاویہؓ کی ذات نہیں بلکہ بیت المال مراد ہے۔ ماسبق میں کچھ لکھے ہیں کہ مالی غنیمت سے کمال سونا چاندی بیت المال میں جمع کیا جائے۔

البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۶۹ مودودی صاحب کی دیانت کی انتہا ہے کہ ابداً یہ کا جو حوالہ دے رہے ہیں وہاں بیت المال مذکور ہے مگر مودودی صاحب حضرت معاویہؓ کے لئے ثابت کر رہے ہیں۔

مودودی صاحب کی خیانت اور بغض

مودودی صاحب کا خط قتلہ ظالم ہونا ثابت ہو گیا اور اب کسی اندھے شخص کے سوا کسی کو اس میں شبہ نہ رہا کہ اس شخص کا دل خوفِ خدا سے یکسر خالی اور صفا بیکراہت کی غلامی و پراندہ بینی کے جذبہ سے لبریز ہے

ہے کوئی سچ گفتی مسلمان ان خیالات و تحولات پر اعتماد نہیں کر سکتا

روافضی سے | روافضی کو جو یہودی کی حکومت کو اس طرح بدنام
بازمی جیت گئے | کہہ لے تھے یہ یہودی محقق ہو رنج و جدت معاویہ

مورودوی صاحب کی بدنامی | مورودوی صاحب کی نسبت یہ نہیں
تقدیر ہے ایام منقولہ حیدر علی سے لے کر یہودی کی گواہی کے گستاخ

انبار کی رائے | انبار کی رائے میں یہودی کی نسبت یہ نہیں
روافضی سے | روافضی کو جو یہودی کی حکومت کو اس طرح بدنام

مورودوی صاحب کی بدنامی | مورودوی صاحب کی نسبت یہ نہیں
روافضی سے | روافضی کو جو یہودی کی حکومت کو اس طرح بدنام

ایک در خواصیت | ایک در خواصیت کے ساتھ یہودی کی حکومت کو اس طرح بدنام

فہرست چند کتب برائے معلومت | فہرست چند کتب برائے معلومت کے ساتھ یہودی کی حکومت کو اس طرح بدنام

مورودوی صاحب کی بدنامی | مورودوی صاحب کی نسبت یہ نہیں
روافضی سے | روافضی کو جو یہودی کی حکومت کو اس طرح بدنام

کتاب میں ہیں۔

الاستاذ المودودی یہ کتاب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم نے عربی زبان میں تحریر فرمائی ہے اور عنقریب اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہونے والا ہے۔ کتاب مذکور عربوں کے لئے لکھی گئی ہے اور عرب علماء کے لئے انتہا سے بھی جاری ہے تاکہ اہل عرب بھی مودودی صاحب کی بنیادی فکر جیوں سے آگاہ ہو جائیں۔

فتنہ مودودیہ - صفحات ۱۱ | مصنف حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم یہ کتاب مبارک فتنہ مودودیہ سے نجات کے لئے نور ہدایت ہے۔

عازلۃ وقار | اس کتاب کو منافذ پاکستان مولانا سید نور الحسن بنوری نے لکھا ہے جس میں اجداد صحابہ رسول کے خلاف مودودی صاحب کے خلاف جہاد کے

حکموں کا اور ان کے بے اصل دے بنیاد ۷۷ صفحہ عین و اختراصات، ایمان سوز و شرمناک ہتکات و افتراءات اور لغویہ یہودہ ہدایات و تخریفات اور ۱۰ ہدیاتی اور ۱۵ تصدیق ۷۷ گھڑتو ۷۷ مقابلے کے ۱۵ مفصل مدلل اور مستند جوابات دئے گئے ہیں۔

اظہار حقیقت | مصنف حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب بنوری سابق شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

جواب خلافت مذکوریت | اب دیکھنا کہ حق تعالیٰ اس کتاب کا براہ راست اور مودودی صاحب کو قبول فرما کر پتے ان بندوں کے لئے

بھی ہدایت کا مہیب بنا دین جس کے رگ دریشے میں مودودی قتلے کا زہر
 پیوست ہو چکا ہے وماذا لك على الله بعد يزد اور حق تعالیٰ پر
 یہ کچھ مشکل نہیں ہے

جوئیں میں آئے جو دریا جم کا گرسد سالہ ہو فخر اویار
 و بنا تقبل منا انك انت السميع العليم بھت رحمتك
 و برحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

اجتھر محمد احر عفا اللہ عنہ

۲ ربیع الثانی مبارک ۱۳۹۷ھ



تاکریم مودودی جماعت اور تائیدین کرام کی شاہین

احقر مؤلف کتاب محمد انور عثمانی غفرلہ کے واسطے

جن میں ان سب حضرات کے اسماء گرامی اختصار کے
مختصراً پیش کئے ہیں

(۱) مومن شہب آفرین برکات و برکت
علی و اشرف و منظور ہم رفت
(۲) زغاری و محی الدین احمد

رحمہم آں شب و بخور ہم رفت

یہ شہادتی الدین حمید اہل بیت سے لکھتے ہوئے ہے
ترجمہ میں ان مودودی صاحب کے فلسفہ عالم سے نہیں نکلا ہر حضرت مولانا
علی میاں مودودی اور حکیم عبدالرشید اشرف اور حضرت مولانا
منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ میں اس جماعت مودودی سے تائب ہوئے۔
ملا و بعد الجار غازی اور محی الدین حمید مولانا مسعود مالم مودودی سے
میں وہ تاریک رات دکھ ہو گئی یعنی جماعت سے تائب ہو گئے۔



کو تسلیم کرتا چلا جائے۔

۲۔ دوسری صاحب کی تلمیذی عیاری کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ قاری کو یہاں کا بھی پیکر ہم سے بغض نہ کھٹا وار ہو جائے۔ (زمرہ ب)

(۱) بغض معاویہ رضی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق سلمان ابن ایزد بن پہلی روایت تو یہ لکھی ہے کہ وہ واقعہ حرہ میں شہید ہوئے۔

دوسری روایت ابو مخنف کی ہے کہ وہ ایک غار میں چھپے ہوئے تھے وہاں انھیں مانپ تھے اُس نے اُور حضرت معاویہ کے گھوڑے نے اُس کا سر کاٹ کر حضرت معاویہ کے پاس بھیجا مودودی صاحب نے پہلی روایت کو چھوڑ کر اسی ابو مخنف کذاب کی موضع H جمع کی روایت کو رد کیا ہے۔ حالانکہ وہ خود اپنی اسی کتاب میں اعتراض کر چکے ہیں کہ تحقیق میں وہاں ابو مخنف کو کذاب اور کشتی کہتے ہیں لیکن بغض معاویہ نے ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور اسی کذاب کی روایت کو انھوں نے صرف اس لئے قبول کر لیا کہ اس سے خلیفہ المسلمین امام معاویہ کی شان اقدس کی متفہمت کا پہلو نکلا تھا۔

(۲) بغض سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

امام عادل سیدنا عثمانؓ پر طاعن کی ابتدا کرتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں :

”حضرت عمرؓ کو اپنے آخر زمان میں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ان کے بعد عرب قبائلی معیتیں رجاسلمی تحریک کے

نہ بدست انقلابی فرسے، نہ وجود ایسی بالکل ختم نہیں ہوئی تھیں،
 پھر نہ ہنگامیں، اور ان کے قیام میں سلام کے اندر تھے۔ یہ پانچ
 ہوں، چنانچہ ایک مرتبہ اپنی اسکانی جانشینوں کے متعلق گفتگو
 کرتے ہوئے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے حضرت
 عثمانؓ کے متعلق پوچھا کہ اگر میں ان کو اپنا جانشین پیکر کر دوں تو
 وہ مئی جو معیضہ دینی امیر کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں
 گئے اور وہ لوگوں میں اللہ کی فرمائیاں کریں گئے، حدیثی قسم
 اگر میں نے ایسا کیا تو عثمانؓ یہی کریں گئے اور اگر عثمانؓ نے ایسا کیا
 تو وہ لوگ ضرور موصفتوں کا آئینہ بن جائیں گے اور عوام شورش
 کر کے عثمانؓ کو قتل کر دیں گے۔ ۹۶۴ھ

یہ روایت صاحب تہذیب ایت استیعاب کے حوالے سے نقل کی ہے نہایت
 کے اعتبار سے استیعاب کو جو حال ہے وہ ہم گذشتہ سطحات میں واضح کر چکے
 ہیں اور یہ چلے ہیں کہ یہ کتاب ہرگز قابض اعدائے نہیں ہی جاسکتی، لیکن سند
 کے لحاظ سے بھی یہ بالکل بے جاں ہے۔
 اور اس کے بعض راویوں کے پیرے ملاحظہ ہوں۔

اس میں ایک راوی عبد الوارث بن سفیانؒ مسلمان ہے جو مجہول ہے۔
 محمد بن احمد بن ابوبن حنیف الرازی و منکر الحدیث ہے یہ بھی بن معین نے
 انھیں کتاب کہا ہے (میزان الاعتدال ص ۱۲۸)

سیلمان بن داؤد کوئی شیعہ ہے۔ شیعہوں کے مشہور عالم شیخ علیؒ نے
 بھی اسے شیعہ کہا ہے (خلاۃ الاقوال ص ۱۲۸)۔ ظاہر ہے کہ شیعہ کو کوئی بھی

یہ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں نہایت حقیقت کو جواب علامت، نویسنہ۔

پہنچ گئے اور آپ نے محض ان کے پاس حاضر سے انہیں معاف فرما دیا تھا۔
 فرمایا تھا: "خداقت و ملکیت پر"۔
 گویا انھوں نے علیؑ کے بارے میں علم ہے اور انہیں معاف فرمایا تھا۔ یہودیوں کی جانب
 انہیں معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہرگز نہیں۔ عرش پرست کہ یہاں کفر و
 جاہلیت کے ابعاد کا بعد و سائریہ و علاقہ کے کس اصول کے اعتبار
 سے جائز ہے، دعوتِ حق کے لئے حدیث سے مستطرد کے تحریر فرمایا ہے
 کہ اگرچہ یہ حال ہے کہ کون کون کس حدیث کے لئے مستطرد ہو جائے تو
 وہ ضرور نہیں ہو سکتا۔ کون کون کس حدیث کے لئے مستطرد ہو جائے تو
 اس کے دل میں ایمان کا گہرا بیج ہوا اور پھر کون کون کے لئے مستطرد ہوا
 وہ نہیں تھا۔

حضرت علیؑ کے بعد میں اپنی برہمنی و ہندوئی کے طور پر
 مسلمان ہوئے تھے۔ آپ کے بعد میں سرور علیؑ کے لئے محمد بن ابی
 بکر و عمر کے بعد عرب اسلام کی وحدت اور سے طبعی و فطری
 دن کے آسمانِ لائے اور انھوں نے ایمان و محبت سے مشرف ہو کر ایمان
 سے علیؑ کے بعد میں ایمان پر قائم ہوئے۔ ان کی حدیث کے لئے ان کے خلاص
 اور کمال ایمان کی شہاد و عادل نے اسلام کے بعد گزشتہ عمر و ارتداد کا نہیں
 عمر خود علیؑ کے لئے وائے کو آخرت میں مطلع کرنا ہے۔ یہی عمر علیؑ کے بعد
 کا جو قصہ ان پر تھا وہ ان کی ذات اور شخصیت پر یہ تھا کہ ان کے وصف غرور
 ارتداد پر تھا جب ان کی محبت و پاک ہو گئے تو وہ حقہ علیؑ کی محبت اور محبت
 میں تبدیل ہو گیا۔ انھوں نے علیؑ کے بعد اسلام کا الغیب کو نہ رکھے جو یہ حال لیتے کہ
 تشریف لائے ہیں ان کی سعادت حقہ ہو چکی ہے۔ کیا اودودی صاحب

بنائے گئے ہیں کہ دوبارہ اسلام لانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آنحضرت کے صحابہ کرام میں سے کسی نے ان کے متعلق دفاع کا شبہ کیا ہو؟ یا آنحضرت نے ان سے مذاصلگی کا اظہار فرمایا ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آپ کا انراض بالکل غل اور غصہ بالنبی کا موجب ہے۔ یہ جملہ کہ:

”آپ نے محض ان کے پاس خاطر سے انہیں معاف فرمایا تھا“
 بہت بے ادبہ اور گستاخانہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہوتے کہ اگر حضرت عثمانؓ کا پاس خاطر ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قتل کروا دیتے ہم پوچھتے ہیں کہ وہ اس وقت ارتداد سے تائب اور صدقِ دل سے مسلمان ہو چکے تھے یا نہیں؟ اگر ہو چکے تھے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسومن کو قتل کر دیتے؟ اور تائب ہونے والے کو تو یہ سے روک دیتے۔ (معاذ اللہ) کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا بصورت دیگر اگر وہ صدقِ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اور آنحضرتؐ کو اس کا علم تھا تو کیا آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی خاطر سے ایک شخص کے ارتداد کو گزارا فرمایا؟ اور اس جرم کی سزا دینے سے پہلوتی فرمائی؟ (العیاذ باللہ) کوئی منکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس قسم کا خیال بھی دل میں لانا گوارا نہیں کر سکتا اس قسم کے فاسد و کاسد افکار سودی صاحب اور ان کے متبعین پر بوجہ تک ہوں۔ مقامِ حیرت ہے کہ عداوتِ ممانہ نے سودی صاحب کو اس جگہ پہنچا دیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرنے لگے (العیاذ باللہ)

مودودی صاحبِ فاضل مصنف کی نظر میں

میں موصوف کے حالات سے زیادہ واقف نہیں ہوں لیکن اس کتاب کو نیز

ان کی اس قسم کی سابق تحریروں کو دیکھ کر میرا اندازہ یہ ہے کہ موصوف کا پچیس فیسی ماحول میں بسر ہوا ہے، اور سہائیت کے ایمان اور حراثیم ان کے قلب اور دماغ میں اس وقت سے داخل ہو چکے ہیں، بزرگوں سے ساتھ موصوف کے ردیہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ انہوں نے نایاب عظیم، الصلوٰۃ والسلام سے داسی عصمت کو بھی داخلہ بنانے کی سعی بلا حاشا کی ہے، چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

”ما تاجم قرآن کے اشارات اور صحیفہ یونس کی تفسیلات پر غور کرنے سے اتنی بات منافی معلوم ہوتی ہے، کہ حضرت یونسؑ سے قرینہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو چکی ہوں اور غائبانہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مشعر بھی چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے جب آثار عذاب دیکھ کر دشمنوں نے توبہ واستغفار کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔“

(تفہیم القرآن جلد ۲ سورہ یونس ص ۱۹)

اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں کوتاہی کرنا کس بڑا جرم اور گناہ ہے؟ اس کی ضرورت کی ضرورت نہیں، سود و سی صاحب یہ جرم ایک نبی معصوم کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ کیا جرم عصمت کے منافی نہیں؟ کیا اس کی نسبت کسی نبی کی طرف کرنا سخت ہے اولیٰ اور گستاخی نہیں؟ شیعہ کہتے ہیں کہ خلافت علیؑ کا اعلان کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا مگر آپ نے بخوفِ شیعیں اس کا خلاف اعلان نہیں کیا، اس طرح گویا معاذ اللہ آپ نے ایک قرینہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ سود و سی صاحب بھی بالظنا شیعہ ہیں، لیکن ظاہری منیت کی وجہ سے صاف صاف اس بقید سے گاہماں نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے حضرت یونسؑ کی طرف اس جرم کو منسوب کر کے ذہن کو شبہوں کے مندرجہ بالا

صمدی اور سید کے ساتھ سبائیت سے تلخ مزاج ہو گئے ہیں، بنا کر ناواقفوں کے حلق سے انار سے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کی داوڑ دینا انصافی ہوگی اور اسے دیکھ کر اس کا قائل ہوتا پڑتا ہے کہ موصوف بڑا شبہ سبائیت کے مجدد کے مرتبہ پر فائز ہیں۔

بعض حضرات اس پر بھی انہیں ہیں کہ تم نے مولانا مودودی کی صاحبزادی پر تجدید سبائیت کا الزام کیوں عائد کیا؟ ان سے گزارش ہے کہ عبداللہ بن سبا کی پوری تحریک کی روش تبدیل سبائیت کی ناقصی اور صوابہ کراہت پر ہے اعتمادی بھٹی بد خو تو یہ جو دی منافق تھا لیکن اس نے مسلمانوں میں ایسی جہالتیں پیدا کر دیں جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی صحابہؓ کے حق میں بدگمانی اور بدزبانی سے کام لیتے گئے، ان میں بہت سے فرقہ بوجھے، بعض توحید کفر تک پہنچ گئے۔ مثلاً شیعہ باطنیہ یا نصیریہ وغیرہ بعض اسلام میں تو داخل رہے مگر مستند عابد و گمراہ کہاتے، یہ اگرچہ مسلمان ہیں مگر اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔ صوابہ کراہت کے حق میں اتنی بدگمانی و بدزبانی سے بعد بھی اگر کوئی شخص اہل سنت والجماعت میں داخل رہے تو یہ لفظ ہی بے معنی ہو جائے گا۔ میں انہیں مسلمان سمجھتا ہوں لیکن شیعہ اور گمراہ سمجھتا ہوں، انہوں نے ایک نئے عنوان سے (جو موجود زمانے میں مقبول ہے) ایک جماعت صحابہؓ کو جوڑ کر کے ان پر بے استغویٰ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو اس سب کا خاص مشن تھا اس لئے جو نے انہیں تجدید سبائیت کہا ہے۔

جماعت اسلامی کے کارکنوں کے لئے لمحہ فکرم

مودودی صاحب نے اسلامی حکومت کے قیام کے کام پر آپ سب کو

جمع کیا ہے۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ ۱۴ عوام میں سے زیادہ میں وہ صرف بارہ
 تیرہ سال بچی بھی شکل میں تو عمر ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اس
 میں تغیر نہیں ہوا۔ مثلاً یہ ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصول میں چاہی گھر کا مریے،
 حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی صرف چھ ماہ کو شش کے بعد اس سے دست کشی
 اختیار کر لی۔ ان کے بعد ان کی اصلاحی حکومت کے بعد شروع ہو گیا اور
 خلافت کا ایسا خاتمہ ہوا کہ تاریخ تک وہ مفق ہے، لگوں اسلام حکومت کے تیرہ
 سو سال میں زیادہ سے زیادہ تیس سال تو عمر ہی۔ اس میں بھی خلافت زمانہ
 ایسا گزرا جس میں اس کا مال رخصت ہو چکا تھا اور اس کی ناقص تھیں باقی
 رہ گئی تھی اس نظریہ کے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اسلام کی حکومت، نظریہ نور
 پر بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن اس کا معنی وجود کس نہیں ہے؟ یہ عجیب وہ علم
 غیر مذہبی ہے تو اس کے لئے جدید و جدید، ضاعت وقت وقت نہیں ہے تو
 اور کیا ہے؟ مہربانی فرما کر اس سوال پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ اسلامی حکومت
 کو نعرہ لگانے کے بعد صوبہ کو کو جو مروج کائنات کے برسرِ شاخ حین کی برید
 کا اسے حق بن جاتا ہے۔ نہیں؟ اس کے بعد یہ بھی بوجھے کہ سود و درک صاحب
 آپ کو مدھ ہے جاری ہے؟ اس کی حکومت کی سہائیدہ نیست کی جانب؟

اسفر

محمد اسحاق صدیقی مولیٰ محمدی

۱۴۱۰ھ

مودودی صاحب کی گمراہی کے

انہیس وجوہ

مکتوب گرامی

امیر جماعت اسلامی کے نام

رشتہ دارانہ طور پر مسید سید احمد مدنی

مخدومی السلام علیکم

ایمید ہے کہ مزید گرامی فیروز کو جماعت اسلامی کے علاوہ اجتماع میں
مختراب کی شہرت کیلئے ایک دعوت، مگر کئی روزوں کے بعد اس کی ضرورت کیا آئی
آج تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ نے اسے قبول فرمایا ہے یا نہیں۔ قومیتِ اعلیٰ کے سالانہ
اجتماع کی وجہ سے آنجناب کی مصروفیتوں کا بخوبی اندازہ ہے لیکن اسے دونوں
جہات کی تاریخوں میں اتنا اختلاف ہے کہ آپ ٹھوڑا سا وقت میں بھی مہمت
فرمائیں گے۔ ہمارا اجتماع ۱۲-۱۰ اپریل سے شروع ہوگا۔ آنجناب سے ملنے
کا اشتیاق تو بہت عرصہ سے ہے چنانچہ اس سال میں اسے خدو کتابت بھی کی
تھی لیکن ہر قسم سے آپ اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے اس وقت کوئی وقت نہ
دے سکے۔ اس کے بعد مولانا مفتاح الرحمن کے ذریعہ وقت کے تعین کی گزارش

کی جتنی لیکن اس موقع پر ملاقات کی کوئی سبیل پیدا نہ ہو سکی۔ یہ حال میں متعدد مسائل پر تبادلہ خیال کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا ہوں اور بہت سے امور میں انتخاب سے کچھ شوق بھی کہنے لگا تھا اس اجتماع کے موقع پر آپ انشرف لے آسکیں تو یہ باری عزت افزائی کا بھی موجب ہوگا اور یہ پیش نظر مقصد بھی حاصل ہو سکے گا لیکن اگر خدا نخواستہ یہ ممکن نہ ہو تو بھی اجتماع حیدر آباد سے واپسی کے بعد آپ مجھے کوئی موقع عنایت فرما دیں تو انشاء اللہ میں خود بنا انصر خدمت ہوں گا۔ اس وقت غوری مہمہ میں پریس گفتگو کی سخت ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ وہ دارالافتاء ریونیو خد کا وہ فتویٰ ہے جو سہ ماہی پور سے ”مردودی فتنہ مٹا دو“

نمود دی تحریک ہائیک اور ذمہ داری ہے۔ ”مردودی“ کے ہم خیال نگارہ ہیں۔ ”مردودیوں“ کے پیچھے نہ زینہ پر حصہ کی موٹی موٹی سے خسوں سے شائع ہوا ہے علوم نہیں یہ فتویٰ آپ کی۔ نگاہ سے بھرا گزرا ہے۔ انہیں یہ فتویٰ قدرتی طور پر ان تمام لوگوں کیلئے انتہائی حد تک تکلیف دہ اور آزار ہے جو تحریک اسلامی کو حق سمجھ کر اس میں شریک ہوئے یا اس کو حق سمجھتے ہیں۔ یہ فتویٰ کا دارالعلوم دیوبند سے شائع ہونا جہاں آپ جیسے متناظر حضرات ہیں ہمارے لئے انتہائی تیرت اور فتن کا موجب ہو رہے۔ انہیں میں اسی حالت میں کہ ان امور کے بارے میں جن پر اس فتوے کی بنیاد قائم کی گئی ہے متعدد بار جاری طرف سے توضیحات شائع کی جا چکی ہیں اور جن کے بارے میں ذمہ داران دارالعلوم سے براہ راست خط و کتابت بھی ہو چکی ہے جس کا سلسلہ ابھی جاری ہے امید ہے کہ جناب حرا بھی جلد شرف فرمائیں گے۔ والسلام

براہ الیث

امیر جماعت اسلامی

دو مجلس خود را مد فہم جوئے را انسودہ دے انسودہ کند انجھا
 مختصراً امتناً۔ نرید بیکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 والہذا مباحث سمرقرازی ہوا اس سے پہلے دعوت نامہ پہنچا تھا اہل اس
 سالانہ جیت کے سر پر آجاتے کی وجہ سے میری مصروفیتوں کا عذر جناب نے صحیح
 ہو کر اندازہ کیا اس کے علاوہ اور بھی ایسے ہی یا اس سے زائد قری اعذار
 اس وقت درمیان میں مثلاً دارالعلوم کا سالانہ امتحان ہے جو کہ وجہ کی آخری
 تاریخوں سے شروع ہو کر ۲۳، ۲۴، ۲۵ شعبان پر ختم ہوتا ہے نیز دارالعلوم کے تعلیمی
 سال کا اختتام ہے جس میں کتب مفعولہ بخاری شریف، رد المحتار شریف کا
 ختم کرنا ہے جس کو، ۲۸، ۲۹ شعبان تک انجام دینا ہے یہ امور علاوہ ان امور
 کے ہیں جو کہ تمام سال میں انتہائی مصروفیتوں کے باعث ہوتے ہیں جن
 کوئی مونی سرخیوں دے اشتہارات کو آنجناب ذکر فرماتے ہیں ان کا لمحہ کو
 آپ کے والہانہ سے پہلے کوئی علم نہ تھا صرف ہمارے پورے ایک رہا کرتی
 یہ کشف حقیقت یعنی تحریک مودودیت اپنے اصلی رنگ میں ایک صلب
 نے جیسا تھا اس کا البتہ علم ہوا تھا۔

موصوف میرا پہلے خیال تھا کہ آپ کی تحریک اسلامی مملاتوں کی علمی اور عملی و فنی
 اور دینی کمزوریوں اور ان کے انتقادات کے رد کرنے اور مسلموں کو منظم کرنے تک
 ایک محدود ہے، اگرچہ طریق تبلیغ میں اختلاف ملے یہاں سے میں نے اس کے خدوں
 آزاد طمانہ تحریک کو نامہ سب نہ سمجھا تھا، اگرچہ اندر درج عساور کا مذہباعت کی
 طرف سے بہ افادت، تاں کسبہ الفاظ تحریک ہاد قعرہ میں علوم دیر سے مگر ان سب
 سے چشم پوشی کرنا ہی، حسب معلوم ہوا مگر قریب کہ میرے سامنے اطراف و جوانب
 ہندو پاکستن سے دیر لے مودودی صاحب کی تصانیف کے اشتیاقات کا کلام

لگا ہوا ہے اور پانی سر سے گز رہا ہے تو مسال کے دیکھنے اور سمجھنے سے مندرجہ
ذیل نتیجہ پر پہنچنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

آپ کی تحریک اسلامی غارت سب صالحین، مثل مسترد، خوام، رخص
بہیمہ وغیرہ نری قدیدہ در شکل نہ پنی، چکر لوی، میٹری، انجیری، مہدوی بہانی
وغیرہ من قبہ بدہ ایک نیا اسلام بنانا چاہتی ہے اور اس کی طریف لوگوں کو
کھینچ رہی ہے۔ وہ ان اموال و عقائد و اعمال پر شکل ہے جو کہ دل سنت و الجماعت
اور اسلام کے خلاف ہے۔

۱۔ وہ تفسیر بالرائی کا تامل ہے۔ ہر وہ پروفیسر جو کہ علما و ائمہ پر آپ اور
ان کی نئی روشنی کا حامل اور غلطی بہت عرفی زبان سے لائف ہے اس کے
نزدیک یہ حق رکھتا ہے کہ اپنی رائے اور فرقہ سے تفسیر کر کے مسلمانوں کے لئے
سنبھل راہ بنا دیتی ہے آپ کے یہاں ہر دہشت خواہ اس کی تفسیر کرتی بھی سلب
معاہدین اور انوائی صحابہ کرام کے خلاف ہو۔

حالانکہ سب سے پہلے ہی فقہ اسلام میں پیدا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ
کی تحکیم پر ان الحکمہ اللہ عنہ کی تفسیر لرائے کر کے بارہ ہزار ایک جماعت نے
بنامہ کر دی اور علیہ ہوئی۔ اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
حق امین جہاں باطلی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما کو سمجھانے کیلئے بھیجا اور فرمایا کہ قرآن دو وجہ ہے، لہ لوگوں کو
سنت سے سمجھانا چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھیایا جس پر آٹھ ہزار
آدمی تائب ہو گئے مگر چار ہزار اپنی عناد و راسخے پر تائب نہ ہوئے اور کفر و قتل کا
باز گرم کر رہے تھے۔ یہی فرقہ خواجہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے بعد اس تفسیر
بالرائے کی دبا اس تعدد پہلی کو حضرت علامہ تحکیم میں بلکہ دیگر مسائل میں بھی اپنی آرا کو

عمل میں لایا گیا۔ مرکب کلمات و چیزہ دیگر مسائل میں بہت زیادہ افراط و تفریط جاری ہوئی اور صرف خواہش ہی تک اس کی محدودیت رہی بلکہ فتنہ ہائے مشرق و روافض جیسے کرامیب مجسمہ توحید پر اسی تفسیر دینے کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئے۔ انہی سنت و جماعت جوشہ انتہا چاہت اور اسلاف صالحین سے الگ ہونے اور فاضل تابعین کو پیشوا اور رہبر بناتے ہوئے اپنی آزاد و مذاق کو انہیں کے رنگ سے رنگ کا سفار المرہ ہوتے سبب اور مانا علیہ اطمینان کی سند حاصل کرتے رہے۔ انہی بعینہ واقعہ ان ائمہ معتزہ اخیر میں پیش آیا۔ نچر یہ: قرآن و کتاب و احادیث کو نابینہ، خاکسار، ہائیدہ وغیرہ نے بھی یہی تفسیر دلائی اور اپنی عقل اور مذاق کو پیشوا بنایا اور انھوں کو اس طرف کھینچنا یا ترک کر دینا اختیار کیا۔ جناب ولی اللہ سنی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی کی پیشین بندی کرتے ہوئے فرمایا تھا: من فسد اعتقاداتہ بحدیثہ فقد فسد عقلہ و لو کان لال، کیا تعجب کی بات نہیں ہے کہ وہ صحابہ کرام اور ان کی تلامیذ حق کی زبان ماری عربی تھی۔ وہ عقول سے وحی خلاقہ کا متبادرہ کیا تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود اور آپ کے احوال و درسن کر دیکھنے والے تھے۔ اور تابعین جو مشاہدین وحی کے شاگرد و رشید تھے ان کی تفسیر تو بالاسے طاق و کھدی جائیں اور ان کو رو رو اور غلط قرار دیا جوا جائے اور ان کے مقابلہ میں تیرہ سو برس بعد کے پیدا ہونے والے بھی اشیاء و حقائق کی زبان عربی اور اس کے ادب اور اصول دین وغیرہ میں کوئی تباہی نہ تارہ بقدر ناقصہ بھی نہ ہو بلکہ کھیرج یا کسعود یا کسی یوحیہ سنی یا لایح کی ڈگریوں اور معمول عربیت کی بنا پر ان کی تفسیروں کو مستند علیہ قرار دیا جائے جن لوگوں کی عربی زبان عربی دنیا اور علوم و فہم کو پڑھتے پڑھاتے گزرتی ہیں ان کی تفسیر کو غلط اور تاہیک خیال قرار دیا جائے اور ہر تفسیر علم و احادیث پر اپ کی سطر پیروی کو مرفضا وندی اور مرفوض

قرار دیا جائے، کیا کوئی عقلمند یا کوئی قوم اس بات کو رد کرتی ہے کہ کسی خوبی کا بارے سے
 سند یافتہ کو بے اختیار تک کاٹنے کے فائدے تحصیل کو، اگرچہ ان کی دیگر یاں گئی ہو، دیکھا
 نہیں، انہوں نے یہ سیکل ڈیا پورٹس یہ کام کرنے اور پیادوں میں معاہدہ و عمل میں لے
 لی اجازت دیکھتے تھے جب کہ وہ کسی سیکل کاٹنے کی یعنی سند بھی نہیں رکھتا ہے
 ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہے کہ یہاں اس کو کو بر پا کر دینے کے مترادف ہے۔ اور
 پہلے سے تھوڑی سی سداوت اور بجائے تعمیر خرابی کا یا عت ہوگا۔ یہی حال ایسے غیر
 کی تفسیر بارے کے کہ جسے کرامت نصیب کی تفسیر اور اسلوب و فیض کے خلاف یہاں سے بدانت
 خلاف اسے سرکاری کا پیش خیمہ ہوگی۔

۱۴۔ اور پیغمبر اسلام حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قیامات اور
 اٹھنے پر چلنے والا پہلا ہے ہوئے تاریخی واقعات کے نزدیک ہے۔ چاہے وہ صحیحہ و درست
 کہ وہی کی توڑ کر کی نہ کرتی ہے جہاں تک قیامت فراموشیہ اور احادیث صحیحہ و غیر روای کی
 جہاں تبلیغات کو وہی خداوندی قرار دیتی ہیں۔ دنیاوی مشوروں اور تجربیات سے بڑھ کر
 اور ذمہ کی ضروریات سے فکری پر اختیار ہے جو یہ ان احکامات سے ملتا ہے کہ یہ تفسیر کو کیا اس
 کہ نامہ امیر المؤمنین اور مخالفات لغویہ تفسیر سے اجتہاد فی الدین کی تکمیل ہوتی ہے جو یہ
 ۱۵۔ ان صحابہ کو اس رضوان اللہ علیہم کو سقیم یا صحیح غیر حقیقی المراد روایات کی بنا پر پیغمبر
 کاوی و لائق اور درست ملاقات جاتی ہے۔ حالانکہ انہی کے اعتقاد اور عقائد پر
 پیغمبر ہونے والوں کے لئے اسلام کا مدار ہے، اگر عوام اس پر اولین اساتذہ اسلام علیہ السلام
 معتاد ہو گئے تو تمام عبادت درجہ بالکل ٹھہر جائے گی۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ
 ان کی جگہ جگہ پر نفوذ کی کہ ہے مثلاً احادیث اور کتب نہایت ان کو حتمہ علیہ اراحت
 یہاں اور زور دیا لغت انہی ان کی درجہ سرفرازی کو ختم ہوئے تمام انسانوں سے انفسان
 اور اعلیٰ مرتبہ اراحت ہے۔ ان دروازہ کے کھلنے سے تمام دینی اصول و فروع لیا میرٹ

ہو جہتے ہیں۔

۴۰۔ وہ سچا کرام کی شہدہ و دائرہ کو غواہ گشتی کی طرح کیونکہ نہ جہل ان کی خوش
احتمالی پر مبنی بتائی ہوئی واقعیت سے دور کرتی ہے نہ ان کے اس دلدازہ کے
کھٹے سے تمام مہجرات اور ملی ترین اخلاقی دامن کی بنیادی عمارت بالکل کھوکھلی
رہ جاتی ہے اور لامحدہ کوارس سے بڑا کاربن چھبہ نہ بنتا تھا کہ ہے۔

۴۱۔ ان احادیث سے کچھ دلائل اور ائمہ حدیث کی مجرحتہ کرنے اور غیر نفی
بتائی ہوئی دلائل معصیت یا غیر جلالہ افعال صحیحہ یا الہیہ خیر و عین الہیہ ہوا، دشمنوں
سے تورات کی پیش گوئی ہے، شاہیر عالم کے ثقافت کو یقیناً جلالہ اعتبار قرار دیتی ہے
ملازم اس سے تمام وقعات احادیث بالکل فنا ہو جاتے ہیں۔ نیز بعض آخر جہاد لامستہ
امریکا کا بیان پیش کیا ہے۔

۴۲۔ وہ وقت حدیث تحفہ کی نہایت گراہی اور ضلالت قرار دیتی ہے۔ حالانکہ یہ
امریکا نے قرآن کریم کے اصول الذکر والہذا سے سبیل مناسبتی :
ومن یبغ ذریر سبیل المؤمنین لای کی نہ پرانی زمانہ یا جبکہ اہل علم و برہمن
شرط اجتماع و مسدود ہیں، جیسا کہ چوکی مسدود کے بعد سے آج تک احوال و روایات
بتلائے ہیں، تمام مسائل پر واجب ہے اور نہ کہ تعلیم نہایت قطعیہ اور گہرائی
میں مبتلا ہے۔ اس سے اپنی آزادی کا دور وازہ کھٹا ہے جو کویت و مصر جب سے
بھی بیٹھا رہتا ورتا ہے اور نفی و نفوذ میں مبتلا کر دینا تو اس کا معمولی اثر ہے۔

۴۳۔ ان کے اہل ایمان و حنیفہ، امام مالک و امام شافعی، امام احمد و حمید اللہ کی
تقلید کر گزاری، اور حرم ہنری ہے حالانکہ یہ اکثر تمام اپنے زمانہ میں کتاب ہے
ہدایت و تقویٰ اور علیہ دینیہ اور فقہ کے نہایت روشن چسپاں اور اثبات شافعی
کے دشمنان ستائے رہے، ان کی تقلید شخصی پر پوری صدی کے بعد تمام اوقات

کا اجماع ہے۔

۸۔ وہ ہر پروردگار عالمی کی راستے کو آزادی دیتی ہے کہ وہ اپنے ذاتی اور اپنی راستے کو عمل میں لائیں اور سوا فرما کر اس پر چلائیں خواہ اس سے پہلے صائبین کے ذاتی اور راستے سے کتنا بھی خلاف کیوں نہ ہو۔

حالانکہ ہنکری تعلید تھی اس کے خلاف ہیں ان کی کسی ہمت کے بعد اس کی مغزوں کا قرق اس سے ہوا ہے، ہونا نا محمد بن صاحب پر جو مائوں کو کہ مغز قتل دوسرے نہایت جوشیلک اہم تھے اللہ تم قتل دے کہ دور اور حاجی اور ہندوستان میں اس کے پہلے ہلے تھے۔ اپنے زمانہ شاعت است جلد دوم ص ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲ میں دیکھتے ہیں "پہیں ہند کے تخت سے ہم کہ یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے عملی کے ساتھ مجتہد مطلق اور تفہید مطلق کے تلامذہ بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھے۔ ان میں سے بعض جھانچے ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب ہو جاتے ہیں و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے نفق و فجور کی تیراوی کا اونی توجہ ہے۔ ان ذمہ داروں میں بعض تو کلمہ کھلا جہد، جماعت، نماز، روزہ، حج و عمرہ بیٹھتے ہیں سود و مشرب سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض جو کسی مصلحت دنیاوی سے ملتی جاہری سے بچتے ہیں و فتنہ غنی میں مرگم مہبتے ہیں، باوجود غرور پر وہ لوگوں کو نکال دیا میں بھنا لیتے ہیں، باجائز جیلوں سے لوگوں کے مال ضبط کے مال و حقوق دبا دیتے ہیں، کفر و ارتداد و فتنے کے سیلاب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر وینداروں سے بے کیا جو خاسنہ کے بے علی کے ساتھ ترک تعلید بڑا جاری سوچ ہے۔" ان فقرہ

جس نے علی کو مولانا محمد حسین تھما جب ان کی مذکورہ ذکر کیا ہے وہ مولانا حسین ندائیک عام طور پر اہل علم میں بھی موجود ہے۔ یا انصوح بن عبد اللہ بن زید اور انگریزی تعلیم یا قبیلہ جعفریہ میں توجہ حضرات علوم اسلام اور ان لوگوں عربیہ اور ادب عربی سے

اسی طرح نادانانہ ایک جسطرح تمام مسلمانین اور دیگر کسی میں قدسے شہید ہو کر رہی ہے۔
 تو وہ بہتر علم کے ہے۔ مولانا حضرت اردو ناز کی یا آخری نئی ترجموں سے کام لیتے
 ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے جو لوگ کسی ریویو سٹی میں خواہ ہندوستانی ہوں یا
 یورپین عربی کے ایم اے اور فاضل بھی ہیں۔ عربی و سنگا بولنے کے معاملے کے سائنس
 بخیر و طویل مکتب میں نہ سمجھ سکتے عربی تو اُن کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ نہ لکھ
 سکتے ہیں، نہ پڑھ سکتے ہیں اور اگر بعض جدیدہ اشخاص میں اُردو قابلیت
 بھی پائی جاتی ہے تو وہ ان دیگر علوم سے یقیناً بے برج ہوتے ہیں۔ عربی پر اجتہاد
 فی الدین کے علاوہ اُپ عربی کا مذہب ہے، چنانچہ شاہدہ ابراہیم علیہ السلام۔ ابراہیم
 صحت میں ان پر وہیہ و اس کا اجتہاد اور ترک تقلید کرنا اور اس کی احادیث و روایات
 سراسر روئے اور شریعت کی جڑ کھودنا اور ضلالت اور گمراہی کو پھیلانے ہے۔ بہتے خود
 اس زمانے کے چند بہترین مصلحین کو زکا و رکھتا ہے۔

۹۔ یہ طریق بقوتِ ارسوگ اور اس کے اعمال کو حیالیت اور الحاد و مذہب
 قرآنی جو اس کو دھواؤں اور یوگ بتلاتی ہے۔ حالانکہ انہی طریق اور اعمال میں
 کہنی نہ مانا اسلام اور اعمال کی تکمیل اور حقائق کے نامہ کی تعمیل اور عبوریت کا
 کا، متضاد بغیر اس کے ہی طرح ناممکن ہے۔ جیسے کہ فی زمانہ قرآن کا سمجھنا بڑھتا
 بغیر ذہن، زہر، ہشیش، جہنم و تشدید اللہ بغیر خود بغیر ممکن ہے اور جیسے کہ قرآن و
 حدیث کا فی زمانہ سمجھنا اور بعیت عربی کو جان کر بغیر صرف خود، بھائی و دھپان
 جہنم و کتب و لغت وغیرہ سے ہے۔ نور و ابلی کو تلاوت صحیح اور فہم معنی میں
 ان چیزوں کی حاجت نہ تھی مگر آج ہم کو مغیران کے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی
 انہیں جو سکتے، بلکہ خود ملک عرب اور عراق و شام و مصر کے باشندے ہی وہ ہیں جو
 ماری اور روزنہ کی ہل چال عربی ہے، ان علوم کے آج ہماری طرح سمجھنا یا

کبر و سبب کا فرق دوسری بات ہے۔ ائمہ و اماموں کو بھی جادیا ہے، نہ نہ ہے
قدیمہ اور کتبہ ان ائمہ میں سماعت و عنایت کا نہ قریب نہ آؤ ہو یہ کی جان طریق
و اعمال کی نشان دہی۔ مگر جتنا ان کے ساتھ ہو یہ کمالات کو حاصل کرنا عساکر
بہر ممکن ہو گیا ہے۔ ان کو لوگ فرما دینا مگر علم و دانا ان کی ہے۔

۱۰۔ وہ سلف صالحین اور اولیاء اللہ بالیقین کی شان میں نہایت دیا وہ
زبان و لہجہ کی محنت، غارتہ حفظ متعال کر کے دوران کو عوام ان میں نہایت
ازین و خواہ کر کے ہے۔ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: من
ذنی ادیان می اللہ یا لہرب اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص مجھ سے
بہتر رشتہ دار یا نفع افزہ نہ دے تو وہ ادیان میں سے ہے۔

۱۱۔ وہ حضرت محمد الف ثانی علیہ السلام کی قدس سرہ العزیز اور حضرت
شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز۔ اور ان کے اتباع و اخلا و دیگر مخلصین
حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ شمس الدین
مہروردی قدس سرہ السلام، اللہ طریقہ کو مسلہ دل میں قبول و عمل و ذکر کی
کے آئینہ دینے والے اشخاص تھے۔ حالانکہ وہ اکابر اور مسلمان کرام ہیں،
جنہوں نے تمام دنیا سے سلام میں دیں اور سنت کو زندہ کیا۔ ان کے صیغہ اور برکات
سے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو دھوواں اللہ حقیقی تقویٰ کی نسبت حاصل ہوئی
ان کے آثار و برکات سے تواریخ کے صفحات پر سے جو لکھے ہیں۔

۱۲۔ وہ مذکورہ بالا شان کے حقیقت، مہم اللہ تعالیٰ کو لگے اور ہر مہم اور فضیلت
کے پھیلنے والے باقی ہوئی ان کی تہذیب کی ہے۔ حالانکہ ان کی طرف سے نہایت
کے بولنے، اپنا چہرہ، تقاریر، مہروردیہ وغیرہ کے فرقہ الہدہ ہم سے کو سبب و دوسری
حقیقت کی تعلیم سرسبز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اعمال و اقوال سے ہماری پہچان ہے اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم سے ہم نے بڑھ چلنے کی سنت پائی ہے جس پر حدیث مجددہ مسندہ قد علیہ
 کے کا قریب شامہ دے دیں۔ دیکھو کتنا لطیف نام دیا ہے وہ تعالیٰ حنفیہ حضرت شاہ
 ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور غوارف اشعارت شمس الغیب وغیرہ۔

۳۔ وہ غور و خفا پروردگار کا ظہور علم شریعہ کی شان میں گستاخی کے اعلان
 استعمال کرتی ہوئی عوام کو ان سے متفرق کر کے ان کے دل میں اہل دین و حرمین عمل میں
 لائی ہے اور ان کو فاسق و فاجر بناتی ہے اور مسلمانوں کو کفر، بدعت، و ماس کے
 پیر کی تقلید اور بدعتی کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

۴۔ حال میں بدعتیوں کے دور میں فتنہ و فساد میں جب کہ نسبی و فحش اور الحاد و کفر
 ہو رہی ہے اور غرضات نفسانی کو چاروں طرف دور دور سے خدا اور رسول سے
 ٹوٹ کر دیکھتے ہیں اور شریعت کو پس پشت ٹھکراتے ہیں فحش و کفر کی صحت
 کا فطری شریعت، درمیان میں دین و بدعت کا وہاں خواہش کیا جاتا ہے اور جہان سے دین
 اور اتباع شریعت کی صورتیں پیدا کی جاتی ہیں، عوام کے دل ان میں سے ہر قسم کی توہین
 اور تذلیل کو جان دین کے خلاف کے متضاد ہے نہ ہی طریقہ تمام مبتدعین نے ہمیشہ
 سے جاری کر رکھا ہے یہی طریقہ شیخ علیہ السلام نے اپنی "دور خاکساروں وغیرہ" کے کیا
 بلکہ مشرقی کا معاملہ، اجوازی، عربوں کا ایمان تو ان باب میں کھل گیا اور بدعتیوں
 اور مخالفانہ عیسویوں کو چھپانے اور اپنی مذمت و تخریب کے پھیلانے کے لئے یہی طریقہ
 عمل میں لگاتا رہا۔

۵۔ وہ بدعتیوں کو صرف اپنی عقل اور اپنے ذہن سے مجروح قرار دیکر
 ہر مہذبوں کو ان سے نفرت کرتی ہے حالانکہ سلف صالحین اسی پر لازم ۱۶ بیسیں مقام
 آج کل مشہور ہوا ہے کہ ان کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے، اور جو شہادت اس پر وارد کیے جاسکتے

گزار دی بتلائی ہے اس سب گزشتہ مسلمانوں کو عزیز ناجی کہتی ہے، حالانکہ یہ ایسا نکتہ
سے میں پرہیز نذر بھی، مندرج اور مندرج کیا جانتے کم ہے۔

۹۔ وہ مبنی معتزلہ و رافضی وغیرہ اپنے مانتی بورخو و عزیز پر حقیقی توحید
کا و ندر جماعت موصوفی حقیقی کا ملین اسسٹنٹ یا اس کے مترادف الفاظ میں لکھتی ہے
جس فرق معتزلہ اپنے آپ کو اصحاب العدل اور اصحاب التوحید کہتے اور لکھتے تھے شیعوہ
اپنے آپ کو جمیع اول بیت لکھتے ہیں جس کے معنی یہ لکھتے تھے کہ ہم سے علیہ جوہر
واسطہ اصحاب و ندر لکھتے اصحاب علی تھے اسلئے اصحاب توحید یا اور اصحاب علی تھے
سے محبت لکھتے تھے ہیں۔

اس قسم کے سانی بورخووں سے عوام سلیپ ہیں اور نہ ہشت گزشتہ میں جو زمرہ
آخر جیلہ ۱۹۵۹ ان کا مذہبی واقعات سے صحافت کا ذریعہ ہے جو کہ مذہب معتزلہ و رافضی
و رافضی و علویہ اور اہل سنت کے وہ ہیں جن میں پیشین و شعا و سنا و غیر میں بھی اسی قسم کی
ترکیبوں سے غیر مقامی اور اقوامی اتحاد یا یوں، خاکساروں وغیرہ میں بطور پیر
ہوئے۔ ہر ایک اپنے میں قسم کے مانتی بورخووں سے دوسرے فرقوں پر اسی قسم کا حال
کرنا ہے کہ وہ اسی کمال سے محروم اور بھالی ہیں، غیر عقائد اور اپنے چپ کا ذہل حدیث
و التوحید سے غورنا مانتی بورخو سے مزین کہ جسے آواز دہلے کرنا ہے کہ احکام حدیث نبوی
سے محروم اور توحید سے خالی ہیں وغیرہ وغیرہ آپ کے سانی بورخو سے لگا کر کہیں کہیں
لگتا ہے کہ جو لوگ مسلمان جماعت کے میر ہیں وہ حقیقی مومنین ہیں۔ وہ اسلامیت
کا لائیں لکھتے۔ اس سے عوام کو جس قدر انتشار اور اذیت میں مبتلا کیا جاتا ہے نہ
ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کا اولیٰ اثر یہ ہوگا کہ مسلمان جماعت میں داخل نہ ہونے
والے مشرک اور کافر قرار دیے جائیں۔ ہر ایک میں مانتی بورخو پر ہٹ کر گیا، اس کا کافی گلوٹ
مناظرہ، مجاہدہ، ہار ہٹ وغیرہ کا بازار گرم ہوگا اور عوام کو سنا لکھنا تفسیر سے باہر

جو کرامت مسلمہ کو انتہائی مشکلات میں مبتلا کر رہے گا۔

عمر! دورِ حاضر کے ہم مسلمانانِ ائمن پوزیشن کی مشکلات جو کہ اکثریت کی طرف سے مسلمانوں کو گھبرائے ہوئے ہے۔ وہاں صحابہ کی بڑی وارثانہ حیثیت۔ اراکینِ ائمن کی اسلام دشمنی، آریوں کی جہاد خانہ بندی، پالیسی اور مزید بنانے کی جہاد، نہ کو ششیلوں کی قہر کم کی ادنیٰ اور جہنمی مودیوں اور ان کی منشرہ حالت ان میں احساسِ کمتری کا دہانہ انہوں میں مل جلانے کی طرف سے انکار نہ کہ سویم آج وہاں ہاتھ پرستی کی زبرد دار سکولوں، کالونیوں کی قیام، لغوس دنیا میں کادنیائی اور نازی ترقی کار حسان دینہ و غیرہ امور ترستا یعنی غنہ کو کہ انہوں نے شیرازہ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جاتا، وہ جیسا کہ علامہ غفر علی علیہ السلام نے بیان کیا ہے کہ ان کے خوف و ہراس اب جو کہی اور ہندی، یہودی، اور بریلی کو دور کر دیا جاتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی تحریک اس کے بخلاف یعنی اور دنیا کی بددلی کی بجائے ہوا انہیں پیدا کر رہی ہے اور آئندہ تمام ملک کو کہ اس کے صوبہ کریشے کا سامان، بیکانہ جہاد، اس لیے میں مناسب جہاد ہوں کہ مسلمانوں کو اس تحریک سے پیلوہ نہ ہنہ اور دوی صاحب کے نظریہ چرل کو نہ دیکھتے کا شوق دینا آپ حضرات کا یہ اعتقاد کہ ہم خود دوی صاحب کے اعتقادات اور شخصیات خیالات سے متاثر نہیں ہے ہم اس کا بار بار اعلان کر چکے ہیں۔ ایسا ہی ہے جیسے کہ مشرقی صاحب کے قزاقوں کے عزائمات کو تحریکِ خاندان میں دیکھا دیکھ کر اعلان کیا کہ ہم تو مسلمانوں میں جنگ اور جس جہاد تعلیم اور سپرٹ پیدا کرنا اور اس کو پیڑنا چاہتے ہیں۔ ہمارے قہار اور جہاد کی نصایف سے مسلمانوں کو کوئی بھوکا نہیں ہے۔ چھریا ایسا ہوا اور جماعتِ خاندان کیا اپنے اپنے کے عقائد و احسانات اور اس کی نصایف کی زندگیوں سے معذور رہی خود دوی صاحب کی زبان کی سن رہے ہیں۔ شیخنے اقرانِ نمبر ۴۴ ص ۱۰۹ بابت ماہِ صفر۔ بیع الاول ہجوزان

خاکسار خضر یک اور علامہ مرثیہ ۔

مترنا : جب کول خضر کی شہس کی طرف منسوب ہوگی تو وہ قبل از خبر ہوگا اور اس شخص کے عقائد اور اخلاق کا اثر مہربان قطعی طور پر پھیل چکا ہے۔ اسی وقت میں وہ نہر علی سواد جو نہایت چالاک سے نندہ اور تحریروں میں لکھے گئے ہیں اپنے شہسے عالی نہیں سمجھتے۔ میرے کلام ! اس مذکور بالا کے ہوتے ہوئے میں نہیں سمجھ سکتا کہ جناب سے شریعت ملاقات سے کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے۔ میں ایک پرانا مسلمان اور معتقد حنفی خادم مشائخ طریقت ہوں۔ آپ حضرات نے اسلام کے روشن چہرے اشیاء میں مسلمانوں کو سلف صالحین کے راستہ پر چلانا چاہا ہوں اور اس میں ان کی نجات سمجھنا ہوں۔ آپ حضرات خود دیکھ صاحب کے لئے اسلام پر مسلمانوں کو چلانا چاہتے ہیں۔ ان کی تجدید یاد دہانی اور جو کہ حضرت عبداللہ ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت تیسرا احمد شہید وغیرہ رحمہم اللہ کو بھی نصیب نہیں ہو سکی۔ وہ یہ نجات مسلمانوں کے لئے قرار دیتے ہیں۔ آپ سلف صالحین کی پیرہ حوالہ دیا بہت سے جو کہ مسلمانوں میں اس وقت سے لے کر آج تک چلتی رہی اور ان پر وقت کی ادراک اسلام بحسب شریعت تبدیلہ امن میں تبدیلہ امن سے نجات دلا دیا جاتے ہیں۔ پھر اس صوبہ ہون حیدر کیا امید ہے کہ آپ چھ پراثر دلیس گئے اور میں آپ پر کوئی اثر ڈال سکوں۔ آپ اس خضر کی طرح عرصہ دراز سے چلا رہے ہیں۔ مگر برس ہوئے بھی آپ نے دیر سے شریعت اور ان کی تکلیف گوارا نہ فرمائی۔ وہ اپنے ہی عہدہ علمائے وقت میں آگے اس کے کارکنوں سے تبادلہ خیال کر کے مسلمانوں کی بہت سی کڑواہ پر عجز و ذکر فرمایا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اتنے کس وجہ سے آپ کو اس طرف توجہ ہوئی ہے۔ بہرحال میں آپ کی توجہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ہوں مگر اس بڑے عید کے ہوئے ہوئے مجھ کو کوئی امید نادرہ معلوم نہیں ہوتی خصوصاً
جب کہ آپ کا دہرہ کا حال عام اڑسے درجہ پر آپ کو پہنچا چکا ہے تو بجز اس کے کہ
• لکھ دیں کہ وہی دین کہہ کر آپ کو تکلیف فراموشی کی رحمت سے بہکدوش
کردن اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

میں حیدر آباد کے اعلیٰ ان دیگر معزز شخصوں کی بنا پر اس طرحیہ کو پورا اندر رکھا
مخالف آپ کا وہ معروضہ نامہ جوابی و جبری والا باعث سر فرازی ہوا، اس کا بھی شکر گزار ہوں جیسے
کو پہلے والا نامہ کا شکر گزار ہوں۔

میرے محترم : مذکورہ بالا معنائیں جو کہ بہت زیادہ تشبہا ساتھ ساتھ لکھے گئے
ہیں جو بے خود بالوں میں ہیں۔ دارالافتاء کے سنا میں کا مینا ہے کہ وہ ہے اور اس کو
روکنے کا تا اجتناب حکم دیتے ہیں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ دارالافتاء دارالعلوم
دہلویہ میں ایک مستقل ادارہ ہے۔ اس کے سرپرست جناب مولانا مفتی سید مہدی
حسن صاحب ایک مقرر تجربہ کار فاضل و محقق ہیں۔ مولانا ان کے پاس نہیں چاہیں
بلکہ اس سے نہ انما مختلف آئے کہتے ہیں جو ان کے جوابات ان کو چکھنے ضروری ہوتے
ہیں۔ ترکیب اسلامی مذکورہ کے متعلق بھی جب وہ مجھے ہوئے اور مستفتوں کی بھرمار
جو مگر تو مسلم اٹھا ۱۱ اور مودودی صاحب کی تعریف کو ملاحظہ کرنا پڑا۔ ان کے پاس
ان تعائیف کا معتد ذخیرو بھی ہے۔ ان کا مفکرانہ برہم اختیار سے باہر ہے۔ اللہ
تعالیٰ اپنا فضل فرمے۔ اللہ اعلم نا الحق حقاً وارزقنا اتباعاً و ائمرنا انہ بالحق
باطلاً وارزقنا اجتناباً و زجراً

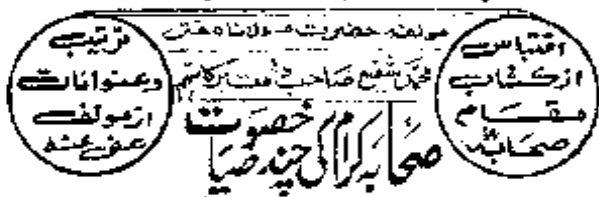
• جنگ اعلیٰ میں محمد خیر

• چوسہ

”متن“

امت مسلمہ کی صحابہ کرام کے بارے میں

چند اہم ہدایات



صحابہ کرام انہیں مقدس گروہ کا نام ہے وہ امت کے عام الشراہ و درجہ کی طرح نہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی وجہ سے ایک خاص مقام اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں۔ یہ مقام و امتیاز ان کو قرآن و سنت کی نصوص و تصریحات کا عطا کیا ہے۔ اور اسی لئے اس پر امت کا اجماع ہے۔ اسکو کمرینہ کی صحیح و سقیم روایات کے انبار میں لگ نہیں کر جاسکتا۔ اگر کوئی روایت نو خیرہ حدیث ہیں بھی ان کے اس مقام اور شان کو مجروح کرتی ہو تو وہ بھی قرآن و سنت کی نصوص صریحہ اور اجماع امت کے مقابلے میں موقوف ہوگی۔ تاہم سخی روایات کا تو کہنا ہی کیلئے ہے۔

علامہ ابن کثیر صحابہ کرام کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

عذاب ایم ہے ان لوگوں کے لئے جو ان حضرات سے یا ان میں سے
بعض سے نفرت رکھے یا ان کو برا سمجھے ایسے لوگوں کو ایمان یا شریعت سے کفر
و کفر جو ان لوگوں کو برا سمجھتے ہیں جن سے اللہ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا
”و حضرت صحابہ کرام پر اعتراض و الزام نہ کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے بغاوت ہے“۔ ترجمہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے ساتھ میں میرے
بہیمان کو مطمئن و تسخیر انشاء نہ بناؤ کیوں کہ جس شخص نے ان
سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی اور جس
سے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھا۔
اور جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھ کو ایذا پہنچائی اور جس نے
مجھے ایذا دیا اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائی اور جو اللہ کو ایذا پہنچاتا
چاہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑے گا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ جس نے صحابہ کرام
سے محبت رکھی وہ میری محبت کے ساتھ خیر رکھی اس کے دوسرے ہو سکتے
ہیں ایک یہ کہ صحابہ سے محبت رکھنا میری محبت کی عمل مست ہے۔ ان سے ہی
شخص محبت رکھ کر گناہ جس کو میری محبت کا اصل ہو۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے
ہیں کہ جو شخص میرے کسی صحابی سے محبت رکھتا ہے تو اس سے محبت رکھتا
ہوں اس طرح اس کی محبت صحابی کے ساتھ علامت اس کی کھجور کہ مجھے اس
شخص سے محبت ہے۔ یہی دو معنی ملے جیلے بعض صحابہ سے ہو سکتے ہیں کہ جو

تفصیل پاکستان ہوتی ہر ایک جو ان کے لئے سبب ایذا ہو سکتی ہو۔ کیوں کہ ان کی ایذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا ہے، بڑا ہی نصیب ہے وہ شخص جو اس معاملہ میں محقق مفکر بہ درمی کا مظاہرہ کرے اور ان میں سے کسی کے لئے الزام ڈالے۔

مرتبہ (۱) کا شرح حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم صحابہ کرام کے بارے میں یہ نصیب محقق مفکر بہادر کی شانہ بنی فرمادیتے تاہم شہرہ ان غائب ہے کہ امت اس پر نصیب کو سمجھ جائے گی کیوں کہ اس کتاب کا موضوع خود درخت خود درخت انصاف سے اس بہانہ کو رفع کیرا ہے۔

مستشرقین اور ملحدین کے اعتراضات

کاجو ابدا بیتے دیتے خود بعد منحنی ہو گئے

اس زمانے میں جن اہل قلم نے مصر اور ہندوستان میں مشاہرات صحابہ کے بعد کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا، اور اس پر کتابیں لکھی ہیں ان کے پیش نظر دراصل آج کل کے مستشرقین اور ملحدین کا دفاع اور جواب درج ہے جس کو انہوں نے سدھ کی خدمت سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ لیکن اس کو بجا جو طریقہ اختیار کیا وہ اصولاً غلط تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خود اللہ کے رام ہیں آگئے اور صابہ کو رام کے بعد اور پاکیزگی کو مجروح اور اس مقدس گورد کو بدنام کرنے کا جرم کام مستشرقین اور ملحدین نہیں کر سکتے تھے کہ حقیقت شناس مسلمان ہر حال ان کو دشمن اسلام جان کر ان پر اعلان دکرستے تھے وہ کام ان مستغنیوں کی کتابوں نے چرا کر دیا۔

اسلام میں الزام و اعتراض کے علاوہ اصول

کسی بھی شخصیت کو مجروح کرنے اور اس پر کوئی الزام ثابت کرنے کے لئے اسلام نے جرح و تعدیل کے خاص اصول مقرر فرمائے ہیں جو عقل بھی میں اور شرع بھی۔ جب تک الزامات کو جرح و تعدیل کے اس کاغذ پر نہ لایا جائے تو ثابت نہ ہوگا۔ کسی بھی شخصیت پر کوئی الزام قائم کرنا اسلام میں جرم اور ظلم ہے۔ یہاں تک کہ ہر شخصیتیں ظلم و جور میں معصوم ہیں ان پر بھی کوئی خاص الزام بغیر ثبوت و تحقیق کے نہ لگوا دینے کو اسلام میں حرام و مسترد دیا گیا ہے۔ بعض اکابر امت کے سامنے کسی نے حجاج بن یوسف ثقفی پر جس کا ظلم و جور دنیا میں معصوم و مسترد اثر ہے کوئی تہمت لگائی تو اس بزرگ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس کا ثبوت شرعی موجود ہے کہ حجاج بن یوسف نے یہ کام کیا ہے۔ ثبوت کو میٹھا نہیں نقل کرنے والے نے حجاج کو بدنام اور معصوم بالفسق ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھی کہ اس کا ثبوت کیا کرے۔ اسی مقدس بزرگ نے فرمایا کہ خوب سمجھ لو کہ حجاج اگر ظالم ہے اور اس نے تعاف اس سے ہزاروں کشتگان قہم کا انتقام لے گا۔ تو ہم نے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ حجاج پر اگر کوئی غلط تہمت لگائے گا تو میں کا بھی انتقام اس سے لیا جائے گا۔ رب العالمین کا قانون عدل اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی شخص گنہگار و فاسق بلکہ کافر بھی ہے تو اس پر جو چاہو الزام اور تہمت لگا دو اور جب اسلام کا یہ معاملہ عام افراد انسان یہاں تک کہ کفار و فجار کے ساتھ بھی ہے تو اندازہ نہ کیجئے کہ جس گروہ یا جس فرد سے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد اپنا سب کچھ ان کی مدد کے لئے قربان کیا ہو اور اپنے ایک ایک

تہم اور نیک ایک سائنس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی
تفہیل کو وظیفہ زندگی بنایا ہو جن کے مقام اخلاق اور عدل و انصاف کی
شہادتیں و شہنشاہی ہیں دی ہوں ان کے متعلق اسلام کا وہ دائرہ قضاوت
اس کو کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ ان کی مقدس ہستیوں کو بدنام کرنے اور ناپرائزات
رنگنے کی لوگوں کو کھنچ پھٹی دینے کو کسی ہی غلط سطر روایت و حرکات سے
بلا مقہور و تحقیق نہ کو بھرجو فرار سے دیا جائے۔

”بعض مسلم اہل قلم پر افسوس“

مستشرقین اور محدثین تو دشمن اسلام ہیں مگر جو ان بوجھ کر بھی اسلام کے
اس عارنامہ اور جھکا مارے اصول عدل و انصاف کو نظر انداز کریں تو ان سے کچھ
مستبعد نہیں مگر افسوس! حضرات پر ہے جو ان کی ملاقات کے لئے اس خوف میں رہتے
ہیں کہ انہوں نے ہی اس اسلامی اصول کو نظر انداز کیا ہے حضرات صحابہؓ کے
بارے میں وہی طریقہ کار اختیار کیا جس کو مستشرقین نے اپنی سوچی سمجھی تہریرات
اسلام اور اسلام کے خلاف اختیار کیا تھا کہ صرف تاریخ کے سب سے
ابر غلط سطر روایت کو موضوع تحقیق اور مدار کا درنا کر انہیں روایات اور
حکایات کی بنیاد پر حضرت سہابؓ کی شہادتوں پر الزام عائد کر دیئے۔

مستشرقین کو تو مقصد ہی یہ تھا کہ مسلمانوں کی مصروفیت میں امت مسلمہ کو
پیدا کریں۔ وہی بکر و قاعے سب گردہ نہیں تو یعنی ہی کو بھرجو غیر معتد بنا دیں۔
انہوں نے اگر قرآن و سنت کی نصیحت و روایات سے انکفیس ہند کر کے
صوفی تاریخی روایات کی پست درپوش حضرت صہبہؓ کے بارے
میں کچھ فیصلے کئے تو کوئی بعید نہیں تھا۔ افسوس! اہل قلم پر ہے جنہوں نے

اس میدان میں قدم رکھنے کے ساتھ سلام کے داوانہ اصول تنقید اور حکیمانہ جرح و تعدیل کے اصول کو فہمائیدہ ذکر کے انھیں تاریخی روایات کو مدد کا ہنایہ قرآن وحدیث کی نصو میں سرسبب تصبیغے جن بدوگوں کی تقدس ہنایت دارن دار الفاظ میں قرآن اور دین کے ساطر میں ان کے محنت و مستبر ہونے کی گواہی دی جن کے بارے میں قرآن وسنت کی کتو میں نے یہی ثابت کر دیا کہ اللہ سے کوئی گناہ یا خسرش ہرئی بھی ہے تو وہ میں پر قائم نہیں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معذور و مجرم اور مقبول ہیں جن کے بعد تاریخی روایات سے ان کو جرح و زام کائنات بن اسلام کے تو خلافت ہے ہی محقق و انصاف کے بھی خلاف ہے۔

صحیح اور عداوانہ طر عمل

امت مسلمہ کیلئے بے خطی رطیح عمل، امت کے اسلام و اخلاف صحابہ و تابعین اور بعد کے علماء امت کا جواہر نزع اور پرتل کی گیلے کو مشورت صحابہ اور امام ایک دوسرے کے خیرت پیش آنے والے واقعات میں سکوت و رکوت اسات ہی مشیوہ اسلام ہے۔ اس معام میں جمرہ رایت و حکایت منقول علیٰ قی میں ات کو تذکرہ بھی من سب نہیں۔ یہ کوئی مذہبی عقیدہ نہ میں یا تحقیق سے راہ قرار نہیں بلکہ صحیح تحقیق طہ و لا اور محتاط فیصلہ ہے۔

بعض مسلم اہل قلم کی مشاجرت صحابہ کے بارے میں عظیم لغزش

جتنے حضرات صحابہ یا میں قتال میں وجوہ شریعہ کی بنا پر پیش پیش تھے اور نزدیک اپنے آپ کو حق پر سمجھ کو مذاہب سے لڑنے پر مجبور تھے، انہوں نے میں قتال

کے وقت بھی حد وہ شرعیہ سے تجاوز نہ نہیں کیا، اور نہ تو فرو ہونے کے بعد ایک دوسرے کے متعلق ان کی روشنی بدلی گئی، اور جو کچھ لفظ صکان دوسرے فریق کے، وگرنہ ان کے ہاتھ سے پہنچا باوجودیکہ وہ شرعی وجوہ کی بنا پر تھا، پھر بھی اس پر ندامت و التوس کا اظہار کیا۔

اللہ تعالیٰ کو ان واقعات کے پیش رفتے سے پہلے ہی اس مقدس گروہ کے تلوپ ادران کے افسوس مند کا اور اپنی کوتاہیوں پر نادم و تائب ہونے کا حال معلوم تھا اس لئے پہلے ہی یہ سب کچھ معلوم ہوتے ہوئے ان سب کے راضی ہونے کا اور ان کے ابدی جنت کا اعلان قرآن میں نازل فرما رہا تھا۔ جو درحقیقت اس کا اعتدال ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے کوئی واقعی گناہ سرزد بھی ہوا ہے تو وہ اس پر قائم نہیں رہے۔ تائب ہو گئے اور ان کے نام اعمال سے اس کو محو کر دیا گیا۔ کسی تدرجیت ہے کہ اسلام کی خدمت کا کامینے والے بعض حضرات ان سب چیزوں سے آنکھیں بند کر کے مستشرقین و ملحدین کے طریقہ پر چل پڑے۔ ان حضرات کی شخصیات اور ذات پر تاریخ کی غلط مسلط اور غلط و مغلط روایات سے لڑائی لڑائیں گئے جن کو خدا تعالیٰ نے معاف کر دیا، انہوں نے ان کو معاف نہیں کیا جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ آئے سے راضی نہیں ہوئے۔

قرآن پاک کا احادیث مبارکہ کے ہر باب میں تقاضی کا مقام علامہ اسلام نے قرآن پاک کی ہر حدیث میں ہی وہ اس کی اسلامی اہمیت کی شاہد ہیں اور مسلمان ہی درحقیقت اس فن کو باقاعدہ فن بنانے والے ہیں مگر ہر فن کا ایک مقام و درجہ ہوتا ہے۔ فن تاریخ کا یہ درجہ نہیں کہ صیبرا کریم ذات و شخصیات کو قرآن و سنت کی تصویر سے صرف نظر کر کے صرف تاریخی

روایات کے آئینہ میں دیکھا جائے تو اس پر عقیدہ کی بنیاد رکھی جسے جس طرح فن طب کی کتب میں سے اشیاء کے غذائی حرام یا پاک یا پاک ٹوٹنے کے مسائل و احکام شذات کے نہیں جاسکتے اگرچہ طب کی یہ کتب ہیں اکابر علماء ہی کی تصنیف ہوں۔

تاریخی حیثیت کا کمزور پہلو

قتوں اور ہیکاموں کے حالات اور ان میں مشہور ہونے والی روایات کا جن لوگوں کو تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ شہر میں کسی جگہ کوئی ہنگامہ پیش آجائے تو اسی زمانے اور اسی شہر کے رہنے والے بڑے بڑے ثقہ لوگوں کی روایتوں کا بھروسہ نہیں رہتا کیونکہ جن شخص سے انہوں نے سنا تھا اس کو ثقہ و مستند سمجھ کر اس کی روایت بیان کر دی مگر ہوتا یہ ہے کہ اس مستند نے بھی خود واقعہ دیکھا نہیں کسی دوسرے سے سنا اور دوسروں روایت در روایت ہو کر ایک بائیکل بنے ہوئے انوار ایک معتبر علیہ روایت کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

مشاہرات صحابہ کا معاملہ اس سے الگ کیسے ہو جاتا جبکہ انہیں سبالی تحریک کے تائیدوں اور ردافض و خوارق کی سازشوں کا بڑا دخل تھا۔ اس لئے اسلامی تاریخ جن کو اکابر علماء محدثین اور دوسرے ثقہ و معتبر حضرات نے جمع فرمایا اور اصولی تاریخ کے مطابق ہر طرح کی روایات جو کسی واقعہ سے متعلق ان کو پہنچی۔ تاریخی دیانیت کے اصول پر سب کو بے کم و کاست درج کر دیا۔

تو اب سمجھ لیجئے کہ روایات کا مجموعہ کس درجہ قابل اعتبار ہو سکتا ہے

عام دنیا کے واقعات و حالات میں جو تاریخی روایات جمع کی جاتی ہیں ان میں اس طرح کے خطرات عموماً نہیں ہوتے اس لئے کتب تاریخ کا وہ حصہ جو مشاہیر و صحابہ سے متعلق ہے خواہ اس کے لکھنے والے کتنے بڑے ثقہ اور مستند علماء ہوں ان کے اعتبار کا وہ درجہ بھی ہرگز باقی نہیں رہتا جو عام تاریخی واقعات کا ہوتا ہے۔

”حضرت حسن بصریؒ تابعی کا ارشاد گرامی“

حضرت حسن بصریؒ نے ان معاملات میں جو کچھ فرمایا اگر غور کر دو تو اس کے سوا کوئی دوسری بات کہنے اور سننے کے قابل نہیں۔
 حضرت حسن بصریؒ سے قتال صحابہؓ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا اس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کرامؓ حاضر تھے اور ہم غائب۔ وہ بزرگ حالات و واقعات اور اس وقت کی مقتضیات شریعہ سے واقف تھے ہم نادان۔
 اس لئے جس چیز پر ان کا اتفاق ہوا اس میں ہم نے انکی پیروی کی اور جس چیز پر ان کا اختلاف ہوا اس میں ہم نے توقف اور سکوت اختیار کیا۔

حضرت مجاہدؒ سے اس قول کو نقل کر کے حضرت حسن کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔ اور آخر میں فرماتے ہیں کہ ہم پوری طرح جانتے ہیں کہ ان حضرات نے اجتہاد کیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے طالب تھے کیونکہ دین کے معاملہ میں یہ لوگ مہتمم نہیں تھے۔

مفتی اعظم پاکستان کی درد مندانہ گزارش

میں اس وقت اپنی عمر کے آخری ایام مختلف قسم کے امراض اور روز افزوں ضعف کی حالت میں گزار رہا ہوں۔ زندگی سے دور موت سے قریب ہوں۔ یہ وہ وقت ہے جس میں فاسق فاجر بھی توبہ کی طرف لوٹتا ہے جھوٹا آدمی سچ بولنے لگتا ہے۔ ضدی آدمی اپنی ضد چھوڑ دیتا ہے۔

گریہ شام سے تو کچھ نہ ہوا ان لمکھ اب نالہ بھر جائے
دن مجروح کی صلا ہے یہ کاش دل میں ترے اتر جائے
اس وقت کسی تصنیف و تالیف کے شوق نے مجھ سے یہ صفحات نہیں لکھوائے
بلکہ امت مسلمہ کا وہ مسویا ہوا فتنہ جس نے اپنے وقت میں ہزاروں
لاکھوں کو گمراہ کر دیا تھا۔

اس وقت ملحدین اور متشرقیوں کی گہری چال سے اس کو بھر پیار
کر کے مسلمانوں کو تباہ کرنے والے بہت سے فتنوں میں سے ایک اور نئے
فتنے کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ ملحدین اور متشرقیوں کی شرارتوں اور اسلام
دشمنی سے ہمارے عوام اور قلعہ بابت حضرات نہ سہی، شہر اعلیٰ علم و
بصیرت رکھنے والے مسلمان تو کم از کم واقف ہیں۔ ان کی باتوں سے
اتنے متاثر نہیں ہوتے مگر ہمارے ہی مسلمان، اہل قلم حضرات کی ان
کدلوں نے وہ کام پورا کر دیا جو متشرقیوں نہ کر سکتے تھے مگر خود گھٹے پر
اہل علم اور سچے ایمان مسلمانوں کے ذہنوں کو صحابہ کرامؓ کے بارے میں
منہ زبانی کر دیا اور حدود مذہب و دین سے آٹا و علوم قرآن و سنت سے۔

بے خبر نو تعلیم یافتہ نوجوانوں میں قیامت حضرت یزید کی طرح صحن و تشنہ اور
جوع و تشنگی ہونے لگی جیسے موجود زمانے کے دفتر پرست لینڈ رول پر
ہوتی ہے۔ اور یہ گمراہی کا دور ہے جسے اس کے بعد قرآن و سنت و وحید
رسالت اور رسول و نبی مجروح و ناقابل اعتبار ہو جاتے ہیں۔

اس لئے تمام مسلمانوں کو اور اپنے خویش و علیہائے طبع کی اور
خود ان حضرات متعلمین کی خیر خواہی اور نصیحت کے بندے سے یہ نصیحت
مسیحا کہتے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ قنعاں بن حنیفہ سے اور یہ حضرات
میری گزارشات کو خالی الذہن نہ ہو کر پڑھ لیں جواب دہی کی فکر نہ کریں
وہی آخرت کو راستہ رکھ کر اس پر عمل کریں کہ نجات آخرت کو راستہ
بہرہ و امت کی راہ سے الگ نہیں ہو سکتا۔

جس مداندہ میں ان حضرات کے سکوت اور کف نسان کو احمق
کیا وہ کسی بزدلی یا خوف غنائت سے آپس بلکہ عقل سلیم اور اصول
ورن کے مطابق سمجھ کر اختیار کیا۔ ان کے طریق سے الگ ہو کر محققانہ
بہادری دکھانا کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا۔ اگر اپنی کوئی غلطی واضح
ہو جائے تو آئندہ اس سے بچنے اور مسلمانوں کو بچانے کا اہتمام کریں اور
جسنا ہو سکے۔ لائق غلطی کا تدارک کریں۔ یہ بحثیں اور سوال جواب کی طرز آتی
بہت جلد ختم ہونے والی ہے اور اس کا ثواب یا عذاب باقی رہنے والی ہے۔
ما عندکم یقدر و ما عندنا یوزن

بند و شعیب دانا کارہ

حضرت مفتی اعظم پاکستان (رحمۃ اللہ علیہ) شفیع عفا اللہ عنہ

خادم دارالعلوم کراچی

ادب کا ہیستہ نہ پر آسٹان از غرض انا رک نہ

نفس کہ کریمی بد جتید و بایزید گزین جا

کسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی ایسی تعبیر دریا نہیں جو ان کے مقام رفیع کے شایان شان نہ ہو، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سورہ صفہ ہمارے سامنے ہے، اور ان فو فیہ صفت دیکھ جلیے، ایکسہ بھی لفظ ایسا نہیں ملے گا جس میں کسی نبی کی شان میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ ٹکئی کا شائبہ پایا جاتا ہو، لیکن حوالہ نامور دہی کا قلم حرم نبوت پہنچ کر بھی ادب نامہ آشنا رہتا ہے، درود و بیوی بے تکلفی سے فرماتے ہیں :-

نفس : ”موسلی علیہ السلام کی مثال اس جلیٹر کا جھ کی سی ہے، جو اپنے اقتدار کا استحکام کے بغیر بار بار پھرنے لگا پڑتا ہو، اور بچے جنگل کی بھگ کی طرح مفتوحہ علاقہ میں بغاوت پھیل جائے، اور سالور جوان القرآن ج ۱۰، ص ۱۰۰ : باب : ”حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے عہد کی : اسرائیل سوسائٹی کے عام درون سے متاثر ہو کر اور یا سے طلاق کی درخواست کی تھی“

تعلیمات حصہ دوم ص ۱۰۰ - طبع دوم

ج ۱ : ”حضرت داؤد علیہ السلام کے فعل میں خواہش نفس کا کچھ دخل تھا، اس کا حاکم ائمہ ائمہ کے نامناسب استعمال سے بھی کوئی تعلق تھا، اور وہ کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے کسی فرمانبردار کو قریب نہ رہتا تھا، ان تعلیم القرآن ج ۱۰، سورہ ص ۱۰۰ : نوح علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ و اشرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بشری کمزوری سے

مغلوب ہو جاتا ہے..... لیکن جب اللہ تعالیٰ انھیں متغلبہ
فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کی کو
محض اس نے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلیب سے پیدا ہوا ہے
محض ایک جاہلیت کا بھروسہ ہے تو وہ اپنے دل سے بچے پروا ہو کر
اس طرز فکر کی طرف پلٹ آتے ہیں جو اسلام کا مقتضا ہے ۱۷

التبیین القرآن ج ۲ ص ۲۴۲ طبع سو ۶۳ ۱۹۶۷

۸ :- سیدنا یوسف علیہ السلام کے ارشاد اجمعہ یعنی علی الخیرین
الارضین (مجھے زمین مصر کے خزانوں کا نگران مقرر کر دیجئے) کے
بارے میں فرماتے ہیں

”یہ محض وزیر مالیات کے منصب کا مطالبہ نہیں تھا ،

یہ کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ ڈکٹیٹر شپ کا مطالبہ تھا

اس کے نتیجے میں سیدنا یوسف علیہ السلام کو جو پوزیشن

حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس

وقت الہی میں موسیٰ کو حاصل ہے ۱۸ التبیان حصہ دوم ص ۱۲۷

۹ :- حضرت یونس علیہ السلام سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں

کچھ کوتاہیاں ہوئی تھیں۔ غالباً انھوں نے بے صبریہ کو قیام از وقت

اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا ۱۹ تبیین القرآن ج ۲ ص ۲۴۲ ۲۴۳

مکان ہے مولانا مودودی اور ان کے مداحوں کے نزدیک

”جلد باز فارغ“ خواہش نفس کی تباہی و بربادی کا نام مناسب

استعمال۔ ”بشری کمزوریوں سے مغلوب“ یہ قدیم جاہلیت کا شکار

گرفت اُسی جہتی ہوتے ہی وہ طاعت کے مقام بلند سے
معصیت کی پستی میں جا گریے ۔

(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۳۳)

اس عبارت سے سیدنا آدم علیہ السلام کا اسم گرامی حذف کر کے
اس کی جگہ اگر مولانا مودودی کا نام لکھ دیا جائے تو میرا اندازہ ہے کہ ان
کے حلقہ میں کبریاں بچ جائیں گی اور پاکستان میں طوفان برپا ہو جائے گا۔
اس سے ثابت ہے کہ یہ فقرہ شائستہ نہیں۔ بلکہ گستاخی اور سوء
ادب ہے۔

اسی کی ایک مثال، تہذبات المؤمنین کے حق میں موصوف کا
ایک فقرہ ہے:

”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کچھ زیادہ
چری ہو گئیں تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زبان درازی
کرنے لگی تھیں۔“

(تہذبات المؤمنین البشیر لاہور، مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۶۲ء)

مولانا موصوف نے یہ فقرہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
کے بارے میں فرمایا ہے مگر میں اس کو مضامین سے زیادہ مضاف الیہ
کے حق میں بنوہ ادب سمجھتا ہوں۔

۔ تو ظاہر ہے کہ مولانا محترم کی اہلیہ محترمہ احسان المؤمنین سے
بڑھ کر ہندوب اور شائستہ نہیں۔ نہ وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے زیادہ مقدس ہیں۔ اب اگر ان کا کوئی عقیدت مند یہ کہہ ڈالے کہ مولانا

کیا، بلکہ مولانا کے سامنے نہایت ڈراؤنی کھڑی ہیں تو مولانا اس فقرے میں اپنی خستہ اور ہلکے عزت محسوس فرماتے گئے، پس جو فقرہ خود مولانا کے حق میں گستاخی تصور کیا جاتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہمات المؤمنین کے حق میں سوء ادب کیوں کہیں؟

الفقر غرض مولانا موصوفہ کے قسم سے انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں جو دلی شہ پارے تھکے ہیں وہ سوء ادب میں — — — داخل ہیں یا نہیں؟ ان کا ایک معیار تو یہ ہیں ہے کہ اگر ایسے تقریرت خود مولانا کے حق میں سوء ادب میں شمار ہو کر ان کے عقیدت مندوں کی دین آزاری کا موجب ہو سکتے ہیں تو ان کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں بھی سوء ادب ہیں مادہ جو لوگ نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں ان کی دل آزاری کا سبب ہیں۔

دوسرا معیار یہ ہو سکتا ہے کہ آیا اردو میں جب یہ فقرے استعمال کئے جائیں تو اہل ایمان ان کا کیا مقبہم سمجھتے ہیں؟ اگر ان دونوں معیاروں پر جانچنے کے بعد یہ ملے جو جانے کے واقعی ان کلمات میں سوء ادب ہے تو مولانا کو ان پر اصرار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ان سے توبہ کرنی چاہئے، کیونکہ انبیاء کرام کے حق میں واقعی سوء ادب بھی سلب ایمان کی علامت ہے۔

⑤ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اس نیت کا سب سے مقدس گروہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ خصوصاً حضرت عثمان سے

راشدین رضی اللہ عنہم کا منصب تو انبیاء کرام علیہم السلام اور امت کے
 درمیان بزرگ کی حیثیت رکھتا ہے۔۔۔۔۔ اس لئے "تجدید و احیائے دین"
 ثقافت و ملکیت اور تفہیم القرآن وغیرہ میں خلیفہ مظلوم سیدنا عثمان ذوالنورین
 حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ، حضرت معاویہ، حضرت ابو
 موسیٰ اشعری، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عقیسہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ
 علیہم اجمعین کے بارے میں مولانا مودودی کے قلم سے جو کچھ نکلا ہے اور جس کی
 صحت پر ان کو اصرار ہے میں اسے خالص رقص و شمع سمجھتا ہوں اور مولانا
 کی ان تحریروں کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ جس طرح
 بارگاہ نبوت کے ادب نا شناس ہیں اسی طرح مقدم صحابیت کی رفعتوں
 سے بھی نا آشنا ہیں۔ کاش انہوں نے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا ایک
 ہی فقرہ یاد رکھا ہوتا۔

پیچ ولی بحر جمعہ صحابی ترسد، اولیں قرنی باں زعت شان زبیرین
 صحبت بزم البشہ علیہ دعلی، اللہ الصلوٰۃ والتسلیمات فرسیدہ
 مرتبہ اولیٰ صحابی ترسد شفعہ از عجد العربی المبارک غنی، سیدہ مرتبہ
 انہما افضل معان، پانچ ۴۲ عمر بن عبد العزیز، در جواب فرمود:
 انما الذی دخل الف فرح معان، یہ مع رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم، خود من عمر بن عبد العزیز
 مکتذا مسرۃ (مکتوبات، اقراؤل مکتوب، ۲۰۰)

توجہ، کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اولیں قرنی
 اپنی نامہ تر ملندگی شان کے باوجود چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے شرف صحبت سے مشرف نہ ہو سکے اس لئے کسی ادنیٰ صحابی

کے مرتبہ کو بھی یہ پہنچ سکے کسی شخص نے امام عبداللہ بن میرا کہتے ہیں
 دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبد العزیزؓ؟
 فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں حضرت معاویہؓ کے
 گھوڑے کی ناک میں جو عبا رد اخل جو وہ بھی عمرو بن عبد العزیزؓ کے
 گناہ بہتر ہے۔۔۔۔۔

یہاں یہ نکتہ غرضاً کر رہا ضروری ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
 کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصافحت و ملاقات کا جو شرف حاصل ہوا ہے
 پوری امت کے انماہل حسد میں کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پھر انصوبہ کیجئے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازی و روزگتیں رچی میں صی یہ کہ امام کو شرف کثرت
 کی مسافرت نصیب ہوئی کیا پوری امت کے نمازیں ملکر بھی ان دورگتوں کے
 ہم وزن ہو سکتی ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جو کسی صیابی نے
 ایک میر جو اللہ تعالیٰ کے ملائمت میں دیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
 سے انھیں شرف قبول عطا ہوا بعد کی امت اگر یہاں برابر سونا بھی قیمت کر دے
 تو کیا یہ شرف اسے حاصل ہو سکتا ہے؟ باقی تمام حسنات کو اس پر کیا اس کر سکتے
 اس شرف مصافحت سے بڑھ کر صی یہ کہ امام بنو ان و اللہ علیہم اجمعین کو یہ
 شرف حاصل ہے کہ وہ مدد رسہ نبوت کے ایسے طالب علم تھے جن کے استاد رسول اللہ صلی اللہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جن کا نصبہ تعلیم منہ اعلیٰ میں مرتبہ ہوا تھا
 جن کی تعلیم و تربیت کی سرکاری راہ و سنت و آئین آسمانی گودری تھی۔ اور جن کا امتحان
 عالم اعیانہ ہوئے لیا۔ اور جب امت کی تعلیم و تربیت کا ہر پہلو سے محتاج ہو چکا
 "و حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں رضی اللہ عنہم و عنہم اعنہ" کی ڈگری عطا فرما کر آئے
 واپس پوری انسانیت کی تعلیم و تربیت اور تلقین و رہنمائی کا منصب اُن کو تفویض

ایا، اور گھٹتھ بھرا، آخر حجت انسان کی مستدان کے لئے اترتے تھرمائی
اگر آپ خود بھریں گے تو علم ہوگا نبیہ کرام علیہم السلام کے بعد صرف صحابہ
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت تھی جس نے جن کی تعلیم و تربیت بھی دگر
ابھی کی تھی تھی اور ان کو مستغنیست بھی خود خداوند خود سے عطا فرمائی۔

موردوزی صاحب اور سچ کی آڑ

مورانا موردی کے عقیدے کی کوشش یہ ہے کہ دل پہلا دیتے ہیں کہ مولانا نے جو
کچھ لکھا ہے سچ ہے کہ حوالوں سے ثابت ہے۔ اور یہ ان کے تمام سوشل سائنس کے
اتہوں نے منتشر کر دیا اور کوچر کر کے مربوط تاریخ مرتب کر دیا۔ میں
ان کی خدمت میں یہ دیکھ کر رنج کروں گا کہ ان کا پہلا راجھد وجوہ غلط ہے۔

اگرچہ مولانا کو یہ قسم ہے کہ رشتہ رشتہ کی صداقت ہے، نہ صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین کی صحیح تصویر ہے، بلکہ یہ ہے کہ "فصل ہے جس میں مولانا کے ذاتی
تصاویر و نظریات نے رنگ آمیزی کر ہے۔ آج کل "انہ نہ لکھ رہی" کا ذوق
عام ہے، عام طبقہ فوج تارینی صداقتوں میں ذاتی دلچسپی نہیں لیتیں جس کی
رنگیں انہ لکھ رہی ہیں۔ اس لئے مولانا کی حوالاتی طبع نے صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین کو حقائق کی دنیا
میں کوئی وجہ نہیں۔ آج اگر کوئی صحابی دنیا میں موجود ہوتا تو شیخ سعدی کی
زبان میں حوالہ نام کے قسم سے یہ شکایت ضرور کرتا۔

مختصر یہ کہ گفت آن نہ شکل من است

وایسکن تمامہ رکف دشمن است

اگر مولانا کو یہ قسم ہو کہ اس میں لکھتے ہوئے تو قرآن کریم کے

صریح احادیث ————— یعنی اللہ علیہم رضوا عنہ ————— کے بعد یہ

تو مستشرقین کا کامنامہ ان سے زیادہ صحیح کہلانے کا مستحق ہے اور اگرچہ وہی مستشرقین کا طرز عمل غلط ہے تو اسی دلیل سے مولانا مودودی کا رد یہ بھی غلط ہے۔

موصوم: کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ انسان ہی تھے، فرشتے نہیں تھے وہ معصوم عین الخطاء نہیں تھے، ان سے لغزشیں اور غلطیاں کیا، بڑے بڑے گناہ ہوئے ہیں یہ کہاں کا دین و ایمان ہے کہ ان کی غلطی کو غلط ہی نہ کہا جائے۔

میں پہلے تو یہ عرض کر چکا کہ مولانا مودودی کو تو صحابہ کرامؓ کی غلطیاں چھٹپٹے کے لئے واقعی اور کلیں، ذخیرہ کا سبب اور حوث کے کی ضرورت پڑی ہے لیکن وہ اے حلام انصیب صحابہ کرامؓ کے بر ظاہر و باطن سے باخبر تھے ان کے قلب کی ایک ایک کیفیت اور ذہن کے ایک ایک خیال سے واقف تھے وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ انسان ہیں، معصوم نہیں، انھیں یہ بھی علم تھا کہ آئندہ ان سے کیا کیا لغزشیں صادر ہوں گی۔ ان تمام امور کا علم محیط رکھنے کے باوجود جب اللہ تعالیٰ نے ان کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا اعزاز عطا فرمایا تو ان کی غلطیوں کو بھی۔

وَ اِنْ تَخْطَا زَرْعًا صَوَابَ الرِّثْقِ تَوَاسَتْ

کا مستدق ہیں اس کے بعد مولانا مودودی کو ان اکابر کی خود و غیرہ وجہ سبب یہ کیا حیا حق پہنچتا ہے؟ کیا یہ خدا تعالیٰ سے صریح مقابلہ نہیں کہ وہ تو ان تمام لغزشوں کے باوجود صحابہ کرامؓ سے اپنی رضائے دائمی کا اعلان فرما رہے ہیں۔ مگر مولانا مودودی ان اکابر سے واقعی نامہ کر کے پر تیار نہیں؟

دوسری گزارش میں یہ کہوں گا کہ چلیے! فرض کر لیجئے کہ صحابہ کرامؓ سے غلطیاں ہوئی ہوں گی مگر سوال یہ ہے کہ آپ چند سو سال بعد ان اکابر کے جبرائیل کی دستاویز مرتب کر کے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کے سوا اور کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ اکابر دنیا میں موجود ہوتے تب تو آپ انھیں انکی

غلطیوں کا نوٹس دے ڈالتے، مگر جو قوم تیرا چودہ سو سال پہلے گذر چکی ہے اس کے جبر و باد و فتنہ نفس کو غلط سلسلہ حوائج سے چٹن چٹن کر جمع کرنا اور امن و ماری خلافت کا ڈھیر تو مسمے۔ بٹے لگے دینا اس کو مقصد اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے دل میں حجاب کمرہ سے جو طبعی تنقیدات ہے اسے مٹا دیا جائے۔ اور اس کی جگہ ثوب و سخا پڑے بعض و نفرت کے خشخاش اچھالے جائیں؟ میں پوچھتا چاہتا ہوں کہ آخر یہ کس عقل و دانش اور دین و ایمان کا تقاضا ہے؟

چہما چہم خلافت و ملکیت میں مولانا مودودی نے جس نازک موضوع پر قلم اٹھایا ہے اسے ہماری عقائد و کلام کی کتابوں میں ”مشاجرت صحابہؓ“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور یہ باب ایمرن کا ایسا پہلن عطر طہ ہے جو تلواریں سے تریہ تیز اور ان سے تیز باد بہار ہے۔ اس نئے سلف صالحین نے ہمیشہ یہاں پہنچا رہا ہے۔ غول پر گئے اور زبان و قلم کو سنگام ویتے کی وصیت کی ہے کیونکہ بعد کی نسلیں بھی نہیں بلکہ صحابہ کرامؓ کے زمانے کے شیخین کو گم بھی اسی فادہ میں پڑنا رہا میں دامن۔ زبان تار تار کر چکے ہیں، اکابر امت ہمیشہ ان بددلتوں کے پھیلے ہوئے ہونے کا خون کو صاف کرتے رہے ہیں۔ لیکن مولانا مودودی سلف صالحین کو نوکین و مخالف کہہ کر دھتکار رہے ہیں، ان کے ارشاد و بات کو خواہ مخواہ انہی سختیوں سے لایا ہے اور خیر معقولانہ و ملاقات و تکرار و تکرار کرتے ہیں۔ اور ان تمام غلطیوں کو جن میں ابھرتے ہیں انھیں اور حواریوں کے دینا دینا و ایمان غلط ہے یہ انتھکا سمیٹ کر نئی نسل کے سامنے ڈالتے ہیں، انصاف فرمایا ہے کہ اسے اسلام کی نصرت کہا جائے یا اسے رافضیت و خارجیت میں لے کر پھینک دیا جائے؟ اور مولانا مودودی اور ان کے معتقدین اس کا ان کے لئے بعد کیا یہ توقع رکھتے کہ ان کا حشر و اجل سنت ہی میں ہوگا، رافضیوں اور خارجوں میں نہیں ہوگا؟ میں ہزار

سوچتے ہیں اس مقدمہ کو مل نہیں کر پاتا کہ مولانا موصوف نے یہ کتنا بے
 نقی نسل کی راہنمائی کی ہے، یا انھیں بھڑکاتے ہوئے کہتے ہیں کہ
 پنجسم: سب سے بڑھ کر تکلیف دہ چیز یہ ہے کہ یہ درجہ جو سو سال کے واقعہ کی
 تحقیقات کے سے مولانا عدالت شریعہ قائم کر رہے ہیں جس کے صدر نشین وہ خود بنے
 ہیں۔ کاربھی ہو کہ اس عدالت میں صدر کی حیثیت سے لایا جاتا ہے، واقعی دیکھی
 وچھوڑتے شہادتیں لے جاتی ہیں۔ صدر عدالت خود ہی جج بھی ہے اور خود ہی دیکھ
 استغنیہ بھی، اگر سلف سماج میں کاربھی اپنے کی صفائی میں کچھ مرض معروض کر کے
 ہیں تو اسے دیکھ صفائی کی خواہ تھوڑا سا سخن سنانا ہی اور غیر مقبول تاویلات کہہ کر
 کر دیا جاتا ہے۔ — اسی طرح ایک طرفہ کاربھی کے بعد مولانا اپنی تحقیقاتی رپورٹ
 مرتب کرتے ہیں، اور اسے "خفاقت و ملوکیت کے نام سے قوم کی بارگاہ میں
 پیش کر دیتے ہیں۔ — — — — —

اس دم سے قطع نظر کہ ان "تحقیقات" میں دیانت و امانت کے نقصانوں کو
 کسی حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس سے تسبیح نظر گوشتہ و کول کی چیز و نقد میں کہاں
 تک اقیانوس طبری گئی ہے اور اس سے قطع نظر کہ نسل کے لئے عروا پست و پس مندرات
 کو واقعات و دہے میں کسی حد تک سنا کر کیا منظر ہر کہنا ہے مجھے ہا اب یہ
 عرض کرنا ہے کہ کیا مولانا کی اس خوب ساخت عدالت کو اس میں کی سماعت کا حق
 حاصل ہے، کیا یہ مقدمہ جس کی تیرہ چورہ سو سال بعد مولانا تحقیقاتی رپورٹ
 مرتب کر کے پیش ہیں ان کے دائرہ اختیار میں آتا ہے؟ کیا ان کی یہ حیثیت ہے
 کہ وہ مقدمہ سولہ، مادہ صی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کا مقدمہ میں نے جہد بایں؟
 جیسے معلوم ہو کہ مولانا کے مذکورہ حوالہ کی صحیح رہے ہیں کیا رائے ہے، مگر
 میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صحابہ کرام کے مقدمہ کی سماعت ان سے اس کی عدالت

ہی کر سکتی ہے، اور وہ یا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یا خود
 احکم بنی عیسیٰ۔ ان کے سوا ایک مولانا مودودی نہیں، امت کا کوئی فرد بھی
 اس کا جواز نہیں کہ وہ قدوسیوں کے اسی گروہ کے معاملہ میں مداخلت کرے
 صحابہ کرام کے باہمی معاملات میں آج کے کسی بڑے سے بڑے شخص کا لب کشائی
 کرنا اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ کوئی بھنگی بازار میں عدالتہ جہا کو بیٹھ
 جائے اور وہ اور کابینہ محکمت کے بارے میں اپنے لیے لاگ فیصلے دوگوں کو مسئلے
 لگے۔ ایسے سرقوں پر ہی کہا گیا ہے: **ایا نذا قدر خویش بسناس**!

شمش: یہ بات بھی خارج سمجھ لینا چاہئے کہ حضرات صحابہ کرام علیہم السلام کو
 حق تعالیٰ شانہ نے امت کے خورشید و مری اور محبوب و مشبوع کا منصب عطا فرمایا ہے
 قرآن و حدیث میں ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے و ان سے عقیدت و محبت رکھنے
 کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اور ان کی بڑائی و عیب جوئی کو ناجائز و حرام بلکہ موجب لعنت
 قرار پایا گیا ہے۔ خود مولانا مودودی کو اعتراف ہے کہ:

”صحیح بخاری کو جزا بھلا کہنے والا میرے نزدیک صرف فاسق ہی نہیں بلکہ

اس کا اکلان شقیہ ہے من: **الغضہ فی بغضہ**، **الغضہ فی الغضہ**، **ان تحضرت**

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ

بغض رکھنے کی بنا پر ان سے بغض رکھا۔ (ترجمان القرآن، اگست ۱۹۶۱ء)

جس لوگوں نے مولانا کی کتاب ”خلافت و ملکیت“ پڑھی ہے وہ شہادت دیا:

”میں نے اس میں صحابہ کرامؓ کو صاف صاف جزا بھلا کہا گیا ہے اور صحابہ کرامؓ سے

مستغنی کا بغض و نفرت بالکل عیاں ہے مثلاً ”قانون کی بالائری کا غائبہ“ کے

ترجمان مولانا مودودی لکھتے ہیں:

”الغضہ؟ ایک اور نہایت مکرر و بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع

ہوئی کہ وہ خورواہ والہ کے حکم سے ان کے گورنر خطیبوں میں برسرِ منبر
حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سبکدشتم کی پوجھا کر کے تھے جس کی مسجد
نبوی میں منبر رسول پر عینِ روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین
عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں، اور حضرت علی کی اولاد اور ان کے قریب
قرین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سننے لگے۔ کسی کے
مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق
کے بھی خلاف تھا۔ اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے
آلودہ کرنا پھر دین اور اخلاق کے لحاظ سے سخت گناہ و ناقض تھا۔

(خلافت و ملکیت صفحہ ۱۸۹)

ب: مالی نعمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و
سنت رسولیؐ کے عروج و حکم کی خلاف ورزی کی۔ کتاب اللہ
سنت کی نکتے پروردگار نے نعمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل
ہونا چاہئے اور باقی چار حصے اس فوج میں تقسیم کئے جائے چاہئیں جو
نزدائی میں شریک ہوئی ہوں لیکن حضرت معاویہؓ نے حکم و اگوال قیمت
میں سے پانچواں موزانہ کے لئے الگ نکال لیا جائے پھر باقی ماں شریعت
قاعدے سے تقسیم کیا جائے۔ (رحمہم اللہ)

ج: ثریا و بن حنیہ کا استلوق بھی حضرت معاویہؓ کے ان افعال میں سے
ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کے ایک مسلم قاعدے
کی خلاف ورزی کی۔۔۔ ایک عروج تا جائز فعل تھا: (صفحہ ۱۹۰)
حضرت معاویہؓ نے اپنی گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا اور ان کی
نہایتوں پر شرعی احکام کے مطابق کارروائی کرنے سے صاف انکار
کرنے یا دیکھنا،

مولانا مودودی کی ان عبارتوں میں سیدنا معاذیہ رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کے لئے جو کچھ لکھا ہے وہ قطعاً غلط واقعہ ہے۔ اور علحدت کریم اسکی حقیقت واضح کر چکے ہیں۔ مجھے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ جو لوگ مولانا مودودی کی بات پر ایمان لائے مولانا کی اس افسانہ طرازی کو حقیقت سمجھیں گے وہ حضرت معاذیہؓ اور اس زور کے تمام آثار و آثارِ دنیائیں سے محبت رکھیں گے۔ بغض ہوا ان کے اقتدار پر فخر کو ترک کر کے ایمان پر محبت سمجھیں گے، اور خود مولانا موصوف کے ان عبارتوں میں حضرت معاذیہؓ کو کفر سمجھنا نہیں کہا تو کیا ان کی تفسیر خوانی کو مبالغہ ہے؟ اگر میں یہ مبالغہ کر دوں کہ خود ان کی تقلید کی ہوئی حدیث کے مطابق وہ ناسل ہیں نہیں بلکہ انکا یہاں بھی مشتبہ ہے نہ تو کیا یہ گستاخی ہے؟ ہوئی ہوا ان مودودی سے مجھے تو شبہ نہیں کہ وہ اپنی اس غلطی پر کبھی یاد دہاؤں گے اگر میں یہ نہ دہاؤں کہ ان مودودی تھکا ہوں کہ اس کا انجام نہایت خطرناک ہے۔

مکتبہ اہل بیت لکھا ہے کہ شیعوں کے ایک عالم متفق صومسی نے اپنی کتاب "تجربہ الاعتقاد" کے آخر میں لکھا ہے کہ ہم نے کیا اعتقاد ہے کہ ان کا غلام احمد قادیانی کی طرح منہ کے راستے سے نبیاست نکلی رہی تھی۔ اس طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ اس چیسٹ؟ دیکھنا یہ: کوئی خوش عقیدہ عالم دہل موجود تھے، بولے:

میں بھائی ویداست یہ دو گندگی سچہ جو تو نے

کہہ در آخر تجرید مودودی تجرید کے سبب میں عدالتی تھی

حق تعالیٰ شانہ نہیں ان کا ہر کے صوبہ ادب سے غصہ فرما رہے۔ آمین

جسپ اسد مہاراجے مقدس تریہ میں گروہ یعنی احمدیہ کے اہل علم و فضل۔

کئی مولانا مودودی کی نگاہ بلند ہیں، چہاں مولانا کے سلفہ صالحین، اگر وہ مست، نقیض، و محذوین، و رطابا و صوفیا، ان کی بات کو دیکھو میں کیا کہتے ہو سکتے ہیں؟

لے مرزا غلام احمد قادیانی کی موت و بانی دینہ سے ہوئی۔ دست اور قے کی شکن میں
دو لوہے راستوں سے نبیاست نکلی ہو رہی تھی۔

تھوڑے مہینوں میں یہ حضرت کت محمد اور سترہ سو نو سو تیس ایسے اخلاف کو دیکھئے۔ اس کا بلکہ اس
اندازہ کتابوں کے ہیں تمام خبریں سننے کے ہو سکتا ہے۔

المعترض کا جواب تو اس میں کہ رسول المسیح، الکفار والمحدین، عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام
نظریہ دو قرآن پر ایک نظر، سائنس، اور اسلام، التشبیہ فی الاسلام، اصول و دعوت مسلمان
مفادات طبعیات، عالمی مذہب، عجم شیب، اسلامی آزادی، مسلمانوں پر اسلام اور مغرب
تجزیب، حدیث مسیح کا قرآنی مہیا، اجتہاد اور عقیدہ، فخری حکومت، ہدایت، الرشیدیہ
نوام العتبیہ، مفسر تہذیب، مکر علی مرآۃ الامم، مشیط الاذان فی تحقیق محمل الاذان، المہند علی المہند
یہ ہیں تمام علمی کلام اس نوادر الساعت، حاکم غلامی کے دیوانہ، مشرق کا اسلام، واقعہ اسلام
حق حکم اور تہذیب، تنویر مباحثہ فی تہذیب، انھما تہذیب العرفان فی شرح مختلف، ایمان و عقیدہ اور تہذیب
اور مسلمانوں کے فرائض، قرآن عظیم اور جبریل تعلیم۔

اور تحریک جنت اسلامیہ اور مروجہ تہذیب کی تردید میں، اعفاد المہذب، مسلمان اور جہلے عمل
مہر محمد اس میں سے خارج نہیں، مروجہ تہذیب اور عقائد کی حقیقت، ایمان و عمل، مکتوب ہدایت
مکتوب مسیح، مروجہ تہذیب، مروجہ تہذیب، مکتوب مسیح، مکتوب مسیح، مکتوب مسیح، مکتوب مسیح، مکتوب مسیح
مروجہ تہذیب، ایسا عمل نہیں، مکتوب اور مکتوب اسلامی، مکتوب اور مکتوب اسلامی، مکتوب اور مکتوب اسلامی
مکتوب عقیدہ اور مکتوب اسلامی، انھما تہذیب مکتوب، عقائد معلوم مہذب، مکتوب اور مکتوب اسلامی، مکتوب اور مکتوب اسلامی

ان کے علاوہ دیکھی بہت سی کتابیں ہیں جو اس موضوع پر علمی تہذیب پر مبنی ہیں اور انھیں
کتاب بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے بعد کی ایک کڑی ہے یہ کتاب، مکتوب حضرت شیخ زاد محمد کا ایک علمی
مکتوب ہے جس کا نام بھی لکھا ہے۔

وہ کیا اعمال اور حرکات تھے جن کی بنا پر یہ مکتوب لکھا گیا اس کی ایک تہذیب و مکتوب ہے
مکتوب علوم مہذب اور مکتوب ایک قدیم استاد جہاں مکتوب اسلامی سے متاثر ہو کر اسی کے مکتوب جہاں مکتوب
ہے۔ وہاں مکتوب مکتوب میں اس سے متاثر نہیں رہتے تھے مگر علم الاخوان اس کی منیظہ و مکتوب
نہیں کرتے تھے بلکہ اس قدر اتفاق کی بنا پر وہ مکتوب لکھا گیا کہ اس کی اہمیت تھی اور یہی تہذیب
میں کوئی تہذیب ہے۔ ان کی جانب سے مختلف کلام میں اس مکتوب کا ایک مکتوب ہے۔

مردوں کا گھر میں چاروں طرف سے گھیر کر، آپ اپنی نائیک کلائی ذات تک محدود نہیں کیونکہ غریب ہمارے ہاں
اہمیت نہیں، بہم ان کے دشمنوں کا گھڑا ہوا شہت نہیں کر سکتے۔

اسی طویل ملاقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ مولانا نے یہ کہہ کر فجر پر غلط و باطل اٹھا گیا۔
تقریبی صورت سے دیکھیں، ہرگز تحریر میں طریقیہ اپنا دیا گیا اور اس کے لیے حضرت شیخ مفتی
انہوں نے کتب کی شکل میں رہنمائی کی، مگر یہ فرسے فرسے مولانا کے چہرہ پر لکھا
وہ بیانیہ فیصلوں کی نشاندہی فرمائی، وہ جو اندازہ اپنے منہ سے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے تھے وہاں
نماز کے باوجود کہ گولی کی تجربہ خواہ برآمد نہ ہو سکا، مگر اس کا کیا متعلق اس سے کہ۔

اب جبکہ ہم رشتے مسدود ہو چکے تھے اور محبت کا سرِ نظر اپنا یا چاہتا تھا اور بے اثر ثابت ہو چکا
تھا اس لیے درود کے ذریعہ ان کے موصوف کو نظر ہر کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر کے کاغذ پر لکھی
حضرت مفتی سنی نور اللہ مدظلہ کے خطاب کو بھی خاص و عمل تھا جو اہل درود پر ہوا۔
بہر حال نگاہ کو داخلی و خارجی تہنوں سے غور و جانچنے کی خاطر مقررہ تاریخ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ مطابق
بارہ جولائی ۱۹۵۲ء بروز جمعہ شنبہ اپنے فیصلہ کو عملی جامہ پہنایا اور موصوف کو ان کے مطلق و مکرر یہ جانے کی
اطلاع کر دی گئی۔ پیر و رمضان کو موصوف نے اس کو قبول کر لیا، لیکن ان کے مطلق و مکرر یہ جانے کی

یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کے تمام زمرہ دار حضرات مدرسہ سے جتنے تعلق رکھتے تھے اسے
کو ہرگز سواد نہیں کرنا چاہتے اور سب ہی اپنے اس فیصلہ پر نہایت غلغلیہ اور بازو زنجیر تھے۔ عیسوی
کے کسی اطلاع نامہ پر ناظم صاحب کی طرف سے جمال بہت سے حسرت اندر رکھی گئیں، لیکن جو تھے
وہیں یہ بھی لکھا ہوا تھا: **وَأَنَا بِمَقَرِّكَ كَمَحْضٍ وَتَحُونٍ** یا مگر جن حالات میں فیصلہ
کیا گیا تھا، ان کی حیثیت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا کی احمدی عداوت کا سلسلہ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ سے شروع ہو گیا تھا۔
عرق النساء کی شکایت کے ساتھ ساتھ ہمارے درود و اسیر کی تکلیف بھی روز افزوں ہو رہی
تھی، بلاشبہ رشتہ زانیقہ ۱۳۷۲ھ مطابق اکیس اگست ۱۹۵۲ء سر شنبہ کی شب میں
گیارہ بجے انتقال کا غسل دینے والوں میں حضرت شیخ زار محمد بھی شامل تھے، حضرت
شیخ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی اور دہر کے وقت قبرستان حاجی شام میں تدفین

عقل میں آئے۔ احمد فاضل تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دولت کے وہ مال منہا ہر علوم کے تمامی، ساتھ ذمہ دار حضرات، بالخصوص حضرت مولانا عبداللطیف صاحب، حضرت شیخ زاد مجددہ، بعض عیادت جاتے رہے، مساجد اور مشورہ میں شریک رہے، اسی سب کے باوجود انتقال کے بعد عیب منہا ہر کی ایک معززہ اللہ با حقیقت شخصیت نے تجویز کیں کہ وقت دریافت کیا تو سنا..... ہر جس وقت جی مت کے ایک دفتر دار آدمی نے جاتے تھے، یہ کہہ کر وقت بتا دے، قلم نگار کہہ دیا کہ مولانا! کہاں ہو؟ یہ بیچارہ بیچارہ نہیں جیسے ہر کس بڑا اس ہاتھ لگاتے، مخصوص حضرات ہی اس سے بات کر سکتے تھے۔

وفات کے تیسرے روز مولوی ابوالقیث صاحب، مولانا محمد امجد علی احمد علی وغیرہ اپنے وقت ملازمت کی غرض سے آئے۔ ان حضرات کا قیام کسی درخت پر رہا۔ روانگی کے دن کشتی چارے کی دعوت حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب زاد مجددہ کے یہاں ہوئی۔

یہ سب اس مکتوب کا تاریخی پس منظر اور وجہ تالیف ہے۔

حضرت شیخ زاد مجددہ کے دوسرے سہولیات کی طرح یہ مکتوب بھی غیر مصدقہ شکل میں محفوظ تھا۔ حضرت شیخ زاد مجددہ پر اس زمانہ میں بھی اسی کی طباعت پر زور دیا گیا۔ مگر حضرت شیخ اس کی طباعت پر مامنی نہ ہوتے۔ یہ کہہ کر انکار فرماتے رہے کہ یہ تو ایک نئی مکتوب تھا جو مرحوم کے خود کرنے کے لیے لکھا گیا تھا۔ مگر نوشتہ قند یہ میں جو کہ اس کی طباعت اور عام اشاعت کا مقصد تھا، آگیا اللہ جواب نہ منتظرین کا محمد پر امراء جو کہ اس کو شائع کر دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ نام خدا اس کو طبع کیا جا رہا ہے۔

یہ مکتوب بھی تھا، معنوں کے اعتبار سے اسی میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ البتہ نظر ثانی کے موقع پر چند چیزوں کی رعایت ضروری تھی ہے۔

۱۔ کتاب میں ذکر کردہ آیات قرآنیہ، حدیث نبویہ کے مترجمے تھے، اللہ ناری کوئی تخریج و تفسیر نہ اور ان دونوں حضرات کے لیے اس کی کچھ ضرورت بھی نہیں

نہی کیونکہ ایک طرف اس قسم کے کتب پر شیخ الحدیث تھے تو دوسری طرف مکتوب الیر
شیخ التفسیر تھے۔ مگر چونکہ طباعت کے بعد یہ کتاب ہر فنون کے مکتوب میں جاسے
گی، اس لیے آیات و احادیث کا ترجمہ مستقل حواشی میں لکھ دیا گیا ہے اور اس کی تشریح
کری می تھی ہے۔ قرآنی آیات کا ترجمہ حضرت: قدس تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور احادیث
کا ترجمہ تھوڑے سے تفسیر لفظی کے ساتھ منظر ہر حق سے لیا گیا ہے۔

قرآن پاک اور احادیث نبویہ کے تراجم کتنے دن ہو رہے ہیں۔ اولیٰ کی افادیت
عزیزت سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مگر کتب سلوک کو مہینے کا بروشا شیخ رحمہ اللہ قوالے
کے تراجم میں جو ضعف و سرور محسوس ہوتا ہے وہ کہیں یاد نہیں ملتا۔ آخر تحریر بقدر اخصاص کے
تو آپ بھی قائل ہوں گے۔

(۲) موردی صاحب کی جن تالیفات کے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں ان کی اصل سے
مراجعت کر لی گئی۔

(۳) یہ مضمون مسلسل تھا کوئی عنوان کسی قسم کا اس میں نہیں تھا اس لیے نثر ثانی کے موثر
پر عنوانات قائم کر دیئے گئے۔

ایک ضروری بات یہ ہے کہ یہ مضمون تقریباً پچیس سال قبل کا لکھا ہوا ہے۔ ادھر وہ
کتا میں جن کے اقتباسات اس کتاب میں کیے گئے ہیں، ابھوئے برسے مختلف سائزوں
میں ضیع ہوئی ہوں گے اس لیے تالیف کے وقت مسدود کے سامنے جس کتاب کا جو بھی نسخہ
رہا ہے اس کی طباعت اور تصحیح کی نشاندہی کی جاتی ہے تاکہ جو حضرت: اپنے
پر اصل سے مراجعت کرنا چاہیں وہ تفسیر صفحات کی وجہ سے غلط تاثر نہ قائم کر لیں۔

(۴) تنقیحات۔ شائع کردہ مکتبہ جامعۃ اسلامی غریب خانہ گزشتہ محل جیلد ۱۰ پر۔
سہ ماہیت ۱۰ جون ۱۹۷۷ء۔

یہ تراجم حواشی پر مبنی شہادت میں کتاب کے آخر میں فیہر کی شکل سے شائع ہوتے تھے اور جہاں شہادت میں یہ تمام
حواشی اصل جگہ یعنی اس مضمون پر شائع کیے جا رہے ہیں تاکہ تاثر نہیں ہو کہ غلطی ہو۔

- ۲۴) تفسیر جامعہ اشعار شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی ہذا ہے ڈیپلارڈ پارک دی بورو۔
- ۲۵) خطبہ کتبہ - مکتبہ جماعت اسلامی جامعہ اسلامیہ پورہ چٹا کوٹ ایف۔ایم۔
- ۲۶) تفسیر جامعہ اشعار شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی پٹان کوٹ۔
- ۲۷) اسلامی عبادت پر ایک تحقیقی نظر - شائع کردہ مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند دہلی۔
- ۲۸) متحدہ قومیت - مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ہند دہلی - دالان - دہلی - ۱۹۹۰ء۔
- مقدمہ نگاہ نے اپنے قارئین کا بہت ماحول سے لیا ہے۔ اب دہلی میں سے ہوتا ہے۔ اور کتاب کے مطالعہ کے لیے موقع فراہم کرتا ہے۔

ہندہ محمد شاہد غفرلہ
نمائندہ پورہ
کیم جہاں نشانی ۱۹۹۰ء

۱) یہ تحقیقی مکتبہ سے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ کتبہ کس وقت اور کس جگہ لکھا گیا ہے اس کے بارے میں کوئی بات
۲) اسلامی عبادت پر ایک تحقیقی نظر - متحدہ قومیت - مکتبہ جماعت اسلامی ہند دہلی - دالان - دہلی - ۱۹۹۰ء۔

تقریظ

از حضرت مولانا الحاج مفتی محمود الحسن صاحب لکھنؤ بی نذویہ صدر مفتی دارالعلوم
دلیوبند و حضرت الحاج مولانا سید محمد اسعد صاحب دلی نذویہ صدر

جمعیت علماء ہند

۱۔ الحمد للہ ذکری و سلام علی و علیٰ آلہ و الصحابہ و التابعین (صطفیٰ)
الایمہ۔ برسالہ مبارکہ جماعت اسلامی۔ ایک عمدہ کتبہ حضرت اقدس کشمیری، حضرت صاحب
دست برکات محمد کی تالیف ایک خصوصاً اور مختصر خطہ پڑھنے کے و وجود الی علم در ابن و روح ہدایت
کے لیے مشعل نواہ ہے جس کی روشنی میں اس تحریک کی منہایت اپنے صوبہ خراسان
کے ساتھ بے نقاب ہو کر سامنے آجاتی ہے امید ہے اس کا وہ پہلا اور سنہارا رنگ کسی شخص
مومن کے قلب و نظر کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔

جی حضرات پر اس تحریک کے زہریلے اثرات سے واقف ہونے سے بچے
عزل مضامین کا وقت نہیں آوے اس کو اصول اسلام پر چا پچھنے کا شعور نہیں
دیکھتے یا ان کی تقریر کی غمراہ کن بیادوں کے آواز سے تھرہ الے کو اس پر مالہ کے
ذریعہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کا راستہ ہموار مل جائے گا۔

و بتوفیق ہدایت اللہ و اللہ یدہای من ینزلہ الخ سراج مستقیم

مختصر محمود غفرلہ

دارالعلوم دلیوبند، خلع ہمارے پورے

(۲۲)

احقر حضرت مفتی صاحب کرامت کا دستِ دایہ کرتا ہے مجھے خدا کی نوا سے قوی
 میسر ہے کہ حضرت شیخ مدظلہ العالی کی قیمتی تالیف اس نکتہ کو سمجھنے کے لیے اور اس
 کی غرایبوں سے مطلع ہونے کے لیے بہت کافی ہے گی۔
 حق تعالیٰ سب سے بڑا عالم سمجھوں گے یہ اس کو نافع رہے۔

محمد اسعد اللہ غفرلہ

۳ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ

مطابق ۳ جون ۱۹۶۵ء

فریاد کہ اس سلسلہ میں آپ صرف تین آدمیوں سے گفتگو کر سکتے ہیں حضرت ناظم صاحب امرت
مثنوی ناظم صاحب امرت کا ردہ کو بندہ نے ناظم صاحب سے درخواست کی کہ وہ جناب سے
تلفظ کریں گفتگو فرامیں چنانچہ سات سبب سبب الہی صحیح کو حضرت مولف نے جناب
سے کوئی گفتگو بھی فرامی جس کی تضمین و تدوین نہیں کیا گیا جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ آپ
نے اس کو بار و سمجھ کر تبدیل کرنے سے انکار فرمایا حالانکہ حضرت ناظم صاحب کے ادب
کے جو ذریعہ متعدد کے تعلقات فقہاء کے حفاظ سے لڑا تو وہ دوا و خفا ہی نہیں اور اگر
باصرف خفا بھی تو قابل قبول تھا کہ قابل رد ہوتے۔ مگر ان دونوں کی نگاہیں الہی سمیت تقدس

لئے تاہم صاحب سے ملاقات کرنا اور علاج بعد الشیخ صاحب پر موقوف حضرت اقدسی مسند پر مبنی اور اہل بیت پر مبنی
تقریبیں اور غیب پر بحثیں میں اپنے دامن پر توجہ کرنے کے لئے اور غیب پر مبنی قرآن مجید کے سب سے اعلیٰ تعلیم کا
آثار بیان کیا جس کے میں مدونہ حدیث سے سزا یافتہ و فی حضرت محمد اعلیٰ علیہ السلام اور حضرت مولانا محمد اعلیٰ
صاحب سندھویت کے مدونہ حدیث میں مذکور ہے جس کے میں بھی مرثیہ نامہ دے رہے
ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پیش میں کہ پہلی مرتبہ بخاری شریف اور ترمذی کا ذکر کیا، اس کے بعد میں جب حضرت
سیدنا و خیرین علامہ ترمذی شریف سے جا رہے تھے تو دوبارہ مستقل طور پر کے نامہ اعلیٰ بنا دئے گئے امتیاز حاصل
جاہلستانی زندگی کے ماحول و مسائل کے تحت ان امور پر مبنی مطابقت حدیث و احادیث کے ساتھ
مؤلف نے کو دست و پا اور قریب سلطان صاحب شاد میں ترمذی مبنی درویشی و فقر و غنا کے حشر و فساد

مکتبہ حضرت مولانا مفتوح محمد خان صاحب مظاہر علوم کے کہار میں یہی سے لکھے۔ اولیٰ حصہ حضرت مظاہر
علوم دینا تعلیم برائی ششہ میں لکھا جو ہے۔ اساتذہ کی نسبت میں حضرت صاحب پوری ہوں، صاحبہ اور
صاحبہ مولانا صاحبہ علی صاحبہ جیسے امیر ایشیائی ہیں ششہ میں مظاہر علوم ہیں بنی تھو، مصلح و مددگار
ہیچے۔ دیکھا، انداز کے قطعہ حوالہ و منازل سے گذار رہا ششہ میں استاد حضرت مظاہر ہیچے اور ششہ
میں دور و مددیت کے استاد آپ کے حوزہ کے کتب خانہ و اشعار سماں مدرسہ اخوات انجمن دے گھر
تیسرا حصہ لکھ لائن ششہ امیر ایشیائی ۱۹۵۵ء و مظاہر کو لکھا جو بدقت کتابت جو بنی شاہیں بنی تھو مصلح
میرا ہے۔

تکڑی مشیخت، مشابہت وغیرہ بہت سے اسباب کی بنیے موجب تھے کہ جناب اس کو قبول فرمائیے مگر حضرت عبداللہ مسعودؓ اپنی تحقیق کے خلاف حضرت عثمانؓ کے اتباع میں مفر میں یکساںے در کے چارہ گفت پھر سکتے ہیں۔ اور حضرت ائمہ شافعیؒ امام ابو حنیفہؒ کے احترام میں اپنی تحقیق کے خلاف سی رقت رفع بدین چھڑ سکتے ہیں تو جناب کو اپنی ذاتی مقررہائے کے خلاف حضرت فاطمہؓ صاحبہ کی راستے کو زنجیر وہ تمام کامیوں کے ساتھ تحقیق پر رہی ہے، چھوڑنے میں کوئی اشتکال نہیں ہوتا چاہیے خدا۔ اللہ خود آپ کو، ممول تو اس بارے میں ہم لوگوں کے بھی زیادہ شدید ہے کہ :

نصیحت میں ہی ایک حد تک اطاعت اہم کی جاسکتی ہے۔ دفعیہات مستند
اس کے بعد مجھے یہ خیال ہوا کہ زبان گفتگو میں غور کا موقع کم مناسب ہے اور مباحات جو بات زمین میں سرگورہ ہو جاتی ہے۔ اس کے خلاف شکوک سے القاب میں بھی عزم ناسیے اور ان ہی دلہ میں جیتے اس کے نہ کی عرف متوجہ ہو جاتی ہے اس لیے بہتر ہے کہ میں اپنے خیالات کو مختصر طور پر تحریر کے ذریعہ خدمت میں پیش کر دوں۔ اگرچہ تحریر میں وہ تمام پہلو نہیں آسکتے جو زبانی گفتگو میں موانع و موانع کی توضیحات میں آسکتے ہیں کہ تحریر کا لسان بہر حال تنگ ہوتا ہے لیکن کمالات اور عظمت سے عالم سے غور کا موقع اس صورت میں یقیناً زیادہ مل جاتا ہے میرے کہ سب کیسوی اور ضمیمہ کے ساتھ اس بنے رہے تحریر کو غور سے ملاحظہ فرمائیے گئے۔ اور جیسا کہ آپ کی جماعت کے ہر فرد کی طرف سے بار بار یہ غرض کی فوری دہرائے جاتے ہیں کہ ہم کیفیت پرستی سے بہت ہاں ہیں۔ ہم تو وادی میں حب کو معلوم نہیں سمجھتے۔ ہم مہر وادی صاحب کے خلاف ہر علم و ادب کو سنے اور اس پر گور کو سنے کے لیے تیار ہیں۔ ہم ادھر تعقید نہیں کرتے جو بات ان کی ہمارے گھوس رہے گی ہمارے سے بخوشی زبور کر رہی گئے وغیرہ۔

امید ہے کہ انہیں غور۔ بعد کے تحت میں اس بعد چھ پر غور کیا جاسکے گا۔
جناب کو معلوم ہے کہ ایسے مشافہ کے جرم کی وجہ سے بے پناہ مجھے مہر وادی صاحب کی کتب کو۔ کچھ زیادہ تحقیق سے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ مہر وادی صاحب سے کبھی کسی رہا میں کوئی مضمون دیکھ لیا۔ اس مہر وادی صاحب کے علاوہ میرے محترم مولانا۔ بڑا مستحسن

عمی سیان اور مودتا منصور صاحب نعمانی سے بادرہ خیالیت کی بنا پر خیر خیالیت میں نامکارہ کا
 ہینٹو سے مولوی صاحب کی کتب کے متعلق رہا وہ یہ تھا کہ قاسم وینڈرول کو اور عزتی خلیفہ کو ان
 کتب کا مطالعہ مناسب نہیں سمجھتا۔ مگر بعد ازاں اور کالج کے طلبہ کے سہجہ ان کا مطالعہ
 بہت مفید ہے جن لوگوں نے مجھ سے کئی تقریریں یا تحریریں سوال کیا یہ بھی جواب میں ان
 سے لکھا رہا اور دونوں تو رتبہ میں سے کچھ بھی بطور حجب کسی نے مشورہ اپنی ذمت سے کیے کیا
 تو جس نوع سے اس کا حقیق ہوتا تھا اس کے موافق اسی کو دیکھنے یا نہ دیکھنے کا مشورہ دیتا رہا۔
 اسی تقریر کا مضمون بندہ کے ذہن میں رہا تھا۔ ان کی تحریرات کا عمود و حیز میں ہیں۔ ایک روز
 کا فریاد مولانا نظریات جرائد کی سیاست اور تمدن میں روز افزوں ہیں۔ پہلے میرے خیال
 میں یہ تھا کہ ان کے خلاف مولوی صاحب کا قلم بہت شدت سے چلتا ہو گا اسی لیے کہ مولانا صاحب
 قلم ہیں اور ان نظریات کے پھیلا نے والے بھی ان صاحب قلم ہیں ان کے مدد کے لیے ان سے زیادہ
 زور دار قلم کی ضرورت ہے اور مولوی صاحب نے اسی شدت سے ان پر کار کیا ہو گا جس کے
 یہ مضامین مستحق ہیں۔ مگر تحریرات کے پڑھنے کے بعد مجھے اپنے اسی خیال میں کچھ سمجھے بسنا
 بڑا کہ جس شدت سے روز کے وہ مضامین مستحق تھے مولوی صاحب کا قلم ان کے خلاف
 چلتا تو ضرور ہے اور قیاساً اس وقت اس کے خلاف بہت کچھ لکھا مگر قلم کا زور بہت بڑا رہا۔
 دوسرے وہ مضامین جو بڑے سیاست باطنیوں پر تیار و تصوف اور ملاقات کی عمومی تحقیقات
 کے متعلق ہیں ان کے متعلق یہ تو مجھے معلوم تھا کہ مولوی صاحب ان کے خلاف بھی مگر میرے ذہن میں
 یہ نہیں تھا کہ ان کے خلاف جب مولوی صاحب کا قلم چلتا ہے تو وہ اسی قدر بے تاب ہو جاتا ہے کہ
 ان کے ذہن میں ہی نہیں رہتا کہ کسی کے خلاف قلم کیا رہا ہوں معلوم نہیں آپ نے بھی کبھی اس
 طرف استقامت فرمائی یا نہیں ماسی ملطرت تو میں گئے ہیں کہ آپ کی توجہ مبذول کرادوں گا۔
 اسی وقت تو مجھے یہ عرض کرنا تھا کہ بندہ کے مشورہ میں دو نوع کے کاموں کے لیے کیوں

سہجہ استقامت کے مسیج حضرت شیخ زادہ نے اپنے خوات کا بھارت کے بعض جہوں کو کہا ہے یہ تمام قلموں
 کتب و اشعار میں ملے برحق ہیں۔ ان کا مطالعہ ہر قاری کے لیے مفید ثابت ہو گا۔

فرق مراد اور ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی قسم کے عثمانیوں سے عام دہندار و عمومی طریق
علیہ توافق ہیں اور ان کو ان سے نہ نسبت نہ لگچس۔ اسی سبب سے ان کے مضامین
توالی کے لیے قدرنا تمام اہل قبل و بعد بن جاتے ہیں۔ دوسری قسم کے مضامین سے ان کو لگچس
نہی ہوتی ہے ان سے وہ متاثر بھی ہوتے ہیں اس لیے ان عثمانیوں کے مضامین سے ان
کو نفع کے بجائے کئی نوع کے نقصانات پہنچ جاتے ہیں جن میں کا اونی و دیگر اسلاف و اکابر
کی ستمی میں گستاخی ہے۔ اسی قسم کے الفاظ سے آپ بھی بے خبر ہو جائیں گے۔ مثلاً
حضرت عثمانؓ میں خلافت کی اہلیت نہ تھی، مجھے معلوم نہیں ابوحنیفہؒ
کوئی جہاک آدمی تھا یا فاسق فاجر، اسی کے متعلق جبر و زیادت نقل کی جاتی
ہیں یہی کوئی قطع نہیں۔

یہ سب کچھ دشمنانِ کائنات کب تک نقل میں دیا کرتے ہیں جو کہ وہ وغیرہ وغیرہ۔

کثیر الفتن جن کو نقل کرنا سے بھی دل زخمی تو نہ کرے۔ یہ الفاظ اب سے نہیں رہے جن کو
یہ کہہ کر ڈال دیا جاتے کہ یہ زیادت غلط ہے، میں نہیں دیکھتا کہ وہ مضمون میں کا
بخاری صاحب نے اپنے فتویٰ کے مضامین میں پر حوالہ دیا ہے آپ نے حاشیہ فرمایا ہی ہو گا۔

یہ یہ اشارہ ہے کہ ان فتویٰ کے خلاف جو مصلحانِ علوم کی جہاد و بوری میں جوتی کہ ایک سال اس عالم اور باطنی امور
کے مشہور و معروف علماء و مفتیانہ و صاحبِ بختیہ کی شاہد ہوا کہ اس سے لڑا حدیث شریف کے علماء کو بخاری شریف
دیکھا اور وہ اب تک یہ بخاری کے کتب سے بے خبر تھے۔

یہ سرانہ صیغہ اللہ صاحبِ بختیہ میں جاتے سے علوہ ہوتے تھے و مستحق توبہ و اعراض و است میں تھے کہ وہ تھا۔
اس بخاری صاحب کا عدالتی کرنا اونی بخاری میں اور صاحبِ فقہی اعظم مظہر علوم میں مفتی صاحبِ موصوف
میں مظہر علوم میں تھے کہ وہ کافر و تہذیب سے بے تعلیم شروع کی اسلئے کہ میں کا رخ ہوتے۔ اسناد و
کی قدر میں ہی حضرت بخاریؒ میں ثابت ملی صاحبِ مراد و صاحبِ اونی صاحبِ مراد و منظور و صاحب
بجیہ حضرت شامل ہیں کہ اس میں میں صاحبِ مراد و بخاریؒ میں ہیں، جب مفتی اور اسلئے میں میں
اسلئے میں ہم سے ہاتھ گئے و مدد صفر الفقہر میں میں انیس اسلئے میں میں کو جو اسلئے
راہی کے مضامین

خواب کے کسی رویہ کو دیکھتے ہوئے مرنے والا، مسعودی صاحب نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ آپ خود ہی میں معنوں کی تقریباً فرما دیں جس پر آپ نے اپنے گناہ گناہوں پر اپنے تائید کا اظہار فرماتے ہوئے خود تقریر کر کے سے غور کیا اور بعد میں موجود رہنے کو کافی نیا یا اس قرار داد پر شام کو تیار نمودار میں وہ اعلان جو ابھی معلوم نہیں کیا، صاحب ایسے پیش آئے ہیں کہ درجہ سے چارہم بن بعد خواب کو خواب نور الہی کے مکان میں جلد سے شدہ کے ساتھ اس اعلان والی تقریر کی تمہید فرمائی پھر جو کم از کم میری توقع کے داخل خلاف تھی میں یہ سمجھ رہا تھا کہ کیا کہ آپ نے ہم جمادی الاولیٰ والی طور کے میں فرما دیا ہے۔ اس اختیار میں جو آپ کی ہی جماعت کا ہے مودودی صاحب کے الہامی یہ جو ہر سے مسلک کے خلاف ہیں شہادت سے انکار فرمائیں گے۔ مگر ہوا یہ کہ آپ نے اس اعلان پر ان ہی شہادت سے تردید فرمائی جو خود آپ ہی کے مشورہ سے میری رائے کے خلاف فرمایا تھا۔ اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی، عجیب میں نے آپ جیسے ذی علم کی طرف سے یہ سنا کہ مودودی صاحب کے اجتہاد کے سلسلہ میں آپ نے ابن تیمیہ اند شاہ ولی اللہ صاحب کا تذکرہ بھی فرمایا اس کے متعلق

ملہ حضرت مولانا امجد محمد اسد شاہ صاحب زادہ، بیحد و جا حضرت ائمہ بنی قادیانی منہج موم کے ان کا کمال صاحب تہذیب و ورع اور کچھ صحیح و غلط فرمادہ دل میں سے کچھ حق سے موقوف مباح علوم کو نیک و نیک اور تہذیبی، اساتذہ کرام کا کمال علم ہر ایک سے بڑھتا ہے، مگر اس کے کاغذ ہوا۔

حضرت مولانا کی فراغت منہج سے مسلمانوں میں ہوئی حضرت ائمہ بنی قادیانی نور علیہ السلام حضرت مولانا صاحب حضرت مولانا عبد اللہ صاحب حضرت مولانا عبد اللہ صاحب لکھنوی حضرت مولانا صاحب حضرت مولانا عبد اللہ صاحب حضرت مولانا عبد اللہ صاحب آپ کے استاذ بنی مرفوریت ہیں۔ موصوف مسلمانوں میں منہج کے ساتھ ہمارے گئے انداز فکر کی تقریر ہر چھٹی پڑھی کتاب پر چھٹی پڑھی ہر کئے، جب ان کے انداز فکر میں منہج کا نام لیا گئے۔ انھوں نے لکھا تھا کہ

میں نے اس دور میں منہج کو مرنے والا دیکھا ہے، اس اعلان کا ذکر مودودی صاحب نے کیا ہے۔

اس لیے زیادہ تمہید ہو کہ میرے علم اور تجربے میں اس کتاب آپ دینی استاد میں مداح حصہ میری عقل و میزان سے کہ قرآن مجید کے تفہیمات کو آپ کی طرف سے برداشت کر رہے ہیں ان سب پر تفصیلی رائے کے لیے تو بلا اذیت چاہیے لیکن چند اصول کا اظہار میں آپ کی توجہ کو خصوصی طور پر مبذول کرنا چاہتا ہوں۔

مؤرودہ صاحب کی تفسیر بالرائے

میر کی تفسیر میں سب سے زیادہ محنت اور نظر ایک چیز مؤرودہ صاحب کی قرآن پاک کی تفسیر بالرائے ہے جس کے معلق و خیر اس کا اختراع کرتے ہیں کہ انہوں نے اس میں تفویضات کی معرفت اتفاقات کی بھی ضرورت نہیں سمجھی نہ اپنی تفسیر کی ابتداء میں لکھتے ہیں۔

”ہی میں جب چیز کی کوشش میں سے کی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کو قرآن کے قواعد و اصول پر تفسیر میں آئیں اور جو اثر میر سے قلب پر پڑتا ہے جسے تمام اہل علم و ادب قبول کرتے ہیں“

اس کے علاوہ کہ میر سے کہ مؤرودہ صاحب اس کو بہت اپنی ذات کہ جس جگہ اپنی ساری جماعت کو اسی طرح پر ملا کر چاہتے ہیں۔ وہ تعلیم کی انتظام کے مسئلہ میں لکھتے ہیں۔

”اس امر کو تعلیم کو دانا چاہیے۔ قرآن و تفسیر رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے قرآن تفسیر و حدیث کے پر اسے توجہ دینا اسے ان کے پر اسے دینے کیلئے ہونے چاہیے جو قرآن و حدیث کے مفسر کو پہنچے ہیں“

ان الفاظ کو بہت غور کر کے دیکھیں اور دیکھیں کہ دین کمال ہمارا ہے اور وہ جماعت کا ہے۔ بہتے اور تفسیر و حدیث کے ہمارے ذمہ داریوں سے بچا کر کے جاننا چاہئے۔

وہ جو یہ تعظیم ہی کے سلسلہ میں ایک اقدسے معنوں میں رکھتے ہیں۔
قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کا یہ ہے
جس نے قرآن کا یہ غرضناظر لکھ دیا ہر اور جو غرض پر نظر نہ لگا کر یہ سمجھائے اور
سمجھانے کی قیمت لکھا ہو وہ اپنے لکھوں سے انٹر میڈیٹ میں طبع کے اندر
قرآن میں کہ غرض ہی استفادہ پیدا کرے گا۔ (ترجمہات مسئلہ)

کیا اس قسم کے منامیں کو پڑھنے وقت ان احادیث کی طرف بھی تب کا ذہن منتقل نہیں ہوتا
جن میں تفسیر دہرے کی قرأت اور وہ چیز ہے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد
من قال فی القرآن سورۃً فلیتبعھا متحدداً من الذکر اور من قال فی السورات
سورۃً فلیتبعھا ففقد اخطا و تشکرت

وہ تفسیر و حدیث کے پڑانے نہ نہیںوں کے لیے تیار کرے بلکہ راستہ تیار کرے۔ (القرآن کا
برکہ و حرمت دیتے ہیں اور خواہ اس کا اعتراف ہی کرے ہیں کہ)۔
ہاں تو قرآن مجید ان متبعین و محوی تخریفات کر سنے کی نیز ان میں جو شخصیں کی ہیں
ہیں اللہ ہرگز ان میں کی تفریق نہ کرے گا۔ یہ ہے کہ کتاب اللہ کے فاضل ارشاد ہوتے
کہ اگر آپ قرآن پڑھ کر اپنے نفس کی خیر اشیاء و اپنے دوستوں کے رہنمائی سے

ملے اس واسطے معنوں کا سوال ہے۔ یہ سب اس کے لیے حدیث میں آیا ہے اور تفسیر میں
نکاح من قول فی القرآن جواباً و الحدیث: یعنی جس نے قرآن شریف میں جو عقل سے کچھ کہا
اس کو ہم سیدہ و درہ پا کا جہنم میں ڈالے۔ اس عقل سے کچھ کہا کہ سب یہ ہے کہ قرآن شریف کی
تفسیر اپنی عقل سے کرے۔ یہ روایت شریفی شریف ہے۔

نکاح من قول فی القرآن ہو ہم فقد خفنا الحدیث: یعنی یہ شخص نے قرآن پاک میں اچھ واسطے سے
کہہ لیا اور وہ صحیح ہی تھا پھر بھی اس نے خطا کی، مستغاب یہ ہے کہ اگرچہ وہ غلط ہے اس کا کہنا جو حق اور سب
حقانیت پر راستے سے خیر کیے جانے کی بنا پر وہ خطا و حکم رکھتا ہے۔ یہ روایت قرآن کی اور مردود کی ہے
اور مشکوٰۃ میں کتاب اسلم میں مذکور ہے۔

کی تفسیر کی وجہ سے تخریق و تصدیق سے انہماک سے آپ دونوں اسکا نہیں کر کے کران
کی تفسیر کران میں بہت سی جگہ جوں کا خلاف کیا گیا ہے۔ عجب
بھڑکنا ہمیں خیر نہ ہوئی۔

موردوی صاحب کے نزدیک عبادت کا مفہوم

دوسرا خیالی، اساسی اور کئی اختلاف عبادت کے مفہوم میں ہے۔ میرا خیال ہے کہ
موردوی صاحب پر عبادت کا مفہوم تب تک نہیں رہا نہ صرف یہ کہ عبادت سے خلاف ہے بلکہ دینائے
اسلام کے خلاف ہے جنہوں نے قدس علیہ السلام کے زمانہ سے کریمت تک عبادت
کا مفہوم کسی کے نزدیک بھی یہ نہیں رہا نہ موردوی صاحب جو کہ کتبہ بین اور نہ صرف انہماک سے کام
لیکھ جنہوں نے قدس علیہ السلام کے مرتبہ ارشاد انتہائی سے بھی خلاف ہے۔ اور یہ چیز ان کی تمام ایفادت
میں بہت کثرت سے پائی جاتی ہے معلوم نہیں آپ کے کبھی اس حرف التفات بھی فرمایا یا
نہیں۔ مامول سے اپنے زعمیات میں اپنے آخری معنی پر بہت زور دیا ہے اور اپنے نزدیک سے
عبادت کو غیر عبادت کے ساتھ ایسا غلط کر دیا کہ جماعت کے ذہنوں سے عبادت کا مفہوم
بالکل نکل جائے گا۔ وہ خود کہتے ہیں کہ!

”السنائی کے مغربی تصور میں عبادت کا تصور جس کے پہلو اور اعم تصور ہے
جگہ صحیح یہ ہے کہ نہ سب کا خیالی تصور عبادت ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک
نوع انسانی کے جتنے مذاہب تیار ہوئے ان میں سے ایک بھی عبادت کے
تخیل و تصور سے خالی نہیں؟“ (تقریرات ص ۱۱۱)

آپ خود خیالی فرمائیں کہ عبادت کے مفہوم کی اہمیت کو ماننے کے باوجود جب وہ عبادت
کو غیر عبادت کے ساتھ غلط کر دیں گے تو عبادت کا مفہوم اور اس کی اہمیت جماعت میں کیسے
باقی رہ سکتی ہے میری نگاہ میں یہ بہت اہم چیز ہے جب لوگوں کی نگاہ سے عبادت کا تیز اثر
متشخص رہا تب ہی تو عبادت کی اہمیت — قطعاً باقی رہے گی۔
اس بات کو غلط فرمائیں کہ عبادت کی نئی تفسیر کیا کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں!

مطابقات کے مطابق درجہ ہوتا ہے اور ان تفہیمات کا

آپ آپ میں خیال و فرائض کو ان مطابقات سے اگر حفاظت کی کوئی صورت تھی تو وہ
 قصیر و حدیث کے پاس سے ذخیروں ہی میں تھی، لیکن ان کو اب آپ دفن کرنا چاہتے ہیں اس
 کے بعد آپ خود سرچیں کہ عند اللہ و عندنا ان کس آپ پر نہ ان سب اہل حق پر تو جس کی بنا پر
 "ایسے سے سرور ہی صاحب کی تیغنا و زبان کی خود سافقت تفسیر قرآن لوگوں کے یہاں قابل
 اعتماد رہی ہے" کیا یہ ذمہ داری ناپید نہیں ہوتی کہ وہ یہاں علی رؤس الاشواق اعلان کریں کہ
 ہمارے (مذہب) سے سرور ہی صاحب کی تفسیر کو غور سے غور سے کرنے کے بعد یہاں جہاں جمہور
 اہل حق نے انہوں نے خلاف کیا ہے ان پر تنبیہ کریں اور بتائیں کہ ان مواقع میں جمہور اہل حق سے
 ان کو خلاف ہے جس طرح حضرت تھانی قدس سرہ نے در سارے اصحاب ترجمہ نذیریہ اور
 اصحاب ترجمہ مرزا حیرت تحریر فرماتے ہیں۔ ہر ترجمہ آپ خود سرچ بیچیں کہ آپ کی اجمالی تائید
 سے ان کے سب مضامین کی آپ کی طرف سے توثیق ہوتی ہے اور ان میں قرآن پاک کی آیت
 کی وہ تفسیر بھی شامل ہیں جن کی تفسیر موصوف نے جمہور کے خلاف اپنی آراء و رائے سے کیا ہے۔
 آپ حضرات کا اپنی تائید میں یہ کہہ دینا کہ ہم نے ان مضامین یا ان تفسیر کی تائید نہیں
 کی بلکہ ان کی تائید نہیں... جبکہ جماع میں بھی تقریر و تحریر سے آپ ان کی ذمہ داری کے طور پر تائید
 اور تفسیر فرماتے ہوں جو حقیقت میں توثیق و تصدیق ہے ان میں سے ان کے لکھنے میں اس کی زیادہ
 ذمہ داری آپ پر اور مولانا ابوالحسن ندوی نواز مولانا محمد حسین سے ملتا ہوتا ہے کہ سب کل علماء
 تفسیر میں آپ کا عام طور پر شائع ہے۔ آپ حضرات کی اجمالی تائید آپ کی طرف سے موصوف کی

مذہب اصح ترجمہ دہریہ۔ کوئی ناپذیر صاحب دہریہ نے قرآن پاک کے ترجمہ میں کثیر نقادانہ پراسی غلطیاں کی ہیں
 جس سے مسائل شرعیہ اور فقہیہ میں دھوکہ ہوتا ہے حضرت اقدس قادری نور اللہ صاحب نے اسے تہمیداً و کی تعمیل اور
 اصحت قرآنی تھی جو اس اصح ترجمہ دہریہ کے نام سے شائع کیا گیا۔

مذہب اصح ترجمہ دہریہ۔ حضرت خدائی کا اسی وقت پر مولانا صاحب علی بن مرزا حیرت دہریہ کے ترجمہ میں
 بہر اشد اذہن کی تصحیح قرآنی سے جدا ان کا ذمہ داریوں پر مشتمل فرمایا ہے۔

کی تفسیر کی دلالت تشریح و تفسیق ہے اور اس سے آپ دونوں انکار نہیں کر سکتے۔ ان کی تفسیر قرآن میں بہت سی جگہ مفسر کا خوف کیا گیا ہے۔ چھ
پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔

موردی صاحب کے نزدیک عبادت کا مفہوم

دوسرا فیاض، اسی دور کی اختلاف عبادت کے مفہوم میں ہے، میرزا خیال ہے کہ موردی صاحب جو عبادت کا مفہوم بتاتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ جماعت عبادت سے ملکر بنائے اسلام کے عبادت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اب تک عبادت کا مفہوم کسی کے نزدیک بھی یہ نہیں رہا جو موردی صاحب تصور کرتے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مترشح ارشادات کے بھی خلاف ہے۔ اور یہ چیز ان کی کتاب میں بھی بہت کثرت سے پائی جاتی ہے معلوم نہیں آپ نے بھی اسی طرف تغافل بھی فرمایا یا نہیں۔ انہوں نے اپنے غیبات میں اپنے امتزاجی معنی پر بہت زور دیا ہے اور اپنے زور قلم سے عبادات کو غیر عبادت کے ساتھ ایسا غلط کر دیا کہ جماعت کے نہ جنوں سے عبادات کا مفہوم بالکل نکل جائے گا۔ وہ خود کہتے ہیں کہ!

”الانسان کے ذہنی تصورات میں عبادت کا تصور سب سے پہلا اور اہم تصور ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ مذہب کی بنیادی تصور عبادت ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کلمہ نوح انسانی کے جتنے نام ہیں سب چلا ہے ان میں سے ایک بھی عبادت کے ٹیبل و تصور سے خالی نہیں؟“ (تفہیمات ص ۱۱۱)

آپ خود خیال فرمائیں کہ عبادت کے مفہوم کی اہمیت کو ماننے کے باوجود جب وہ عبادت کو غیر عبادت کے ساتھ غلط کر دیں گے تو عبادت کا مفہوم اور اس کی حیثیت جماعت میں کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ میری نگاہ میں یہ بہت اہم چیز ہے جب لوگوں کی نگاہ سے عبادات کا تیز اور تشخص جاتا ہے گا تو عبادت کی حیثیت — قطعاً جاتی رہے گی۔
مہدی کو یہ غلط فہمی کہ عبادت کی نئی تفسیر کیا کر لے میں، وہ کہتے ہیں:

”خلو کرتا ہے جو کہتا ہے کہ عبادت صرف تسبیح و تحمید اور مسجد و مینار کا ایک حصہ ہے۔ مگر یہ حال صرف اسی وقت اللہ کا عبادت گذار نہیں ہوتا جب وہ دن میں پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اللہ بارہ مہینوں میں ایک مہینہ کے روزے رکھتا ہے اور سال میں ایک وقت زکوٰۃ دیتا ہے اور ہر مہینے میں ایک بار حج کرتا ہے۔ بلکہ تصدیق ہے کہ کسی مادی زندگی بابت ہی بدست ہے۔ جب کہ وہ کاموں میں ہر کام کے فائدوں کو چھوڑ کر محال کی زندگی پر قائم ہے تو کیا وہ عبادت نہیں کرتا؟ جب وہ مصیبت میں ظلم و جور سے اور زبرد و دغا سے ہر چیز کو رکھے انصاف اور امتیازی سے کام لیتا ہے تو کیا یہ عبادت نہیں ہے۔ پس حق یہ ہے کہ اللہ کے فرائض پر چرخی اور اس کی شریعت کے اطلاق میں انسان و عین اور دنیا کا جبر کام بھی کرتا ہے وہ سراسر عبادت ہے حتیٰ کہ باتاروں میں اس کی خرید و فروخت اور اپنے اہل و عیال میں اس کی مناسرت اور اپنے خاص و عمومی امتحان میں اس کا امتحان بھی عبادت ہے۔ (تہذیبات مشرق)

فاسری نظریں یہ مضمون بہترین اور دین کی حاجت پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن آپ نے غور فرمایا کہ اس طرح عبادات کو غیر عبادات کے ساتھ خلط کر دیا گیا۔ حدیث کا ادنیٰ اسے ادنیٰ فاسد علم بھی یہ فرق ضرور سمجھنا ہوگا کہ عبادات و مصیبتات دو چیزیں ہیں جو علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مگر حدیث و فقہ اول سے لے کر مشرک سادی کی سادی اس فرق سے بہرہ نفعی کہ عبادات و مصیبتات دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ مصیبتات میں اگر حدود اللہ کی رعایت ہو اور ملحد کی رعایت نہیں۔ محض نڈرتوں کی وجہ سے ان پر عبادات کو خرچ سے ثواب مل جائے تو اس سے اور ضرور کمتر ہے اور اس کا جواب اس کی وجہ سے نصیحتیں میں ان پر نہیں کی ہیں عبادت کا بخارج اطلاق میں کر دیا گیا۔ لیکن کیا اس وجہ سے کہ ان پر بھی اجر مل جاتا ہے وہ عبادت کے مضمون میں داخل ہو جائیں گے۔ یہاں یہ ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا: ”مَنْ جَعَلَ شَاوَنَ بَيْنَ سَبِيلِ اللَّهِ فَعَدَا عَنْهُ وَمَنْ خَفَعَ عَيْنَ بَيْنَ اللَّهِ فَقَدْ شَقَّ“۔ (مشکوٰۃ)

”مَنْ جَعَلَ بَيْنَ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْجَعْلُ بَيْنَ سَبِيلِ اللَّهِ“۔ (مشکوٰۃ)

آپ ہماری کتب حدیث کو تلاش کر لیجئے، محدثین جمال کہیں حفظ قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا عنوان قائم کریں گے اس میں روزہ نماز وغیرہ کا ذکر کریں گے اور سری طاعات بھی ذکر نہ کریں گے۔ ہر جائزہ معلومات غور و خوض صلی اللہ علیہ وسلم سے فضل العالم علی العاجل کے نام سے جتنی طابعت حدیث کی کتابیں ہیں وارڈین اگر وہیں عبادت کو بھی مفہوم نہیں جس کو خط بتایا جا رہا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ سارے ارشادات بے معنی ہو جائیں گے۔ عن ابی سعید قال: یا ایہ الناس! افضل ما رسیل اللہ قال: مو من و مجاہد بنفسہ و مالہ فی سبیل اللہ قال: ثم من قال: لا حول ولا قوۃ الا باللہ فی شغب من الشعوب یعہد ربہ رزقاً فی المشرق و المغرب (مشکوٰۃ)

یہ عبادت رب کیا چیز تھی جو مجاہد کے مقابلہ میں ذکر کر لیں گے۔ ان روایات اور ان میں طابعت کو کتب احادیث سے منظر پر لیجئے اور ہر سارے مرتبہ سے عبادت کے مفہوم میں کیا چیز مذکور ہے۔ مروجی صاحب نے تحریف کی ہے، اس کو غور سے منظر پر لیجئے۔ مولوی صاحب سمجھتے ہیں۔ انہوں نے عبادت کے میں سمجھ کر حقیقی مفہوم کو مسلمان بھول گئے۔ انہوں نے چند نصوص، بعض کا نام عبادت رکھ لیا اور کچھ نہیں لکھا۔ انہوں نے اعمال کو انجام دینا عبادت ہے اور ان ہی کو انجام دے کر عبادت کا حق ادا کیا جا سکتا ہے۔ عالم تعلیم انسان فقط نفی سے عہد اور فرض و دلوں کو دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ عوام نے اپنے اوقات میں سے چند لمحے خد کی عبادت کے لیے مختص کر کے اپنی تمام اوقات کو اس سے آزاد کر لیا ہے۔ ان لوگوں کی اوقات میں سے ایک ایک دن و خد کی عبادت و خد کی عبادت کی جھوٹ بوسے قیمت کی، یہ دیکھ کر ہر شخص کو خد کی عبادت کی طرف سے ہر

سن عن ابی سعید قال: رسیل اللہ قال: افضل ما رسیل اللہ قال: مو من و مجاہد بنفسہ و مالہ فی سبیل اللہ قال: ثم من قال: لا حول ولا قوۃ الا باللہ فی شغب من الشعوب یعہد ربہ رزقاً فی المشرق و المغرب (مشکوٰۃ)

نہیں گندیں گاں کو قرآن پاک کے فہم کے لیے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں۔ اور وہ اپنی چاہست کو قرآن اعداد بیشک کے پڑھنے سے ذہنی طور سے بچا کر رہے جانا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا آپ کی نظر سے بھی ۱۰۰ دہشت نہیں گزریں جو حضورؐ سے اس سنت کی تفسیر میں عقل کی گئی ہیں کیا آپ کی نظر سے یہ حدیث نہیں گزریں: **ثابت علی اللہ علیہ وسلم قال فی ہذا الذی یشہد حوکہ**، بکھنسیہ بستان لہ واحد کا دیکھ جس کی الصلۃ۔

اور اس سے واضح الفاظ میں گفتنی روایات اس سلسلہ میں درج ہوئی ہیں لیکن موزوں مباحث گناہوں کی وجہ سے عبادت کو عبادت پر نہ ملنے سے نکال رہے ہیں۔
تعبید و احیاء تہذیب میں موزوں حد حسب نصیحت ہیں۔

کیا عبادت اسی کا نام ہے کہ کفار چار رنگ عالم میں شیطانی غمحات کے فکے بولتے ہیں اور تم خدا کی زمین اور خدا کی مخلوق کو ان سے پیسے مجموعہ کرنا چاہتے ہو؟ خدا کے رکھنے اور ذکر و شغل کرنے میں شغوک ہو جاؤ۔ مگر عبادت یہی ہے جو تم کو رہنے اور اللہ کی عبادت کا حق اس طرح اور ہوتا ہے تو علم پر کیا ہے جو عبادت تم کو داور نہ من کی حکومت و فرمانروائی دوسرے کو دے کیا واقف خدا کا وعدہ جو علم کے جو اس نے قرآن کریم میں تم سے یا تھا۔ **وَعَدَا اللَّهُ** **الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ** **وَالَّذِينَ**

اگر خدا اپنے وعدہ میں سچا ہے اور اگر یہ واقعہ ہے کہ تمہاری اسی عبادت کے جو وجود تم کو زمین کی خلافت حاصل ہے نہ تمہارے دین کو ملنے نصیب ہے۔ تو تم کو کھینچنا چاہیے کہ تم اہل تمہاری عبادت قوم عبادت گزار نہیں بلکہ تارک عبادت ہے۔

ترغیبات مراد

ثابت علی اللہ علیہ وسلم قال فی ہذا الذی یشہد حوکہ، بکھنسیہ بستان لہ واحد کا دیکھ جس کی الصلۃ اور اس سے واضح الفاظ میں گفتنی روایات اس سلسلہ میں درج ہوئی ہیں لیکن موزوں مباحث گناہوں کی وجہ سے عبادت کو عبادت پر نہ ملنے سے نکال رہے ہیں۔

اور آپ اس کی ساری عبادت سے انکار کریں۔ یہ واقعی بڑا ٹھنڈی کا نام ہے۔
 اور اس سے زیادہ عجیب بات آپ اسے تنہا سے امتداد ملے ہے اس کے ہاتھ میں
 عرض کریں گا کہ پہلے تو خود خود ہی صاحب کی ایک عبادت کا عندیہ کیجئے دیکھتے ہیں۔
 ”ہم دینی زندگی چونکہ آزمائش کی صفت ہے اس لیے نہ یہاں صاحب سے
 نہ جزائے سزا یہاں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ کسی ایک عمل کا انجام نہیں بلکہ امتحان
 کا سامان ہے اور جو تکالیف مصائب و غم و غم و غم پیش آتے ہیں وہ کسی عمل
 کی سزا نہیں۔ لہذا دنیا میں جو کچھ سارے ظاہر ہوئے ہیں وہ کسی غرضتہ یا
 کسی عمل کے نتیجے یا غلط نیک یا بد اور ذل یا اعلیٰ یا قابل ترک ہونے کا معیار
 نہیں بن سکتے۔“ (ترجمان جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۱)

اس کے بعد میں جناب سے پوچھتا ہوں کہ میں اتنا بکراہ علیٰ غیبا کریم علیہ السلام
 کو مسرت نہیں ہوں، ان کی حکومت قائم نہیں ہوئی کیا ان میں سے کوئی بھی عبادت گزار نہ تھا
 یا حضرت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صواب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی زندگی میں بالکل بھی عبادت نہیں
 کی۔ کم از کم آقا کو آپ کرنا چاہیں گے گا کہ جب تک یہاں اسلامی حکومت قائم نہ ہو کہ کوئی شخص
 بھی یہاں عبادت گزار نہیں ہو سکتا۔ اسلامی حکومت کا تو ذکر ہی کیا یہاں اصل مسلمان اور صالحین کی جماعت
 بھی عبادت گزار نہیں رہتی۔ ہم لوگوں کو تو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے نزدیک کسی شخص کو مسرت
 دینے وہ شخص اس وجہ سے ایک عبادت نہیں بلکہ ایک ایسے سے پوچھنا ہوں کہ کیا آپ کے محمد
 صاحب کے فتوے کے موافق آپ کی ساری جماعت آپ کی عبادت ہے؟

حکومت الہیہ کی حقیقت خود ہی صاحب کے الفاظ میں

اس کے ساتھ ہی اس حکومت الہیہ کی حقیقت پر خود ہی صاحب کے الفاظ میں غور فرمایا
 جس کے لیے یہ تمام قرآن و حدیث میں تحدیدات کی جارہی ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔
 ”اسلام اس سے تو دلچسپی نہیں رکھتا کہ زمین پر ایک مملکت کا عندیہ ہے یا دوسری
 مملکت کا، اس کو دلچسپی نہیں ہے کہ یہ ہے نہ مملکت انسانیت کی خارج ہے اس

فلاح کے لیے وہ اپنا ایک نظام بنائے گا۔ ایک علیحدہ ملک بنائے گا۔ اس نظریہ اور
 ملک کے خلاف جہاد میں جیسے جیسے حکومت بنے گی۔ اسلام اس کو مٹانا چاہتا
 ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کوئی قوم ہو اور کوئی ملک ہو۔ بسا اوقات اس کے نظریہ
 اور ملک کی حکومت کو توڑ کر دیا ہے۔ عالمی طور پر اس کے کاروبار اس کا جوش و خروش
 اٹھتا ہے۔ یہ تقییدات ملتی ہیں۔

اسی بلال خان کے لفظ کو ذرا غور سے دیکھ کر فرما کر آگے بڑھیں۔

اسلام کا جہاد نہ صرف جہاد نہیں ہے بلکہ جہاد کی سبیل اللہ سے اور فی سبیل اللہ کی قید
 اس کے بغیر تو وہی نہیں ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ ہے "ماہِ خدا میں اس ترجمہ سے
 لوگ غلط فہمی میں پڑ گئے ہیں یہ سمجھ بیٹھے کہ ہر مسلمان کو لوگوں کو اسلام کے خلاف ہی مخالفت
 کا پیر و بنا کر جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کیونکہ لوگوں کے دلوں میں دلوں میں دلوں کا
 کوئی مفہوم اس کے سوا نہیں رہا۔ مسلمان کی زبان میں اس کا مفہوم بہت وسیع
 ہے۔ ہر وہ کام جو اجتماعی فلاح و بہبود کے لیے کیا جائے اور اس کے رستے میں
 کا مقصد اس سے خود کو محفوظ و محفوظ رکھنا۔ خداوند کو خیر و صلاح حاصل
 کرنا ہو۔ اسلام جسے کام کو فی سبیل اللہ قرار دیتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ تہذیب
 و تہذیب میں کسی نیت سے کوئی کام کرنا یا اسلامی طور پر اس خیریت کا کوئی فائدہ
 آپ کی طرف سے کیا جائے تو یہ فی سبیل اللہ نہیں ہے اور اگر خیریت کے آپ کی نیت
 یہ ہے کہ ایک غریب انسان کی مدد کرے آپ خدا کو خیر و صلاح حاصل کریں
 تو یہ فی سبیل اللہ ہے۔ (تقییدات مسند)

جہاد کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کی قید اس کی غرض کے لیے لگائی گئی ہے اس کا
 مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص یا گروہ جب نظام حکومت میں انقلاب برپا کرنے
 اور اسلامی نظریہ کے مطابق نیا نظام بنانے کے لیے جہاد و جدوجہد کرے اٹھے
 تو اس قیام اور سرکاری میں اس کی اپنی کوئی نفسانی غرض نہ ہونی چاہیے اس کا
 مقصد یہ ہو کہ جو چاہیے کہ فیہ کو جہاد کرے اور فیہ رہے۔ اس کا تمام

قرآن میں اور ساری سنتوں کا ساتھ صرف یہ ہوتا چاہیے کہ خدا کا ان خدا کے درمیان ایک
عادل و نفع مند فی الواقع ہے اور ان کے معاذ اللہ یہ خدا کی غرض مندوں کے سوا
اور کچھ میں کو مطلوب نہ ہو۔ (تفہیمات صفحہ ۱۷۱)

جہاں تک اس منہاج اور فی سبیل اللہ کی اصل مسنویت کو متفقہاً بیان کر دیتے
تبدیل و طوالت تعاقب کی غلط فہمی سے بچنے کے لئے چاہتا ہوں جو اس نام سے کر
آ رہے۔

یہاں پوری تفصیل کا موقع نہیں متسرّعاً یہ بات آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا
ہوں کہ اسلام پر کسی نہایت توجیہ و تفسیر کی گئی ہے جس میں ایک نہ ہی عقیدہ کی
دعوت نہ تھی جس میں اور دوسرے مذہبی عقائد کی دعوت مل کر نہ تھی بلکہ حقیقت
یہ کہ یہ ایک اجتماعی انقلاب کی دعوت تھی۔ (تفہیمات صفحہ ۱۷۱)

خاص علمی حیثیت سے جب ہم ان سببب کا تجزیہ کرتے ہیں جن کو جس سے
جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کو سمجھنا غیر معمولی جاکر خود سنا لوں گے یہی دشوار ہو
گیا، تو ہمیں دو بڑی اور بنیادی غلط فہمیوں کا سراغ ملتا ہے۔ پہلی غلط فہمی یہ
ہے کہ اسلام کو ان معنی میں محض ایک مذہب سمجھ لیا جاتا ہے جس میں انفرادی سببب
بول جاتا ہے۔ دوسری غلط فہمی یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان معنی میں محض ایک قوم
سمجھ لیا جاتا ہے جس میں یہ فرقہ وارانہ مسلمان بننا ہے۔ اور جبکہ انفرادی سببب
ایک جہاد ہی کے مسئلہ کو نہیں بلکہ عمومی حیثیت سے یہ ہے۔ اسلام کے ساتھ
یہاں یہ ہے اور مسلمانوں کی فرائض میں جو اصول و ضوابط ہیں۔

مذہب کے معنی عام معنی میں ہے۔ فقہاء کے معنی ہیں اس کے درجہ اور

وچند وظائف اور عبادات اور ماحول کا مجموعہ ہوتا ہے۔
اسی طرح قوم کے معنی اس کے معنی اور کیا ہیں کہ ایک انتہائی شام
کو نام ہے جو چند بنیادی امور میں مشابہت ہوئے کی وجہ سے یا جماعت میں اور دوسرے
گروہوں سے ممتاز ہو گیا ہو۔

پس اگر اسلام ایک مذہب اور مسلمان ایک قوم ہے تو جو اس کی ساری خصوصیت جس کی بنیاد پر یہ کہنے سے انشائی العبادتہ کیا گیا ہے اس سے ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی مذہب کا اور مسلمان کسی قوم کا نام نہیں بلکہ وہ اصل اسلام ایک انقلابی نظریہ و مسلک ہے جو تمام دنیا کے انسانوں کو بدل کر اپنے نظریہ و مسلک کے مطابق تعمیر کرنا چاہتا ہے۔ (تغویات مسند)

یہ ہے اس حکومت انیسویں صدیت جس کی خاطر آپ مذہب کا مفہوم بدل کر دیا ہے، مملکت کے مذہب میں تغیر کر رہے ہیں کہ وہ ایک تحریک ہے جیسا کہ دنیا کی اور تحریکات برقی میں اسلام کو اس سے بھی غرض نہیں کہ اس کا جھنڈا کون اٹھا کر چلے۔ جو بھی زندہ عالم کے لیے اس کا جھنڈا اٹھائے وہی حکومت الہیہ ہے وہی اسلام ہے اسی سے اسلام کسی مذہب کا نام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ضروری صاحب کے ان الفاظ کو بھی پڑھ لیجیے۔

جب تک اجتماعی زندگی میں تغیر واقع نہ ہو کسی مصنوعی مذہب سے نظام حکومت میں کوئی مستقل تغیر پیدا نہیں کیا جاسکتا۔ عمر بن عبد العزیز جیسا فرمانروا جس کی پشت پر ابیوسف و تابعین کی ایک بڑی جماعت تھی اسی معاہدہ میں قطعاً ناکام ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہر ماسی بحیثیت مجردی اس اصلاح کے لیے تیار نہ تھی۔ محمد تعلق اولیٰ الخیر سے ملے طاقتور بادشاہ اس شخص کی سکھ دیا جو نظام حکومت میں کوئی تغیر نہ کر سکے، ان کے ارشید جیسا باجبریت حکمران نظام حکومت میں نہیں صرف اس کو اور ہر ایک شکل میں خفیت ہی تبدیل کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس میں بھی ناکام ہوا۔ یہ اس وقت کا حال ہے جب کہ ایک شخص کی طاقت بہت کم کر رہی تھی۔

(ترجمانِ محرم سنہ ۱۲۸۵ھ)

میں یہ سمجھنے سے بالکل قاصر کہ میں تو اذکر آپ عظمت ہر وقت گھومتے ہیں مگر وہ زمانہ میں وہ خیالی بادشاہ کے سوا وہ کیا چیز رہ سکتی؟ جب کہ خیر الخیر میں حضرت عمر بن عبد العزیز بھی باوجود پانچ سو بیشت پرتابیں و تبع تابعین کی جماعت تھی اس میں قطعاً ناکام ہو چکے ہیں۔ مگر اس سائن بورڈ کو سامنے رکھ کر کہیں مذہب اسلام کو مستحکم کیا جاوے؟ کہ اب مذہب کا وہ تصور ہیج رہا جو ہمیشہ سے ہوتا

چنانکہ یہ عبادات کی وہ حقیقت رہی جو حضور قدسی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یا صحابہ کرامؓ اور اسی زمانہ سے لے کر بہت کچھ عبادی حالت محمدیہؐ سے سمجھی۔ اسی وجہ سے مودودی صاحب کو سناٹا لگا کہ تمارے پرنظر آئے سے معلوم تو ہوتا ہے کہ کتاب تک کوئی مجدد کا عمل پسند نہیں ہوا ہے۔ قریب تھا کہ عمر بن عبد العزیزؒ اسی منصب پر فائز ہو جاتے۔ مگر یہ کامیاب نہ ہو سکے۔ (ترجمان شمال مشرق ص ۴۹)

واقعہ ایسا مجدد اب تک کہاں پیدا ہوا ہوگا جس نے دین کی مادی اصطلاحات کو نیتاً ہی پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توارشاد ہے کہ میری امت میں ہر صدی کے شروع میں مجدد ہوگا اور اس زمانہ کو مودودی صاحب بھی غیر سے زور سے قبول کرتے ہیں اس لیے کہ اسی وقت مال کو ایک محدود بنی ہوئی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے لیکن یہ انشاء تیرہ صدی تک بچے معنی اسی رہا کہ کوئی کامل مجدد پیدا نہ ہو۔

میں نے عبادات کے شعلی صرف دو چار عبادتوں پر مثال کے طور سے تنبیہ کی ہے۔ آپ کی نظر میں تو انشاء اللہ سارا مزید ہے جس میں مجاہد عبادات کے مفہوم کو واضح کیا ہے اور اسی صریح شدہ ذہنیت کو اسلام کی روشنی بتایا جاتا ہے۔ مودودی صاحب کہتے ہیں۔

اور یہی جماعت ہم ایک نہایت تحلیل جماعت کے سوا مشرق سے یا مغرب سے ایک عام مسئلوں میں دو کچھ سے جس خواہ وہ ان پر جو عوام ہوں یا دستار بند لڑکا یا خرقہ پوش شاعر، یا کالچول اور غیر مستثنیوں کے تعلیم یافتہ حضرات ان سب کے خیالات اور طور طریقے ایک دوسرے سے بد جماعتوں میں مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے نا الف ہونے میں سب یکساں ہیں۔

(تفہیمات ص ۳۲)

ان سب عبادات میں جن کی طرف بندہ نے جناب کی توجہ مبذول کرائی ہے غور فرمائیں۔ کیا یہ عبادات کے مفہوم میں مترشح تعریف نہیں ہے۔ یہ توجہ کہ ان عبادات کا مفہوم یہ ہے کہ شخص کو عبادت نہ سمجھا جائے قطع نفاس کے کہ یہ بھی غلط ہے خود مودودی صاحب اس سے بھی

لگے بڑھ کر ان کو بھارت ہی نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ا۔

جو شخص دنیاوی کام کے معاملات سے الگ ہو کر ایک گوشہ میں جا بیٹھتا ہے اور اپنا سارا وقت نمازیں پڑھنے میں صرف کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جسے آپ اپنے باغ کی بھوئی کے لیے قرار کر دیں مگر وہ باغ کو اور کسی کام کا رخ کو چھوڑ کر آپ کے سامنے ہر وقت ہاتھ بانٹے کھڑا ہے معج سے شرم ہو کر اس سے نہیں ہلکا تاہم پھر تانہ ہے اور باغبانی کے متعلق جو چیزیں آپ نے سنتی ہیں ان کو غایت خوش الحانی اور ترقی کے ساتھ پس پڑھتا رہے۔ ان کے مطابق باغ کی اصلاح دینی کے لیے کام کرنا کر کے دے۔ ایسے کاموں کے متعلق جو کچھ آپ بتائیں گے وہی براستے اسلام کی ہی ایسے عبادت گزاروں کے متعلق ہے اور جو بڑا قدامت پسند کے عبادت کرنے والوں کے ساتھ خود بھی کرے گا۔ جو عبادت پر یہ تحقیق نہ کرے

آپ کی غور و تامل سے یہ مثال ہی وقت صحیح ہو سکتی ہے جب کہ باغ بانہ سے کھڑے رہنا معج سے شرم آتا ہے پھر اس کو فراموشی نہ ہو۔ اگرچہ صحیح ہو لیکن اس کے اجزاء ہیں تو بظہر موردی صاحب کی مثال بالکل غلط ہے۔ آپ اسلام کے ان خاصہ کوٹھنیوں کا جو رہنا کو موردی صاحب ان کی مثال کو کسی طرح بھی چھٹا ہوتا نہیں کر سکتے۔ مگر یہ بات کہ حق تعالیٰ شانہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ اس کے متعلق متفق تو یہ ہے کہ وہی امام خدائی جن کے قول سے موردی صاحب اجتہاد میں استقلال کرتے ہیں اسی اجتہاد میں جس سے موردی صاحب نے بھی حق کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ آخرت کا وہ کہنے والوں کی چیز نہیں ہے۔

عابد عالم، متعلم، واپس، خیریت، موصوف، مستغرق بالواحد۔

ان میں سے پہلی قسم دیکھی ہے۔ یہ ہے جس کو موردی صاحب گریں دینی قرار دیتے ہیں۔ یہ امام خدائی کے قریبی ہیں کہ وہ دوسرے جو عبادت کے لیے غافل ہو گیا ہو۔ اس کے سوا کوئی دوسرا شخص نہ ہو ان کی عبادت کے وظائف غفلت ہوتے ہیں بعض کے اکثر

اوقات نماز میں خرچ ہوتے ہیں۔ بعض کے تلاوت میں بعض کے تسبیحات ہیں صحابہ کرامؓ
 رضی اللہ عنہم جہاں میں وہ لوگ بھی تھے جن کا معمولی بارہ ہزار تسبیح روزانہ کا تھا اور وہ بھی سترہ
 جن کا معمولی تیس ہزار روزانہ کا تھا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ میں وہ حضرات بھی تھے جن کا معمولی
 روزانہ تین سو رکعات نوافل پڑھنے کا تھا اور وہ بھی تھے جن کا چھ سو رکعات اور ایک ہزار
 رکعات روزانہ کا تھا ان حضرات کے معمولات میں کم سے کم تو مفرد رکعت کی گئی وہ سو رکعات
 روزانہ کی گئی تھی۔ اسی طرح قرآن پاک کے بارے میں بھی ان حضرات سے ایک کو مہینہ
 روزانہ بھی نقل کیا گیا ہے اور قرآن مجید روزانہ بھی۔ (راہلہ ص ۱۰۰ جلد نمبر ۱)

حق تعالیٰ شانہ ان حضرات کے ساتھ وہی معاملہ فرماتے گا جو مودودی صاحب کی دی
 ہوئی مثال میں تالاق نو کروں گے ساتھ کیا جاتا ہے۔ میں اس کے تعلق کیا کہوں۔ آپ
 ہی بتائیں؟

گوشتہ شینی اور خلوت | گوشتہ خلوت میں بیٹھنے کے متعلق مودودی صاحب اپنے سارے
 اثر و بچر میں جتنی بھی جاسے فضیلتاں اُتراہیں لیکن قرآن پاک
 میں قَدْ اَرَبْنَا الْغَيْبَ عَنْ عَيْنِكَ وَنَبِّئُكَ بِالْوَقْعِ الَّذِي فِيهِ تُصَلِّیْ اسی کو مرتب فرمایا ہے۔
 اور حضرت مزمل علی نبیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت مقبول میں دس برس تک گریباں گزارنے
 کے بعد ہی ملے۔ اور اس کو تو نہایت رنج کا کچھ بھر بھی جانا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
 نبوت گوشتہ شنی میں ہی مل گئی تھی اور یہی نہیں بلکہ ہجرت کے بعد تک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس گوشتہ شنی میں جا کر بیٹھنے کو ترک نہیں فرمایا حضرت عائشہؓ کی حدیث کا قَدْ اَرَبْنَا الْغَيْبَ

لے قَدْ اَرَبْنَا الْغَيْبَ بے شک لکھا ہے یہ پوری آیت شریفہ ترجمہ یہ ہے کہ جب تیرے دل سے اُم ہو گئے جو لوگوں کے
 عبادوں سے بھی گمراہی کے لئے تھے تو تم کو ظاہر چلا کر نہ دے گا کہ تم پر کیا عذاب پہنچتا ہے اور اس کا رد کیا دے دے
 کہ تم میں کھپائی کا سامان درست کرو گے گا۔ م۔ و سبیل اذی وکوع نمبر ۱۱۱ ترجمہ از حضرت اقدس نقوی
 ثلثہ کو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از انی بطلت علیہ الفتویٰ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 انہما نبوت سے کے بعد بھی تنہا کی غرض سے ان ایڈوں اور پالیوں پر قرآن پڑھتا تھا اور کھڑے تھے۔

منوالقصیبہ وسلم پیدا اللہ طیفانہ شلیع۔ ہجرت کے بعد ہی کا مہمرا ہے اور ہر قوم
محمود بنو شایہ کرم سے ہی پاک ذات بر سے نقل کر دی۔

بوجیب سب مندرجی غنم فی لاس شغلیہ درجیل یوزان بالصلوۃ و
یصلی فیقول اللہ انھو العبدی ہذا ایذت و یلقیم بالصلوۃ و یصلی و یغاث
مافی قد غصرت لعبدی و اوحثلہ العبدی و ایزد و اوزنہ فی کذا و جہ الفیض
موزد و صاحب من نوکر کرتا بھی ملاقی ہوا اس سے بھی آگے سمجھیں مگر میں نوکر کا
اس سے لاف می ہے وہ اس بہن لاف می نہیں کہ تو نے بارگاہ کی کیا رکھوالی کی حضور پاک کا ارشاد ہے
یہ شاک ان کیوں خبر حال مساحہ غنم یتبعہ ہوا شعث العیال و سواۃ
الغیر یفر بہ ہنہ من الفان کرۃ فی شکوفا من البخاری

یہ کوئی نہ بن ہے جس کے محمود رکھنے کے لیے آدمی لوگوں سے جہاں کر پھر فکری چول پر
جارا ہے حیدر مصفاہ میں رہنے کے معنی تو ایسا ہی علت کیوں گئے جیسے یہ شیت کی
حفت علت کے دیگر پہلو کی چول پر ہیکس کی ہوا منت کرے کہ جسے ہمارے ہر جے خدا تو وہاں
سے کا نہیں کی حضور علی السوالیہ کرم سے اذ ابقیت فی حدالہ من ماسین سوز
بہناک و قدوت علیک بیت لک و خذ ما تعرف و دہ ما تشک و عیب با صر خاصہ

اللہ یعجب سب من لاف می آیہ سب ہی بھول لاف می سے دوسے پر تعجب کرتا ہے جہاں
کی جہاں پر کہ کر لاف می اور غنم پر قاتلہ پس اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا
ہیں کہ دیکھو میرے اس بندے کو کہ خدا کی ہے امانت کہ جسے لازم ہے خطا ہے اور جو سے لاف می ہے
میرے اپنے بندہ کی تعریف کر دی اور میں کو بہت من لاف می کروں۔

شاید پریشانی ان کیوں خیر مال المسلم لاف می اگر میں غنم پر کرم لاف می سے کہ وہ ہر فریب سے جب کہ
میں کا سببوں لاف می ہوئی گی وہ ان کو یہاں کی جہاں کی جگہ سے جانتے لاف می کے دورے پہنچا دیتا
کہ سے ہوا اپنے دن کو محمود رکھنے کی نیت سے جہاں کر ہوا ہر جے گئے۔ (ازہ و ابغی)

شاید کہ لاف می سبب ہوتے

کی ظاہری شکلوں کا نام عبادت رکھ دیا ہے اور عیب کوئی شخص ان
شکلوں کے ساتھ ان افعال کو ادا کرتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ اس نے خدا
کی عبادت کر دی۔

لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جس عبادت کے لیے آپ کو
پیدا کیا ہے اور جس کا آپ کو حکم دیا ہے وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔
(خطبات ص ۷۷)

کیا واقعی ان میں سے کوئی چیز بھائے خود عبادت نہیں۔ ہم لوگ تو اس تک ان کو
عبادات ہی سمجھتے رہے۔

(۱۰) آپ نے ہمیں سکے کہ یہ نماز، روزہ، اور حج وغیرہ کیا چیزیں ہیں اس کا جواب
یہ ہے کہ دراصل یہ عبادتیں جو اللہ نے فرض کی ہیں ان کا مقصد آپ کو اس
بڑی عبادت کے لیے تیار کرنا ہے جو آپ کو زندگی میں ہر وقت ہر حال
میں ادا کرنی چاہیے۔ ان سب عبادتوں کو ادا کرنے کے بعد اگر آپ اس
قابل ہو گئے کہ آپ کی ساری زندگی عبادت بن جائے تو بانی خدا آپ کی نماز
نماز ہے، روزہ روزہ ہے، زکوٰۃ زکوٰۃ ہے، اور حج حج ہے۔ لیکن
اگر یہ مقصد پورا نہ ہوا تو شخص مکہ اور مسجد کو گئے اور مسجد اور پیاس
کے ساتھ دن گزارنے اور حج کی رسمیں ادا کرنے اور زکوٰۃ کی رقمیں ادا کرنے
سے کچھ حاصل نہیں۔ (خطبات ص ۷۷)

(۱۱) کاش میں آپ کی اہل میں ہوں تو سنا مگر میں کیا کروں کہ جو کچھ میں جانتا
ہوں اس کے خلاف نہیں کہہ سکتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں حالت
میں آپ اس وقت ہیں اس میں پانچ وقت کی نمازوں کے ساتھ نہیں
اشراق اور شبست جی آپ پڑھتے ہیں اور پانچ پانچ گھنٹہ روزانہ قرآن
جی پڑھیں اور رضائی شریف کے علاوہ سارے پانچ مہینوں کے مزید
روزے جی رکھ لیا کریں تب جی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (خطبات ص ۷۷)

(۵) میں پہلے ہی بار آپ سے بیان کر چکا ہوں۔ سب سے بڑی غلطی یہی ہے کہ آپ نے نماز روزے کے ارکان اور ان کی ظاہری صورتوں کو حاصل عبادت سمجھ رکھا ہے اور آپ ایسے تینال خام میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ جس نے یہ ارکان پوری طرح ادا کر دیئے انہی نے بس اللہ کی عبادت کر دی (خطبات ص ۱۶۱)

(۶) آپ کے ذہن میں عبادت کا مفہوم اور مطلب ہی غلط ہو گیا۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ محنت سے نہ کر مغرب تک کچھ نہ کھاتے نہ پیئیں گے نام روزہ ہے اور بس یہی عبادت ہے لیکن آپ یہ نہیں جانتے کہ یہ جیسا پیسا رہنا اصل عبادت نہیں بلکہ عبادت کی صورت ہے۔ (خطبات ص ۱۶۲)

(۷) یہ نماز روزہ اور حج اور زکوٰۃ اسی دراصل اسی تہا کی اور تربیت کے لیے ہیں جس طرح تمام دنیا کی مسطقتیں اپنی فوج پر بس اللہ کی سروس کے لیے آدمیوں کو پہلے خاص قسم کی تربیت دیتے ہیں پھر ان سے کام لیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کا دین اسلام بھی ان تمام آدمیوں کو جو اس کی خدمت میں جھرتی ہوں پہلے خاص طریقے سے تربیت دیتا ہے پھر ان سے جہاد اور حکومت الہی کی خدمت لینا چاہتا ہے۔ (خطبات ص ۱۶۳)

(۸) عجائبر! اب تجھے امید ہے کہ تم نے اپنی طرح سمجھ لیا ہو گا کہ یہ نماز روزہ اور حج اور زکوٰۃ کس طرح کے لیے ہیں۔ تم اب تک یہ سمجھتے رہے ہو اور ہرگز سے تم کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہ کھا گیا کہ یہ عبادتیں محض پوجا پاٹ کی قسم کی چیز ہیں، تمہیں یہ بتایا ہی نہیں گیا کہ یہ ایک بڑی خدمت کی تیزی کے لیے ہیں۔ (خطبات ص ۱۶۴)

(۹) اسلامی تحریک کی راہ میں دوسری رکاوٹ وہ حائل اور بے مدح مذہبیت ہے جس کو آج کل اسلام سمجھا جا رہا ہے۔ اس غلط مذہبیت کا پہلا بنیادی نقص یہ ہے کہ اس کی عبادات محض پوجا پاٹ بنا کر رکھ دی گئیں حالانکہ

ابو سید خدریؓ کی شہادت ہے عرض کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **افعلوا ما ترون** اور جو چیز یہ بخیر اور برے دو صورتوں میں ہے ہر سب سے کسو بڑھ کر سوا کر نہیں سیکر کہ اپنے حسب کی ایادت کرتا ہے۔

یہ مختصر طور پر چند احادیث کی عبارت میں ہے آپ کی توجہ مبذول فرمائی ہے ان کے علل و معلول صریح طور پر کم از کم جناب کو تو اس سے انکار نہ ہوگا کہ قرآن پاک اور عبادت میں ارکان خمسہ پر متنازعہ اور دیا گیا ہے آسمان کے علاوہ کسی اور چیز پر نہیں دیا گیا۔ یہی حالت میں ان کے علاوہ کسی اور چیز پر بھی صریح زور دینا جس سے انسانی اہمیت کم ہوتی ہو یا غیر مقصود اور دوسری چیز مقصود ہے حاکمی ہو یا ان کو تو اعلیٰ دوسری چیز کو اصل کہہ کر اس کے تعلق اس کے سوا اور کیا عرض کر دیں کہ خود مولد و مبدی صاحب کمال غفری کی حروف آپ کی توجہ مبذول کر دیں وہ لکھتے ہیں۔

”مسماؤنہا کہ تباہی کا اصل سبب دیانت نہیں بلکہ نفسانیت اور عصبیت ہے جالبینہ اور فروغ کو مومن سے بڑھ کر اہمیت دینے کی طاقت اور کتاب شدہ اور سنت رسول اللہ کو چھوڑ کر اپنے مزعومات میں حد سے زیادہ غور کرنے کی عادت اور نئے نئے طریقہ ایجاد کرنے کا شوق ہے۔ (الفہیات ص ۴۱)

اس کا موثر و مبدی صاحب خود اعتراف کرتے ہیں کہ یہ قسمی سے علما و معلوم کو جب تک اپنی خصوصیات کا احسان نہیں ہوا۔ قریب قریب ہر مادی ملک میں علماء کی جماعت سب بھی اس کی روش پر قائم ہے۔ (در تحقیقات ص ۴۲)

ایسی حالت میں آپ بھی سوچ لیجئے کہ کیا حریف کون نکال دیا ہے جو قریب قریب ہر مادی ملک کی جماعت علماء کے خلاف ہے۔ کیا جہاد کے قرآن پاک اور عبادت میں نقصان پہنچو نہیں کیا کہ اس کی اہمیت بیان کرنے کے لیے ارکان اسلام کی اہمیت کو گمراہ جانے کیا اسانی حکومت کی ضرورت کے لیے اس نوع کے عقائد میں کچھ کم اہمیت دیکھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اللہ کا حکم ملنے ہو بشریہ سطح پر عمل کران ہو اور کہ ان اسلام پر اسے عروج و گداز کے ساتھ نہ کیے جائیں وغیرہ وغیرہ کیا آپ کو اس کا یا نقل احساس نہیں ہے (رفع نظر اس کے کہ یہ مملکت معلوم میں صدیوں سے جس کا حق نبی کے سوا کسی کو بھی نہیں اس طریقہ سے ایک خاص جزو کو اسلام

کہ قصہ بتا لینے کی وجہ سے اس حدیث کے تمام اذکار کی عدم اہمیت اور ان کا اہتمام کرنے والوں کی بے حریتی ہے واقعی جو علت کے قرائن میں روز افزوں ہے جس کا مشاہدہ ہر شخص کر رہا ہے
نہایتی میں آپ ہی اس سے انکار نہیں کر سکتے۔

احادیث کے بارے میں موروں کی صاحب کے تنگ و تاریک خیالات

جو فقیہ جہیز کی طرف سے غیب کی توحید کو خصوصیت سے مبذول کرا آج انہماک میں اور
حدیث پاک کا مستند ہے۔ موروں کی صاحب نے قرآن و فرقہ کے مقام میں عیسیت حدیث پر مقام
بھی کچھ دیا۔ محدثین کی حدیث کا سبب اور نچے الفاظ ہیں استیفاء بھی کر لیا اس سبب کے باوجود
جو چیز نظر میں جہیز ہے اس نے نہ صرف حدیث پاک سے اعتقاد لٹا دیا بلکہ ائمہ حدیث اور
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان کو بھی گرا دیا۔ ذرا غلط سے دل سے ان کے الفاظ پر
غور فرمائیے۔

ہم نے بھی اس خیال کی تائید نہیں کی کہ ہر شخص کو ائمہ حدیث کی از حدیث تعقیب
کر لی جاوے۔ یا ان کو غلطی سے میرا سمجھنا چاہیے۔ نہ ہم نے بھی یہ دعویٰ کیا کہ
ہر کتاب میں جو روایت تالیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو اس کو
آئمہ بیکر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مان لیا جاسکے۔

اور تحقیق واقعہ یہ ہے کہ ہر سبب سے اس کا روز بروز
میں کھلا رہا ہے اور کسی خاص حدیث کے لیے مخصوص نہیں ہے لیکن اس کے معنی
یہ نہیں کہ ہمیں لوگوں نے من حدیث کی تفصیل اور اس کے باقاعدہ مغالطہ تصدیقات
میں پورا ایک ہندو بھی حیرت نہیں کیا وہ ان بزرگوں کے کاریروں پر تنقید کریں
جہیزوں نے جہیز کی عمریں اس فن کی خدمت میں بسر کر دی ہیں یہ تفصیلات ملتی
کیا اس کا صاحب یہ نہیں کہ ہر وہ شخص جو کم از کم ایک ماہ حدیث کی تفصیل میں خرچ کر چکا
تو وہ محدثین کی امتداد تعقیب نہ کرے اس کے بعد سمجھتے ہیں۔

فقہاء مجتہدین کی یہ نسبت کمزور تھی۔ پس ان کے کمال کا جائزہ اعتراف کیونکر ہوسکتا
 تھا۔ پڑھے گا کہ احادیث کے متعلق جو کوئی بھی تحقیقات انہوں نے کی ہے اس
 میں وہ طرح کی لغزشیں مل جھونکی ہیں۔ ایک بھارتی اسناد اور سری لنکا کے
 اس مکتوب کی توضیح کے لیے ہم ان دونوں مشنوں کے مددگاروں پر ضرور اسناد کو م
 کر رہے ہیں۔

یہ غرضیوں کی عبادت کہاں تک نقل کروں؟ آپ نے خود بھی اس کو ملاحظہ کیا ہوگا۔ نہ کیا ہو تو آپ
 غور سے پڑھ کر اور دیکھ کر کہ موہوی کا عیب نے روایات حدیث، تفسیر، ترمذی، امام محمد بن حنفیہ

میں کتنے مجتہدین کا نام ہو تو یہ فقہاء و محدثین کا شمار صرف یہی نہیں کیا جاتا کہ جو آپ سے
 کہہ سکتے ہیں جو امام بنی کر کے مذہب اس فرقہ میں کیا غور کر لیں۔ آپ کے متعلق وہ کہہ دے گا کہ یہ ایک عجیب ہے۔
 اس میں نہایت ہی عجیب اور انہی کی ان کے چاروں اعتراف سے کیا تاہم وہ بھی کہ ان روایات نہ متفق کے اعتبار سے حدیث
 روایت کے اعتبار سے۔

اس کے بعد جو حدیث کہ جو خود موجود ہے روایت کے اعتبار سے متنازع ہے اس پر اسے روایت کی اہمیت میں نہیں دیکھنا
 فقہاء میں اس کو پسند ہے وہ بھی ہزاروں برس کے دوروں کی وجہ سے یہی جگہ فراموشی کا شکار ہو گیا ہے۔ وہ کہنے میں ان حدیث
 کی تائید کرتا ہے کہ جو حدیث کے متعلق اس شخص کا چاروں روایات ہیں کہ اس سے اس حدیث میں ان کے
 نہیں انہما کے پس میں نہ تھیں۔ انہوں نے انہما کے الیٰ التعلیل سے جو کوئی مسئلہ کیا ہے وہ آج سے
 چار سو سو برس کے زمانہ کے دور میں جو اختلافات ہو سکتے ہیں وہ بھی عام روایات کی وجہ سے نہ ہو سکتے ہیں
 مگر کوئی اس ذخیرہ پر تحقیق کی نظر دے گا اس کے لیے آج ہی وہ سب کچھ گزر جائے گا کہ بعد میں یہ
 سب کچھ مشکل نہیں کہ ان کی طرف سے اس ذخیرہ کے خلاف کوئی نہیں فرما یا کیا نہیں کہ
 وہ یہ کہ ہر روایت جو آپ کی طرف منسوب ہے اس کی اہمیت و اہمیت پر اس کے اعتراف سے
 پایہ تحقیق سے تحقیقات و مشاہدہ

جب کہ ہر روایت کا درجہ اہمیت کے اعتبار سے مختلف درجے میں ہے پھر اس کو ہر
 بحث کا ایک ہی مکتبہ ہے۔

یہی ہر شے ایک سے اقل اور ایک سے زیادہ میں کوئی کسر چھوڑی ہے۔ حضرت مومنین رضی اللہ عنہم بتائیں گے
جس میں طرح سے روایات کے ذخیرہ کو محفوظ بنایا گیا ہے اور جو چونکہ زمانہ کی تواساتہ حالت سے
بھی باہر ہے۔ وہ خود کہتے ہیں۔

کسی روایت کو یا پہنچنے میں سب سے پہلے میں چیز کی تحقیق کی جاتی ہے وہ یہ ہے
کہ یہ روایت میں گول کے دھڑے سے کی ہے نہ کیسے لوگ میں ہی مسئلہ
میں متعدد حقیقات سے ایک ایک روئی کی جانچ کی جاتی ہے۔ وہ جیو، تو
نہیں ہے۔ روایتیں یا ان کے سننے میں غیر متضاد تو نہیں، تاہم اور بدعقیدہ تو
نہیں، وہ بھی اضعیف الحفظ تو نہیں، مجہول الحال ہے یا معروف الحال،
ان تمام حقیقات سے روایت کے احتمال کی جانچ پڑتال کر کے محدثین کرام
نے اسناد از جان کا عظیم الشان ذخیرہ فرمایا ہے جو بلاشبہ ثابت و پیش
نیت ہے۔ حال میں کوئی چیز ہے جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو، اول تو روایت
کی میرت اور ان کے نافعہ و حسن کا دوسری بات مندرجہ بالا کے متعلق بالکل
صحیح علم حاصل ہو، مشکل ہے۔ دوسرے ٹکڑے وہ لوگ جو ان کے متعلق ہمارے
تاکر کر کے دے دے۔ نہائی و مردود کیلئے سے میرا آئے۔ نفس ہر ایک کے ملاحظہ
لگا جو حق اور اس بات کا قوی امکان تھا کہ احتمال کے تحت ہی اچھی یا برائی کے
قائم کرنے میں ان کے ذاتی رجحانات کا جو کسی حد تک دخل ہو جائے۔ یہ

سب باتیں کیا جاننا تھا کہ ان روایات میں آپ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا انداز اختیار کیا اور یہ غرض
ہو کہ ان میں سے جسے کوئی شخص کسی کو کہے کر یہ حدیث مرفوعہ کہے تو بھی امان ہے۔ کوئی دلیل تو یہاں ہے
جو اس احتمال کی نفی کرے کہ ہر کوئی شخص کسی کو کہے کر یہ حدیث مرفوعہ کہے۔ اور چونکہ ہر ایک اس حدیث
اس سے حدیث مرفوعہ کہے، کوئی شخص کسی کو کہے کر یہ حدیث مرفوعہ کہے۔ اور چونکہ ہر ایک اس حدیث
سب باتیں کیا جاننا تھا کہ ان روایات میں آپ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا انداز اختیار کیا اور یہ غرض
ہو کہ ان میں سے جسے کوئی شخص کسی کو کہے کر یہ حدیث مرفوعہ کہے تو بھی امان ہے۔ کوئی دلیل تو یہاں ہے
جو اس احتمال کی نفی کرے کہ ہر کوئی شخص کسی کو کہے کر یہ حدیث مرفوعہ کہے۔ اور چونکہ ہر ایک اس حدیث
اس سے حدیث مرفوعہ کہے، کوئی شخص کسی کو کہے کر یہ حدیث مرفوعہ کہے۔ اور چونکہ ہر ایک اس حدیث

اسی مضمون مکان نقلی نہیں بلکہ اس امر کو ہیئت موجود ہے کہ ذرا بڑا یہ امکان
نفس میں بھی آگیا۔

اس کے بعد مولوی صاحب مدظلہ کی ایک دوسرے پر تنقید پر ذکر کرنے کے بعد
تھیں۔

ان سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ ایسا اوقات صحت پر کرام
نفسی اشد غم پر بھی فشری کر دیوں کا غلبہ ہو جاتا اور وہ ایک دوسرے سے
چوٹیں کرتے تھے۔ اس قسم کی مشایہ پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ اسماء
اور جمال کا سارا اہم غلط ہے بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ جن حضرات
نئے رجال کی طرح واقفیل کی ہے وہ بھی تو خزانہ انسانی عقیدہ بشری کمزور یا
ان کے ساتھ بھی گئی ہوئی تھیں۔ کیا ضرور ہے کہ جس کو سنوں سے نقد قرار دیا ہو
وہ نقد ہو اور تمام ردیوں ایک نقد ہو اور جس کو انہوں نے غیر نقد ٹھہرا ہو وہ
بایقینی غیر نقد ہو اور اس کی تمام ردیوں میں پڑے اعتبار سے ملاحظہ ہوں پھر ایک
ایک مولوی کے حافظہ اور اس کی پاک تہی اور صحت ضبط وغیرہ کا اصل بالکل
معلوم معلوم کرنا تو ہر آدمی مشکل ہے۔ ہر آدمی سب سے زیادہ مشکل یہ تحقیق

۱۔ جس شخص پر وہ لکھ لیا ہے اس کی بار بار دہرائی اندر نقل میں آیا، کھور وارنوں اور ہر حال میں نقوی کا دور
مسلمان میں نہیں ہو سکا۔ ۲۔ کوئی مولوی صاحب یہ کہ جس مولوی صاحب کی کتاب میں لکھ لیا ہے کہ عشق کے پیلہ جرج
تقدیر کے قول کرنے سے ہی مستقل بنا لیتے ہیں جن کے گفت و گو میں تہذیب کرتے ہیں۔

۳۔ کیا خود مولوی صاحب نے جن پر تحقیق کی ہے وہ سب بڑی نادر و نایاب کاظم ہے۔

۴۔ اس قدر بے خبر سے کہتے تھے کہ یہ ہر آدمی کو فریب میں لے لیں اور اس کے مجموعہ دن معلوم نہ ہونے
پر بھی یہ تھا کہ اس کے کلام سے بے خبر ہو کر غلط نہیں کیا ہی متناہی ہے۔ ۵۔ پھر خود مولوی صاحب نے لکھا کہ سارا جمال خدا
چشم۔ یہ دو خزانہ ان تقدیر سے زیادہ ان کی رقت ہے اور اگر صاحب دور جو مولوی صاحب نے یہ بھی
تو آپ جو تباہی کر دی ہے وہ مولوی کو کسی بڑی آدمی سے متاثر ہونا چاہیے۔

کو سب سے کم ہر مردی سے مردانیت کے بیان میں ان تمام جزئیات متعلقہ کو ملحوظ
 رکھا ہے یا نہیں، جو فقہاء و فاضلہ لغت و لغت مستند و مسائل میں اہمیت رکھتی
 ہیں یہ تو فی الواقع کہہ سکتے ہیں کہ اس سے بعد دوسری اہم چیز مسند و اسناد سے
 متعلقین نے ایک ایک حدیث کے متعلق یہ تحقیق کر سنی کہ سند میں کیسے ہے کہ
 ہر راوی کی جس شخص سے روایت کیا ہے آیا اس کا ہم عصر تھا یا نہیں۔ ہم عصر
 تھا تو اس سے بلاشبہ غلط نہیں اور غلط تھا تو اس نے یہ غلطی حدیث اس
 سے سنی یا کسی اور سے سنی اور اس کا حوالہ نہیں دیا اس لیے سب چیزوں کی تحقیق
 ہنول نے اسی حد تک کی جس حد تک انسان کر سکتے تھے مگر یہ ہم نہیں کر
 سکتے ہر مردیت کی تحقیق میں یہ سب امور ان کی حیثیت بجا ہی معلوم ہو گئے
 ہوں بہت ممکن ہے کہ جس روایت کو متصل اسناد قرار دے جبکہ میں روایت
 منقطع ہو اور نہیں یہ معلوم نہ ہو سکا ہو کہ چھ میں کوئی ایسا شخص ایسا حال راوی
 جھوٹ آیا ہے جو کہ نہ تھا اور انہیں معلوم نہ ہو سکا ہو۔ یہ اور ایسے ہی مسئلہ
 سے اس میں جن کی بنا پر اسناد میں جرح و تعدیل سے علم کو ضبط نہیں سمجھا جا
 سکتا۔ یہ لوہا اس حد تک قوی اور مستند ضرور ہے کہ سنت نبویؐ اور آثار صحابہؓ کی

سند میں کسی نہ ہونا تحقیق کرنا تو ممکن ہے مگر تحقیقات مستندین و محدثین سے یہ نہیں اور کر سکتے اور قطع نہیں کر
 پھر ان کی روایت پر کچھ اتنا دیکھا جاتا ہے۔

سے کسی چیز کے ساتھ کہ اس کا یہ حدیث تحقیق کر لینے کے بعد چہرہ کی اگر کار کا یہ مطلب ہے کہ اس کا تو کیا اتنا
 امکان تحقیق نہ کہ یہ اس پر جو حدیث کے درجہ کو ان حکم دیکھا جاسکتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر راوی کے ساتھ حدیث میں اتنی حدیثیں تھیں جن سے اس حدیث سے روایت
 اندر راوی کو قابل اعتماد ہی سمجھتے رہے اور اسلام کی اس راہ پر ہمیں یہ طرز کرتے رہے۔

مگر جب کہ نہ روایت پر جو حدیثیں کا جو علم کیا ہے اس کی اہمیت یعنی روایات کے متعلق جو مسائل صحابہ
 کی تحقیق کے بعد علم کیا گیا ہے۔ ہونی ممکن تحقیق ہم یہ اتنا کہیں؟

تحقیق میں اس سے مراد جاسے اور اس کا مناسب لہذا قرار دیا جائے تو اس بل
میں یہ بات غلط اس پر عقائد کو رد کیا جائے۔

اس کے بعد تقریباً دو مہینے تک اس پر زور دینے کے بعد کہ مذہب میں کسی آسانہ قابل اعتماد
ہیں۔ کہتے ہیں۔

سناد کے علاوہ ایک اور کسوٹی بھی بنتی ہے جس پر وہ احادیث کو پرکھنے پڑے۔
— یہ دوسری کسوٹی کوئی سے ہم اس سے پہلے ہی اشارہ اس کا ذکر
کئی مرتبہ کر چکے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ تقویٰ کی رحمت سے نواز فرماتا
ہے اس کے اندر قرآن الہامیت، رسول کے غایت وسطیٰ اور سے ایک حسنہ میں
ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے ایک پیرائے جو جری
کی بعیرت کرد جو سر کی نازک سے نازک خصوصیات تک کو پرکھ سکتی ہے اس
کی نظر بحیثیت مجموعی شریعت حق کے پورے سسٹم پر موقی سے اور دوسرا
سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے۔ اس کے بعد سب چیزیں اس کے
سامنے آتی ہیں کہ اس کا ذوق اس سے متاثر ہوتا ہے کہ کوئی چیز اسلام کے مزاج
اور اس کی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے اور برعکس نہیں رکھتی۔ روایات پر
جب وہ نظر کرتا ہے تو ان میں بھی کوئی کسول اور وہ قبول کا معیار بن جاتا
ہے۔ اسلام کا مزاج حین ذات نبوی کا مزاج ہے جو شخص اسلام کے مزاج

اس میں چیز سے متاثر نہیں ہوتا۔ یہ ساری بات کہ یہ اصل ذوق منافقہ میں اس سے کسی بھی چیز میں ہونا اس کا مزاج
تعدیل میں رکھنا۔ ذوق تعویضت و انسانی کے غلطیات کے باوجود عقائد و آراء کے اس کا مزاج
مزاج جو متعصب و ریاکار تو نہیں ہو جو باطن و ظہور کے اعتبار سے اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں اس کا مزاج
قرآن و حدیث کا غایت وسطیٰ اور ہے جو جری میں نہایت اس کے اثرات اور اس کے اثرات میں اس کا مزاج
مذہب سے ملکر مادری شکل کو پہچانتا ہے جس میں اس کا ذوق تعویضت و انسانی کے غلطیات کے باوجود عقائد و آراء کے اس کا مزاج
نفس کو قرآنی و اسلامی فطرت کے خلاف متفق ہے جس پر غور و تامل کی ضرورت ہے جسے تسلیم کر لیا جائے۔

مولوی صاحب کی خوشنما مضمون کو غور سے پڑھیے۔ اشتغال کے جذبات سے عیوہ و برکت
 پڑھیے یہ سارا مضمون علم حدیث کو قہا نہیں کر رہا ہے بلکہ عار سے دینی اسلام کو ناکر رہا ہے قرآن
 پاک کی تفسیر کا مدار تو حدیث پر ہے۔ اور احادیث کے مجموعہ کا یہ حشر کہ محدثین کے کلام پر نہ اشار میں
 مدار رکھا جاتا ہے نہ روایات کی صحت و نفع میں۔ محدثین کی اندھی تقلید میں کی اجازت دی
 جا سکتی ہے۔ جو شخص قرآن و حدیث کا گہرا مطالعہ کرے جس کی مقدار ایک حصے کم بزرگ نہ ہو۔
 وہ اسلام کا مزاج شناس اور نبوی مزاج میں اپنا فوہل جاتا ہے کہ میں کہ صریح روایت محمدی میں حکم
 ہو جاتا ہے بھلا میرا منہ علم حدیث کا ہمارا اس کے فوق پر نہ ہا تھا ہے وہ انسان کا فرائض بھی نہیں رہتا
 جس حدیث کو اس کا ذوق قبول کرے اسے اسے حدیث کے خلاف نہیں دیکھتا اور دیکھ کر اس کو قابل اعتقاد
 قرار دے سکتا ہے اور جس کو اس کا ذوق رد کر دے اسے اسے حدیث کے خلاف نہیں دیکھتا اور دیکھ کر اس کو
 قابل اعتقاد قرار دے دیریں وہ اس کو رد کر سکتا ہے یہ کیوں؟ اس لیے کہ اس حدیث پرستی کا بہت توجہ است
 کو نامی غور سے توڑا ہے وہ آپ خود ہی صریح لیں کہ اس نظر پر جو حجت اٹھائی جائے گی نہ بھلاں
 نکال سکتے ہیں۔

خطرناک نتائج ان نتائج میں کو پڑھ کر میری عقل حیران رہ جاتی ہے کہ مولوی صاحب
 اور ان سے زیادہ محسب آپ جیسے حضرات پر ہے کہ آج کل کے حالات
 میں آپ حضرات کے سامنے ہیں اللہ کا خوف، دنیا کی بخل، انسانی بخل اس دور میں لوگوں میں ہے وہ بھی
 کوئی منفی چیز نہیں علمی استعداد کا حال بھی کچھ نہ کم اہل عار میں سے تو نفعی نہیں خیر آزاد کی قرآن و
 حدیث سے مشتاق ہیں کہ مصداق سے دی جا رہی ہے۔

علامہ ابن قیم کی جماعت کو اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اسی فکر میں ہیں جتنا نہ ہوئی
 اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ملے اور جسے اسی گری کے ہمنام میں غرق ہونے سے ان کی حفاظت
 فرمائے وہ انشاء اللہ کبھی بھی اس کی جزا نہ کرے کہ اسلاف کی تحقیق کے خلاف کسی روایت
 کو قبول کر دے یا رد کر دے۔ اس لیے کہ جتنا بھی ان کے علوم میں موضوع پیدا ہوتا جائے گا ان کو
 اس بات کی دولت نفع اسلاف کے مہم کی گہرائی اور وسعت نظر و احادیث کے بارے میں ان کی
 اہمیت و توجہ ہمیشہ ہی چلا جائے گا، خود و دین ہی صاحب کو علم کی اس حرکت پر بہت غصہ

ہے۔ وہ کہتے ہیں:

لنوس کہ عمامہ اراکاء شامہ اند خورامہ ہم کی حقیقی شخص سے غالی ہو چکے تھے۔
ان میں اجتماع کی قوت نہ تھی، ان میں لفظ نہ تھا، ان پر تو سلاط کی اندھی اور
جامد تعصبات کا مرض پوری طرح سسلہ ہو چکا تھا جس کی وجہ سے وہ ہر چیز کو ان کی
گناہوں میں تلاش کرتے تھے جو خدا کی گناہیں نہ تھیں، وہ ہر معاملہ میں اپنے فرائض
کی طرف رجوع کرتے تھے جو خدا کے ہی نہ تھے۔ بد قسمتی (کہہ خوش قسمتی)
یہ ہے کہ علمائے اسلام کو اب تک اپنی لطیفی کا احساس نہیں ہوا ہے قریب
قریب ہر اسلامی ملک میں علماء کی جماعت اب بھی ایسی سسکتی پڑا تم ہے۔
اور انہوں نے شدت کے ساتھ قائم ہے۔ (تفصیلات ملاحظہ)

لیکن میں آپ سے یہ سمجھتا ہوں کہ جو کچھ علم و فہم طلبہ میں کی عہدیت میں لفظی طور پر
تفوق کا جوش ہو یا پھر، علمائے کمال کا سوا یہ علم صرف بہترین نظریہ اور فکر پر ہی موقوف ہے کیسے
با مقصود اعتبارات کے ایڈیٹر پر مبنی نہ جانے سے۔ وہ جو بھی تسلیم نہیں کرتے سب کو ترک
نظر موروں سے ہیں نہ کہ سمجھتے ہیں جب ان سب کو یہ زبردہ یا جانے گا کہ عہدیت میں علمائے
راکے پر مدار کٹا غلط ہے۔ ہم یہاں سے ہر شخص کو اپنے اپنے ذوق کے موافق احادیث کو راجع
قرار دینا چاہیے۔ چاہے وہ سلاط کے خلاف ہو یا اہلست موجودہ زمانہ کے سوا۔ کے اس لیے
کو محدود میں ہمیشہ اختلاف رہتا ہی آیا ہے، وہ سلاط پرستی کے بہت کو فرائض طور سے نہ کرنا
ہے ایسی حالت میں آپ تو اس سے ملو کے نہیں بلکہ بے سوچے ہی بناؤ بیچے گاہ بجا رہی
کے دین کا کیا عشر ہوگا، مقصود نہیں اور پھر پہلے ہی سے علماء کے تدار کو اپنی گردن سے کاٹنے
کے لیے ہر وقت سعی میں رہتا ہے جس کو دینی روش و فنی رد مقرر کران یہ خصوصیت سے نادر ہوتا
ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ مذہب کو فنی کو جتنا میں نے سمجھ اٹھا نہ کسی پہلے اپنے واسطے سمجھا نہ آئندہ
شاید کوئی سمجھے ایسے لوگوں کو جب خاص طور سے اس بنیاد پر اٹھایا جائے گا کہ سلاط کی ہمت بانی
سلاط پرستی ہے اس بہت کو خاص طور سے توڑنا ہے۔ تو آپ غور کیجئے کہ یہ لوگ کون ہیں
ان کو زیادہ مختلف حضرات سے جب یہ زمین نشین کرنا ہوتے گا کہ اس وقت سماں کے لیے

خیر متینہ تھیں، جیسے۔

قرآن اللہ سنت رسول کی تعلیم سب پر مقدم ہے، مگر تنبیہ وعدہ میثاق کے پڑانے
ذخیروں سے نہیں، ان کے پرچہ سنانے والے، ایسے ہونے چاہیں جو قرآن
سنت کے حوالہ کر کے کہیں ہوں۔ سماوی قانون کی تعلیم بھی ضروری ہے مگر یہاں
بھی پرانی کتابیں کامزدہ ہیں۔ (تفہیمات مسما)

صدیق سے ہماری مذہبی نہ تھا، میں گروہ کے ہاتھ میں سے اس سے ملامت
کو ایک بار بدخیز تحریک چیز بنا دیا ہے۔ (تفہیمات مسما)
کیا حساب کا خیال بھی نہیں ہے کہ اسلام ایک تحریک چیز ہے جو زمانہ کے تغیرات کے
مخالف نہ رہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

اتر قضا، متکسب، مصروف، اور محنتیں، محمد شہید احمد جمیل کے علم فضل اللہ کی
جلاکت شان سے کون انکار کر سکتا ہے مگر وہ انسان تھے، انسانیت علم کے
وہی ذرائع تھے جسے جو علم انسانوں کو حاصل میں۔ ان کے پاس وحی نہیں آتی

علم اللہ سے قبول ہوتا ہے، قرآن ہی پر چھبے ہیں کہ ان کے لئے نبوت کا مروج بن جاتا ہے وہ اپنی نظریں حدیث کو پھر اپنے
پس انداز کے لئے نہ نکالتے ہیں، سب سے پہلے فرقہ سے کسی قدر شکوہ نہ کر سکتے ہیں، بلکہ مدینہ سے بھی کوئی اور امامی حدیث
کو پھر قبول کر سکتے ہیں، جن کو مقررہ نے ضعیف کہہ دیا، انہی حدیث کی انہی تعلیق کا شہرہ نہیں نکالتے، وہ تو نبوت شان کا
نیا نمونہ چاہتے، ان کو نقل تو کیا، انہی میں مسئلہ آرزو دہی، محب دن، مقررہ کے انتساب، مراد اس زمانہ کے طالب علم
کے حوالہ کی وقت غور سے جائزہ کر لیجئے، تو شاید یہی بات قلم پر آتا، تو کہہ دیں میں بھی شہرہ پرانی سب
تاریخہ ہوں، آپ کو ایک عقول پر داتا ہوں، اتفاق سے آپ کو تاکی اور لکھنا، آج کے کار حضرت بڑی دست
پیسہ داتا، حدیث کی مشہور کہہ دیا، تو ہمیں حدیث کی کتابوں میں سے یا تو ایک حدیث کی ضرورت تھی، نہایت حدیث کی کہیں
نہی، ایک تو یہ کہ آپ میں ہی، ہوا کہ آپ نے حدیث کی کتابیں، کسی خاص شخص پر مقرر نہیں، جو دوزخ کا گروہ
انہی میں ہے، ہی پر ہرگز نہ کہ مقرر حدیث پر تعلق کرنے لگے، انہی تعلیق نہ کر سکتے، انہی سے بہت نیاز ہو کر (قرآن) تیسرے
بہ ہوں، حدیث پر چھبے لگے، جس میں یہ ہے کہ آپ اللہ ہی میں کر لیتے ہر وقت کو رہے ہیں۔

خفی بکدوہ اپنی عقل و بصیرت کے ساتھ کوہم اللہ و سنت رسول اللہ میں غور و فکر کریتے تھے اور جہ اصول ان کے نزدیک تحقیق ہو جاتے تھے انہیں سے وہ قوانین و عقائد کے فروغ و مستحضر کیا کرتے تھے۔ ان کے یہ اجتماعات ہماری سیلے مددگار اور راہنما بن سکے میں مگر مجاہدے غیرواصل اور منبع نہیں بن سکتے۔

(تحقیقات ص ۱۱۱)

جب قرآن میں غور و فکر کیا چھوڑ دیا گیا جب اجماعیت کی تحقیق اور چھان بین بند ہو گئی جب آنکھیں بند کر کے پھیلے مفسرین اور محدثین کی تقلید کی جانے لگی۔ جب پچھلے فقہاء اور متکلمین کے احکام و سنت کو اٹل اور دائمی ٹالواں بنا لیا گیا، جب کتاب و سنت سے براہ راست انساب علم ترک کر دیا گیا اور جب کتاب و سنت کے اصول کو چھوڑ کر ہزاروں کے نکاسے موسے فروغ ہی حاصل بنالیں گئے تو اس کام کی ترقی و ترقی نہ رہی۔ (تحقیقات ص ۱۱۱)

کبھی یہ نہ سمجھیں کہ وہ فقہاء و متکلمین، مفسرین اور محدثین جو کچھ بکھر چکے وہ کئی قیادت سے یا ان کی کتابوں نے ہم کو قرآن مجید میں غور و فکر اور احادیث نبوی کی تحقیق سے صبر نیا کر دیا یا ان کے بعد کتاب و سنت سے براہ راست انساب علم کا روادار بن کر ہو گیا۔ (تحقیقات ص ۱۱۱)

جب تک مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ قرآن و سنت تک بلا واسطہ دست و پا حاصل نہ کرے گا اسلام کی رزق کو نہا سکے گا اسلام میں بصیرت حاصل کر سکے گا۔ وہ ہمیشہ مغرضوں اور شارجوں کا فوج رہے گا۔ اور اس غرض آفتاب کی روشنی اس کو زیادہ راست آفتاب سے کبھی نہ مل سکے گی، بلکہ مختلف قسم کے رنگین آئینوں کے واسطے سے عی و سبہ گی۔ (تحقیقات ص ۱۱۱)

قرآن کے ایسے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کا فہم جس نے قرآن کا منظر غور و فکر کیا ہو اور جو غور و فکر پر قرآن پڑھالے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔ (تحقیقات ص ۱۱۱)

چند ایسے فنکار کی خدمت حاصل کی جہاں جو مذکورہ بالا حدیث پر عید پر
کتاب میں تالیف کر دی، خصوصیت کے ساتھ اصول فقہ، احکام فقہ، اسلامی
معاشرت پر جو تصانیف لکھنا نہایت مراد کی سبب، کیونکہ تقدیم کی ہیں اس
درس و تدریس کے لیے کارآمد ہیں، اور اب جبہاں کے لیے تو با مشورہ
ان میں بہت اچھا مواد مل سکتا ہے مگر ان کو جملہ کا لڑی سے کر موقوفہ زمانہ
کے طلبہ کو پڑھانا یا لکھنا ہے ضرور ہے (بحوالہ بالا مسئلہ)

اس کی تحریک کی راہ میں دوسری راہ کاوش رہ جائے بلکہ سید روح بنیت
ہے جس کو راجع کل اصل اسلام سمجھا جا رہا ہے اس خطہ بنیت کا پہلا بنیادی
نقص یہ ہے — دوسرا بنیادی نقص اس نسخہ شدہ بنیت میں یہ ہے کہ
اس میں جہاد کا وہ لازمہ بند ہے جس کی وجہ سے اسلام ایک زندہ تحریک
کے بجائے محض عرصہ گذشتہ تک ایک تاریخی تحریک بن کر رہ گیا ہے اور اسلام
کی تعلیم دینے والی درسگاہیں انہی قدیمہ کے مفاہظ و اصول میں تبدیل ہو گئیں۔
(ترجمانی مجدد، حدود، مسئلہ ۲۵)

مولانا دارالانصاف سے حذر تو کیجیے! آخر آپ حضرات دنیا کو کہاں سے جا رہے ہیں اس
حد و ضابطہ میں جب کہ ہر شخص اعراف پر پتہ نہیں دینا چاہتا ہے تو آپ ایسے اعراف کے
موجودہ کو ناقابل اعتماد قرار دیکر اسلاف کے مصلحتات سے دنیا کو آزاد کر کے ان کو اقتدار و انقیاد نہیں
دے رہے ہیں۔ سوچ تو کیجیے کہ پھر آپ کا تحریک اسلام ہوئی حذر بن کر کہاں سے گئے گا۔

سنو کہ اگر کہ جب تو اب ایک بے سوگند بن، اپنے قیمتی اوقات کو ضائع نہ کرے، بلکہ جی بے کار نہ کرے کہ
ہر سال پر عید تیرے ہی ذمہ ہے، اسی کا لڑنا ہے، آپ کی تو میری ہڈی کر چکے ہیں، سنو کہ کب تک وہی مصلحت کو
تو ہرگز کسی ایسے درسگاہ میں ایک منٹ کے لیے جی نہیں دینا چاہیے جو ان قدر کی گنہگار ہو۔

يا ايها الذين آمنوا! عملوا الصالحات، فكلوا مما كسبتمون عند الله، ان الله يقبل الصالحات من كل قوم
تقعدون (البقرہ)

اس کے ساتھ ایک نظر سے خطبہ پر بھی ڈال لیں جو نور دوسری صاحبہ کے فارغ معلوم معروف العلما
کھٹور کی انجمن اتحاد طلبہ کے جلسہ میں یہ تھا کہ :

”اس سارے نظام تعلیم کو دیکھ کر کہہ دو کہ ایک دوسرے ہی دنیا پر تعلیم پانا ہو گا۔
(ترجمان شریں مشعل ص ۵۰، ۵۱، ۵۲)

اس کے بعد ان ساری اصلاحات کے ساتھ جن پر نور دوسری صاحبہ تعلیم عاریت پر تنقید کے
سلسلہ میں فرور سے سے ہیں۔ خود مولوی صاحب کے الفاظ ان کے دل میں اس وقت تک
غور کیے۔ وہ کہتے ہیں :-

اس میں ترک نہیں کا تھا۔ ان کے ہر تعلیمات معلوم ہوتی ہیں وہ بھی کچھ
دیکھ کر مختلف ہیں اور ان کی بنا پر مشعل و مشعل ہیں۔ اگر اول تو ان میں مشعل
بہت سارے غامض تھکتے کی گنجائش ہے۔ اور پھر ان سے بڑے غامض بھی تھکتے
ہیں ان میں سے ہر ایک کو کسی بنا پر تھکتے کی سند حاصل ہے جس کی کوئی سند
مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت میں کا تھا جس سے اختلاف میں کے
اخبار کا دیکھ کر ہرگز نہ کے بعد بے شمار غامض کی گنجائش تھا کی سب
دوران میں سے کسی کو بھی کوئی ایسی سند حاصل نہیں ہوتی جو نہ ہر جماعت میں
مسلمانوں کو کسی ایک جماعت میں ایک طریقہ پر جمع کرے۔ نتیجہ میں
بالکل ہی ہر سب - (تعلیمات مشعل)

خدا کا کچھ تو مختلف سے غور کیے۔ حدیث کو یہ نظیر ترک کرنے میں جس شد پر حضرت کا
موردی صاحب خود اعتراف کر رہے ہیں۔ حدیث کے جرح و تعبیل میں اس وقت کے بعد
جو نور دوسری صاحبہ اس زمانہ کے فتواؤں کو بخش رہے ہیں۔ کوئی حدیث کو رد نہیں کیا جا سکتا
موجودہ دور سے کوئی اور وہی صاحب غمزاں کہتے ہیں لیکن جب ہر حدیث کو رد کیا جا سکتا ہے
پھر کچھ عرصے کے بعد اس کی حقیقت تسلیم کرنا میرا لہجہ سے ہوا کیا۔ میں جب تھکتے و مقبذین اور
اسلاف کے پانچ اقتدار کی سند کو نور دوسری صاحب خود اشارے ہیں۔ ہر ایک کے لئے وہ
میں میں اس کا تصور باقرب و مناسب ہے اس دور میں جو اس وقت میں اسلام میں لکھاں کو رد کر

مذہب پیدا نہیں ہو جائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں زمانہ میں شعارف غیر تقابلیں ہیں گوشتے ہزاروں مذہب پیدا ہو گئے اس لیے کہ وہ گناہ مست صرف مجتہدین کی تقلید سے انکار کرتی ہے۔ مجتہدین کی بلا دستی ہوا ان کے فیصلے سے باہر نکلنے کا ارادہ نہیں کرتی۔ اور آپ ﷺ نے جماعت اردو لوگوں کے ائمہ اور اتباع سے نکال رہے ہیں۔ مودودی صاحب نے اپنا آخری فیصلہ جو تقیعات جمع چارہم صوفیہ میں نظر ثانی اور اصلاح کے بعد شائع فرمایا ہے، یہ ہے کہ:-

”تفہیم مجتہدہ جب بھی خطا کا امکان ہے اسناد حدیث میں بھی ہیں مگر سے نزدیک اذہم جسے کہ ایک ذی علم آدمی مجتہدین کے اجتہادات اور عادات و کلمات و روایات و دلوں میں نظر کر کے حکم شرعی کی تحقیق کرتا ہے وہ خوب جو حکم شرعی کی خود تحقیق نہیں کر سکتے تو ان کے پیچھے یہ میں متبع ہے کہ کسی نظام پر اعتماد کرنا اور اس میں بھی صحیح ہے کہ جو مستند حدیث میں جاتے ہیں پر عمل کر لیں۔“

سابقہ مجتہدین اور محدثین میں تو خطا کا امکان جبراً قائم ہے لیکن اس غیر نقصان کے معصومین میں الخطا کہ حق سے ایک مجتہدین کے جس اجتہاد کو چاہے رد کر دیں اور عقاب کی کسی بھی تحقیق کو صرف امکان فلان کی بنا پر پس پشت لے لیں اور اس سے برسرِ کرم کہ جو خود تحقیق نہیں کر سکتا وہ جس مستند حدیث پر چاہے عمل کر لے جب وہ خود تحقیق نہیں کر سکتا تو اس کی حدیث کا مستند ہونا کیسے معلوم ہوگا۔ در مستند ہونے کے بعد اس کا موزل یا تسوخی ہونا کیسے معلوم ہوگا۔ اور اس کو آپ ﷺ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ مودودی صاحب کے اسی آخری اور حتمی فیصلہ کے بعد جو جنہوں نے مجتہدین اور محدثین میں امکان خطا کے بعد فرمایا ہے۔ مودودی صاحب و اگر کوئی شخص ترقی یافتہ غیر متبع کسی نہ آپ حضرت مودودی سمیت گواہیست کے مصداق ہیں کیوں اس کی تردید کرتے پھر نہ ہیں؟

موردوی الشریعہ میں دین و عبادت کا استہزاء

انچھویں چیز جس کی طرف میں جناب کی صفوی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ وہ دین اور عبادت کا استہزاء اہل دین اور علماء کی امانت ہے۔ الشریعہ کی کوئی کتاب اٹھا لیجئے اس کو غصے سے غالی نہیں ہے گی۔ آپ ہی غور کیجئے کہ یہ بات ایک عام مسلمان کے لیے بھی قابلِ برداشت نہیں ہے جسے کسی عالم سے کیا اجازت ہے کہ دین کا نام ہے کہ دین کی باتوں کا مذاق اڑایا جائے۔

پہلی ہر غیر میں صرف غور کے طور پر چند مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ بقول خود جناب کئے مار الشریعہ ملاحظہ فرما ہے اس لیے چند نمونوں پر غور و غما سے عبادت موردِ غیانی فرمائیں گے کہ اس نوع کی بیسیوں مثالیں آپ کو پیش آئیں گی عزائم سے ماخضہ فرمائیں۔ موردوی اس صوبہ کہتے ہیں۔

آپ اس نوٹ کے تحت کیا کہیں گے، جو آفاقی عقیدہ کی بھٹی ڈیوٹی پر جانے کے بجائے بر وقت بس اس کے سامنے ہاتھ دینے لگا رہا ہے اور ان گھون مرتبہ اس کو نام چپتا چلا جاتا ہے۔ آفاقی سے کہتا ہے کہ جافلاں فلاں آدمیوں کا حق ادا کر لے کر یہ نہیں جانتا۔ بلکہ وہیں کھڑے کھڑے آنا کو ٹھیک جواب کر رہیں سلام کرتا ہے اور پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ آفاقی سے حکم دیتا ہے کہ جافلاں فلاں غریبوں کو مشاوت سے مگر یہ ایک پرچہ دیاں سے نہیں ملتا اور مسجد پر بھڑکے جاتا ہے۔ آنا حکم دیتا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دے یہ حکم سن کر بس دین میں کھڑے کھڑے نہایت غوش المانی کے ساتھ چور کا ہاتھ کاٹ دے، چور کا ہاتھ کاٹ دے۔ بیسیوں مرتبہ پر ہتھارتا ہے۔ اگر ایک دفعہ بھی میں نظام کو حکومت کے فیصلہ کی کوشش نہیں کرتا جس میں شرعی مدد دیا جاتا ہوں کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ فعل حقیقت میں آفاقی زندگی

کہہ رہا ہے۔ آپ کا کوئی عازم یہ دیکھ کر حیرت سے تو میں جانتا ہوں کہ آپ
 ایسے کیا کہیں گے۔ مگر حیرت ہے آپ پر کہ خدا کا جو لوگوں پر کیا کرتا ہے آپ اسے
 بڑا عبادت گزار کہتے ہیں۔ یہ غلط فہمی حضرت اُمّ الدجیس سے ہے کہ آپ
 عبادت کا صحیح مطلب نہیں جانتے۔ (خفیات مکتہ)

یہ تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ پیشاںِ حیرت، اسی تحریف پر مجمع ہو سکتی ہے کہ جو مردی
 صاحبِ نیابت کے معنی میں کر رہی ہے، بلکہ حقیقت میں تو جب صحیح ہو سکتی ہے جب کہ
 اس کے سامنے باقہ بانجھ ٹکڑے رہنا یا سجدہ پر سجدہ کرنا وغیرہ، مردِ دلوئی سے نکال دینے ہوئیں
 انداز گریہ بھی ڈیوئی کے جیزا میں ہیں تو پھر آپ ہی بتائیں کہ یہ مثال کیسے صحیح ہو سکتی ہے لیکن اس سے
 قطع نظر اس وقت تو مجھے جس طرف توجہ دلائی ہے وہاں سے کہ اگر فکر کریں تو ان کا فائدہ یا
 رہا ہے کہ ان کو کو احمق اور بے وقوف بنایا جا رہا ہے کہ ان شرائطِ غریب پر چلتی اُترانی جا
 رہی ہے۔

دین اور عبادت کے متعلق چند آیات قرآنہ اور احادیثِ نبویہ

کیا لایزال عبادتی تقرب الی بالانواع حق احیہ لولہ اذہبنا کنت جمعہ
 الذی یسمعہ، درجہ الذی یبصرہ ویدہ الذی یعطیہ دہا ووجاہہ، الذی
 یجنتی لہ جہنم۔ (الحديث البخاری) جمع العوالم کا حوالہ

اس کے سوا کچھ اور ہے جس کا قرآن کریم میں آیا ہے۔ کیا قرآن مجید میں یہ باتیں نہ تھیں

کہ لا ینزل علیہ فی تقرب وحقانہ لہ ما ذکاؤنا ہے کہ خدا تعالیٰ جہاتوں کی رحمت میرے ساتھ ہے تو میں
 قربانیاں پیش کر سکوں کہ جس کی کو مانا محبوب بن گیا ہوں، پھر میں ان کا لالہ بن جانا ہوں میں سے وہ سنا ہے کہ اللہ
 بن جانا ہوں میں سے وہ دیکھتا ہے اور نام نہادوں سے روڑا نہ دے اور پاؤں جس سے دو چلتا ہے وہ غیب ہے
 کہ وہ بہ بند عبادت کی وجہ حق تعالیٰ کو قرب حاصل کر سکتے تو حق تعالیٰ اس کے اعانہ کے محتاج نہ ہوتا ہے بلکہ
 آنکھوں کا دھیرہ سب دیکھ کر حق تعالیٰ کے قریب ہی ہوتے ہیں۔

سُجَّدًا اَوْ قِيَامًا۔ اس کے سوا کچھ اور ہے کہ ہاتھ یا زانو سے گھڑتے رہیں یا سجدہ میں پڑے رہیں
 کیا یہ ممکن نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے ارشاد فرمایا کہ تم گھبراہٹ
 سے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمت میں حضور کی نہایت نصیب برہم ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس وقت اعمیٰ علی نفسیٰ و بدنیٰ تو السجودۃ المسلمون فرمایا تھا یہ فرمان تھا
 کہ جاگ چڑھ کر اور کھڑے ہو کر اس وقت توبہ کی توفیق رسول قاصد صلی اللہ علیہ
 وسلم نصبت، خبریٰ بعمل اعملہ بید خلق الجنۃ اوقاس حب راعی اہل اللہ نکلت ثم
 ما لکم نکلت شمر ما لکم الا انما تہ تغل ما لکم عن ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فکل منینک بکثرة السجود۔ الحديث لم یلقوہ والحمد للہ

کیا لاکھوں مرتبہ اس کا نام چنا جس کا ایک مرتبہ نام لینے سے نریمان میں اہل بیت علیہم السلام
 داغ میں بھول کر چھڑا ہے۔ ایسی کراہی جو عزت میں کراہی ہو تو کراہی کا پھوٹے رہنے کا پھوٹا
 جو عزت سے تشبیہ کی ہے اگر وہ لگا کر ہے۔ شہ کثیراً اللہ اہل بیت میں کوئی تحریر کی جا سکتی
 ہے تو نامہ عبدیٰ ذ۔ ذکر فی دھوکت فی شفتہ ذ۔ کلا یزل۔ سب تک

عن النبیین پیچیدہ لہ اذیہ۔ اور تو کو چھری سے گھٹے بہت اڑیا میں گھٹے میں بھی جب رات کا غافل رہے
 بینادار کے منہ سے پڑے ہوئے ہیں تو یہ مذکور بات کرنے میں مل جاتے ہیں۔ بات کہ نہ کی گفتگوں کے افضل ہونے
 کی وجہ سے جہاں وہ زمانہ انہیں نہ ملتا ہے

سبحانہ عفی عنہ نصبت اذ یمن ازمیت میں جاسے کی اور یہ ساتھ مرغت کی خواہش رکھتے ہوئے خواہش
 خدا کی خوف نہ کر کرٹ جو رہی اکثر سجدہ سے میرے کہو

سے منہ صابہ بنیت کہ حضرت مدنی (ساتے میں کوئی نے حضرت ثوران در حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اذکرہ تھے سے طاعت کی تو پچھا لگے کہ تو کیا ملتا ہو مجھے جنت میں جہنم سے کیا کہ کیا
 ملتا ہو جو اللہ اس سے زیادہ پسند کرے وہ عجب ہے میں جہنم کی پتھر مریخ سے میری ساری زندگی کی
 قرباب یا کہیں سے تو میری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت دریافت کی تھی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے
 بکثرت السجود یعنی نہ نہ کی کثرت کا تمام کرد۔

روحنا صون ذکوانک الرامی لواعمال احب الی الله مکے حواس میں ان شعوت و سفا ناکہ
 لطلب من ذکر الله توان کا پوس نام جیتے میں صفت ہیں۔ الا انبتکمر بغیر اعما مکہ
 و زاعا عند ملیک الخ: رنعتنا فی درجہ ناکہ و خیر بکمر عن انفاق: ذہب در لوزن
 و خیر بکمر عن ان تلفوا عند کس: شغفوا: عناقہم و بیض و جوا: عناقہ ناکہ قابل
 بلی قال ذکرا ناکہ میں تو کسی قسم کی: در بین کجائش نہیں سیوان و اللہ کے ذکر کو سوا: چاہتی غریب
 کرنے سے اور پندرہ سے بھی: افضل فرما دیں: کیا سیکڑا دل مد شای: اللہ کے پائ نام کی کثرت میں
 وار و نہیں ہوئی: کیا حدیث میں من بھی ناکہ: عن الیل: ان پاکہ بداد و بخل بجان اسما
 یفقد: وجہین عن اعداد: بجاہ: الک علیک: ذکوانک: کیا امن میں اللہ کا نام جیتے مکے
 صلا و کوئی دوسری چیز مراد ہو سکتی ہے۔

سنت نامعبدی: و روحنا صون ذکوانک الرامی لواعمال احب الی الله مکے حواس میں ان شعوت و سفا ناکہ
 لطلب من ذکر الله توان کا پوس نام جیتے میں صفت ہیں۔ الا انبتکمر بغیر اعما مکہ
 و زاعا عند ملیک الخ: رنعتنا فی درجہ ناکہ و خیر بکمر عن انفاق: ذہب در لوزن
 و خیر بکمر عن ان تلفوا عند کس: شغفوا: عناقہم و بیض و جوا: عناقہ ناکہ قابل
 بلی قال ذکرا ناکہ میں تو کسی قسم کی: در بین کجائش نہیں سیوان و اللہ کے ذکر کو سوا: چاہتی غریب
 کرنے سے اور پندرہ سے بھی: افضل فرما دیں: کیا سیکڑا دل مد شای: اللہ کے پائ نام کی کثرت میں
 وار و نہیں ہوئی: کیا حدیث میں من بھی ناکہ: عن الیل: ان پاکہ بداد و بخل بجان اسما
 یفقد: وجہین عن اعداد: بجاہ: الک علیک: ذکوانک: کیا امن میں اللہ کا نام جیتے مکے
 صلا و کوئی دوسری چیز مراد ہو سکتی ہے۔

سنت نامعبدی: و روحنا صون ذکوانک الرامی لواعمال احب الی الله مکے حواس میں ان شعوت و سفا ناکہ
 لطلب من ذکر الله توان کا پوس نام جیتے میں صفت ہیں۔ الا انبتکمر بغیر اعما مکہ
 و زاعا عند ملیک الخ: رنعتنا فی درجہ ناکہ و خیر بکمر عن انفاق: ذہب در لوزن
 و خیر بکمر عن ان تلفوا عند کس: شغفوا: عناقہم و بیض و جوا: عناقہ ناکہ قابل
 بلی قال ذکرا ناکہ میں تو کسی قسم کی: در بین کجائش نہیں سیوان و اللہ کے ذکر کو سوا: چاہتی غریب
 کرنے سے اور پندرہ سے بھی: افضل فرما دیں: کیا سیکڑا دل مد شای: اللہ کے پائ نام کی کثرت میں
 وار و نہیں ہوئی: کیا حدیث میں من بھی ناکہ: عن الیل: ان پاکہ بداد و بخل بجان اسما
 یفقد: وجہین عن اعداد: بجاہ: الک علیک: ذکوانک: کیا امن میں اللہ کا نام جیتے مکے
 صلا و کوئی دوسری چیز مراد ہو سکتی ہے۔

و طریح احمد ذکوانک الرامی لواعمال احب الی الله مکے حواس میں ان شعوت و سفا ناکہ

سنت نامعبدی: و روحنا صون ذکوانک الرامی لواعمال احب الی الله مکے حواس میں ان شعوت و سفا ناکہ
 لطلب من ذکر الله توان کا پوس نام جیتے میں صفت ہیں۔ الا انبتکمر بغیر اعما مکہ
 و زاعا عند ملیک الخ: رنعتنا فی درجہ ناکہ و خیر بکمر عن انفاق: ذہب در لوزن
 و خیر بکمر عن ان تلفوا عند کس: شغفوا: عناقہم و بیض و جوا: عناقہ ناکہ قابل
 بلی قال ذکرا ناکہ میں تو کسی قسم کی: در بین کجائش نہیں سیوان و اللہ کے ذکر کو سوا: چاہتی غریب
 کرنے سے اور پندرہ سے بھی: افضل فرما دیں: کیا سیکڑا دل مد شای: اللہ کے پائ نام کی کثرت میں
 وار و نہیں ہوئی: کیا حدیث میں من بھی ناکہ: عن الیل: ان پاکہ بداد و بخل بجان اسما
 یفقد: وجہین عن اعداد: بجاہ: الک علیک: ذکوانک: کیا امن میں اللہ کا نام جیتے مکے
 صلا و کوئی دوسری چیز مراد ہو سکتی ہے۔

و طریح احمد ذکوانک الرامی لواعمال احب الی الله مکے حواس میں ان شعوت و سفا ناکہ

توجہ دے۔ ان چیزوں کے مذاکرے کہاں پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن جناب کے متعلق تو یہ چیزیں نہ سنا
 کیا آپ بھی ایسی دوسری چیزیں ملاحظہ فرمائیں جن سے ہم فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ اگر یہ تاویل کی جائے کہ
 اصح مقصد ان چیزوں کا شخصی نہیں ہے بلکہ اپنے خیال کے موافق میں چیز کو مسبب سے ہم کب
 دیکھ سکیں گی تاکہ یہ مفقود ہے تو اذن تو آپ ضرور ہی سمجھ لیجیے کہ وہ ان ارباب منعموں پر مستند
 ہے یا نہیں ہے۔ اور اگر ضروری نہ ہو تو اس کے خلاف ضرور ہی صاحب کو کسی پر مامور ہے تو پھر
 بھی ان عبادات مفقود کا استہزاء تو اسلامی نشان کے بالکل خلاف ہے پھر یہ کہ اس قسم کا
 یہود و مشابہان نہیں ہیں۔ مختلف انداز سے مروج اسباب ان عبادات پر غور کرتے ہیں۔

امام ممدی علیہ السلام کے متعلق موردی صاحب کی تحقیقات

اسی طرح موردی صاحب کہتے ہیں :-

مسئلہ قول میں ہرگز نہ امام ممدی کے آنے کے قابل ہیں وہ بھی ان متجددین
 سے جو اس کے قابل نہیں ہیں اپنی غلط فہمیوں میں کچھ سمجھتے نہیں ہیں۔ وہ
 سمجھتے ہیں کہ امام ممدی کوئی انھیں دہاتوں کے مولویانہ دعوئیہ اور منقطع کے
 کوئی بھولی ہے۔ لیکن انھوں نے یہ کیا ایک کسی مدرسہ یا خانقاہ کے تخریر
 سے برآمد ہوا ہے کہ ہاتھ میں انارکھائی کا نشان کر دیں گے۔ علیٰ ہذا شیخ
 کہہ رہے ہیں کہ ہرگز نہیں جانتے کہ اور کبھی زہری علاقوں سے ان کے ہم کی
 ماحول وغیرہ کا مقابلہ کر کے انہیں مٹا دینا کہہ کر ان کے چرچوں کو
 اراخان جہاد کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ہرگز وہ لوگوں کے درمیان ہرگز
 غرض کے بغیر انھیں ان کے جہاد سے متعلق ہوں گے۔ تیار و فاضل سرور
 پوری کر کے کہہ دیتے ہرگز امام جہاد کے لئے نہیں تھے۔ اصل میں سارے کام برکت
 اللہ روحانی نفرت سے جہاد کا۔ چوندگول اور دلیغول کے مدرسے میں
 جیسے جانتے تھے کہ اس کا فریاد ممدی کے تروپ کر کے ہرگز نہیں جانتے تھے
 اور ممکن ہر دعا کی تاثیر سے کوئی گولہ اندھوں جہاد میں کمرے پر عبادت

جائے گا۔ امام مہدی کے تھے۔ میں میری نظر میرے منہ پر لگتی تھی جو کہ مودوں و عجب اس شخص سے
 معنوں میں احادیث کے خلاف ہیں۔ یہی کہ قرآن اٹھا ہے میں اس سے کہیں بہت زیادہ بھی میں حدیث
 میں جو میری نظر سے نہ گزری ہو اسے مانگوں۔ جسے کہ اس زمانہ میں حضرت جبریل علی نبینا علیہ السلام
 کے تعلق اذکار ان حدیثوں کا یہ قیاس و ماہر فی الامور و اہل ہوا ہے اور دوسری حدیث
 میں لا یجوز انکے فی حدیث روایہ نفسہ اذاعت و اذہوا ہے۔ یہ نظر تقاضات نہیں ہر وقت پاک
 کی طرف ہوتی ہو۔ یہ وہاں سے میں گھول میں کیڑے کیڑے یا نہ پڑیں۔ لیکن اگر سر ہوا کہ گھولنا سمت زمین
 میں بیت تک کہ جس سے مناسبت ہے اور جن میں شہادت الوجود کہ کر مٹی جیت سے ہر کاڑی اٹھیں
 وہ جس سے مناسبت ہے اس میں بن جبریل و عابد بن بشر کی ملازمت اور مشق ہو مگر میں ان کے انوں میں
 سے تسبیح کی۔ ہاں یہ بھی کہہ سکتے ہیں اگر خلیفہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیر لاشہ بنا سکتا ہے
 اگر حضرت حبیب کی بدعت سے ان پر قبول ہو تو کرنے والی صورت اندھی ہو سکتی ہے اگر حضرت
 سعد کی بدعت سے ان پر قبول الزام دگانے والا گونا گوں عداوتیں نہایت ہے اگر عرو و بدر
 میں بالغ ہوں المذکرات مود و فیدی سے مدد ہو سکتی ہے لغزوات یا نہ صبر و اہدیت
 عا و اہل الجہ میں ہوا تو اس سے میں ان جتنی جتنی جاسکتا ہے انو ہر امام مہدی کے تہذیبیں اعلیٰ اہل
 سے کسی قسم کے امتناع میں کو نہ ایسا امتناع ہے جس کی وجہ سے یہ چیزیں امام مہدی کے تعلق
 غلط تفویضات کی فہرست میں داخل ہو گئیں اور ان کو اس کا مذاق نہ آتا ہے۔

مورنہ اذ انصاف سے سوچتے ہیں قبول مہدیت کو جو مودوں و احباب نے اس کا بھی ہے۔
 ورنہ سے تاوانف احادیث سے بے خبر ہوتا اس کو پڑھ کر ان کی حدیث کوئی دور روشن و امنی

ملہ اذ ان حدیث و حضرت علی علیہ السلام کے قول اور ان کے کہنے کے خلاف اس کے خلاف ہیں ایک طرف
 حدیث مسلم شریف میں ہے کہ ان کی طرف اذ ان حدیث و اہل جہ بھی جہاں جب حضرت علی علیہ السلام کو بھیجے گا
 اور وہ گھل جائے گا جس طرح تہذیبی ہیں لکھتا ہے۔

ملہ لاجیل حکماء الزہری کوئی کہ فرمایا ہائی بنی رجبہ جو ان کے ساتھی کو پاست و سرخ و راجہ سے نواز
 دیا ہے گا۔

کی مار دی ہے۔ ان کو دنیا فوس اور اداہم پرستی سے ڈور کر کر خوش ہوسے لیکن جن لوگوں کی نگاہ میں یہ بات بھی بوجہ کر یہ محکمہ قانون یا قیاسی اسلاف کا نہیں ہو رہا ہے بلکہ بلاواسطہ حدیث نبویہ کا ہونا ہے۔ تو ان کے دل پہ کیا گزند آئی ہوگی اور میرے عجب دور میں دیکھیں گے کہ آپ جیسے ان علم الہیہ میں سے، انکو ہرگز کے لوگوں کو ان ہی کتب سے دیکھنے کی ترغیب دے رہے ہیں تو کیا وہ یہ نہ سمجھیں گے کہ مراد وہی صاحب کے کلام کی وقعت آپ کی نگاہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ و ت سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

جہاں اہمیت راہبانہ | اسی طرح موجودی صاحب جہاں اہمیت راہبانہ کے ذیل لکھتے ہیں: **راہبانہ** اور دنیا اور جسمانی وجود انسان کے لیے ایک راہ اور حساب ہے۔ انسان اس دنیا کی چیزوں سے تینا تعلق رکھنے کا اتنا ہی آلودہ ہوگا جتنا نجات کی صورت میں سے ہووے گی نہیں کہ اس زندگی کے بھیدوں سے قطع تعلق کیا جائے، اسی نجات کو ملایا جائے، قدرت سے کنارہ کشی کی جائے، اپنے اس دشمن یعنی نفس و جسم کو مجاہدات و ریاضات کے ذریعہ اتنی تکلیفیں دی جائیں کہ گرج پر اس کا تسطو قائم نہ ہو سکے، اس طرح روح بقی اہر پاک ہو جائے گی اور نجات کے ہند مقام پر آگئے گی حالت حاصل کرے گی۔ (ترجمان، ۱۶، ص ۱۷۷)

یہ نوعی منہج نہ صرف حدیث بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات و قرآن کریم کے علی غایت ہیں۔ کائنات میں جن چیزوں سے بعد اس کا اس کے برابر فضائل و صفات و حرمات میں اور انسان سے تعلق محکمہ طور پر آیت اور احادیث نبویہ کا مطالعہ فرمائیں کیا یہی وہ منہج ہی کا نام ہے اور اسلام کا تینا نظریہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوا ہے۔ کیا یہ اسلام پر کھلا افتراء نہیں ہے کہ دنیا سے قطع تعلق کو راہبانہ جاہلیت سے تعبیر کیا ہو سکے۔

یَا زین الدین حب الشہوات من النساء والبنین والقدر غیر المقطرۃ من الذہب والفضۃ۔ (الکافی میں ان چیزوں کے تعلق بڑھانے کی ترغیب دی گئی ہے یہ متنازعہ ہے۔ امداد کہہ کر نقل آؤ کیونکہ جن چیزوں سے انسان چیزوں سے قطع تعلق کی ترغیب نہیں دی گئی، کہا کہ الذہب والفضۃ

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما فرمایا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ تمہیں اپنے لیے رکھے۔
 نوروزی صاحب نے یہ ایک خسوفی ہجرت سے دو حدیث کے خلاف بیان کیا ہے کہ کمرہ و گول کا
 غین ہے۔ غانی اگر ادا کیا ہے تاکہ حدیث کا لفظ میں کر بول شروع ہی سے نہ ہو کہ جائیں
 والعموم پر پابند اور مظاہر علوم نہ ہو نور کے عقیدے کو گردن زدوں کے توفیق ہیں کہ وہ نوروزی صاحب
 کی شان میں ستائش کر رہے ہیں لیکن آپ جیسے اہل علم کی آنکھوں پر کیوں یہ قبائل بند ہو گئے۔
 آپ کی زبانیں قبول گوئی نہ کر گئیں کہ حکم خداوندی کی نافرمانی اور حدیث صحیحہ کے خلاف کو دلوں کے
 خیال کی اہمیت منسوب کر کے ان کا مشن کو باہر پاس ہے اور آپ ہیں کہ وہ موٹے ہیں بلکہ اس سے
 بڑھ کر یہ کہ آپ ان عقائد کی اپنے دل و عقل سے قائم کریں۔ کیا اس سے آپ انکار مشرک
 کہتے ہیں کہ وہ باطنی جانتے کے سلسلہ میں جہاں جہاں بھی نظر پھرے ان شان کا یہ صراحت کچھ اچھا
 گینے ہے کیا وہ ہر روز دست احادیث کے خلاف ہیں یا نہیں یا بھلا کیا؟

جہاں لوگ جہاں اہل دین سے ہمیشہ پر فستردار رہے ہیں ان مضامین کو پڑھ کر خوش رہتے
 ہیں کہ یہ لارڈوں پر تیرب تیرسی بڑا ہے بلکہ کھٹے دل سے یہ علم کو ان چیزوں کے پڑھنے
 کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ مگر آپ خود ہی خود فرما دیں کہ قرآن و حدیث کے خلاف مضامین جب دل
 ظلم کی نظر سے نظر آتے ہیں تو وہ کب تک خادش رہ سکتے ہیں۔ اس پر مضمون کو جو اس پر
 فقہاء اور کلام کیا گیا ہے اس کا اور باختم جہاں نہ کہ تو اس غف و علایا گیا۔ اس کے کتب حدیث کی
 کتاب قرآنی اور کتاب بڑا کی احادیث دیکھنے کے بعد پڑھیں، گئے وہ ان عقیدے سے کہ آپ
 خود ہی مکتوب ذکر میں لکھے۔ کیا یہی خدس ہی الہی میں نور ہجرت روکنے کا حکم نہیں
 ہے۔ کیا یہی ہے کہ انہی نے ہجرت ظاہر و باطنی سچ کر کیا مسئلہ کہا جس سے ہر گز

نہے جہاں سمجھو۔ وہ خود منہ لگا کر انہی نے انہی کے لیے توجہ ہے۔ وہ کہہ کہ حق میں تو ہوتے اور حدیث
 جو انہی نے توجہ سے دیکھا۔ اقامت سے ملے۔ ہجرت ظاہر و باطنی سچ کر کیا مسئلہ کہا جس سے ہر گز
 قائم نہ کر لیں۔ انہی نے یہی لکھی کہ انہی نے وہ تو کہے۔ وہ تو انہی نے یہی لکھی ہے۔ ہجرت ظاہر و باطنی
 مشغول کے ساتھ۔ وہ حق ہے۔

کہ نبوت کی صورت اس کے سوا نہیں کہ غرضات کو منہ ایسا ہے اور اگر یہ تاویل کی جائے کہ
سوروی صاحب کے کام میں غرضات سے پیرو نہیں تو پھر کیا مسالغات ایک کھرجوت
بعد ہی مایقتم علیکم من زہد فی الدین و زینتہ شیعیین کی روایت نہیں ہے۔

کیا واللہ لا الفقور خشی علیکم وکنی خشی علیکم ان تبسط علیکم عایبا
لکم مبطل علی من کانت تبناکم دننا نسوھا لعائنا نسوھا و تملکم کم کیا اھل بیت
صحبہ کی روایت نہیں ہے۔ کیا عیہ عاینا و من کل خبیثۃ حدیث میں نہیں آیا۔ کیا حل
عن اھل بیت شیعی علی ما لا یثبت قداما لا قانونا یا رسول اللہ قال کنا الک صاحب

الان نیا لا یسوغون الذنوب حدیث نہیں ہے نہ کیا منظور انور علی اندلیہ وسلم نے اپنے
آخر زمانہ میں عیب حضرت معاذہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا، اس وقت یہ وسیعہ نہیں فرمائی
تھی؟ ایسا نہ تنعہ ذن حباہ اللہ لیسوا بمعتمد علیہ کی روایت میں ہے تاہم کی کوئی

بھی صاحب دیکھی ہو جس سے انکار نہیں کر سکتا۔ شیعیین حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے
اپنی اپنی خلافت میں اہل الموہبہ ہو جاتے تھے باوجود کثرت سے تقویٰ اور روشنی اور نفس کی بات

کو رو کر نہ سکتے کہ بلکہ اصرار کیا ہے کیا یہ غلات و مجاہدات میں محمدیہ کلام کا تقابلاً کرنے کی کج
کسی میں محبت ہے؟ کیا سوروی صاحب نے امام عزیزی کے درجہ کمال پر پہنچنے کے مسعود میں خود
بھی یہ نہیں لکھا کہ قیر بن کر سیدت کے لیے لکھا کر ہے ہوتے مگر شریک خود پر نہیں میں وہ کر لکھا تھا

لکھا اھل بیت علیکم اذ انما تری سے انا تریا پر ہے؟ ان آئم پر یہ حدیث دیکھ کر سید و سیدت محمدیہ جو
تھو پھوڑی جائے گی اللہ لا انقدر الامنی مجھ لے تو ہوا غرض نہیں بلکہ زمانہ بات انوار غرضت کو نہ تم

پر یہ باتیں جسے لکھی ہیں کہ تم سے پیچھے آئے تھو پر یہ باتیں لکھی اور پھر تم پر یہ باتیں لکھی تھو جسے لکھی ہے وہ کہ
یہ تھا اور جو قدم کا ایسی طرح دک کر دے جسے کہیں لوگ کوئی کیا تھا۔ اللہ حب سیدت کا نعینہ یعنی اہل

کی محبت پر یہ لکھا ہے۔ اللہ حل میں، اح، پیشی علی ما لا یثبت قداما یا رسول اللہ کہ پانی پر چلے وراثت
نے چہ حبیب با حبیب نے زبان ان تو تو نہیں بلکہ سوروی کے مذہب میں لکھی ہوا ہے کہ اس کا بھی حق مال ہے

کہ ان میں سے کوئی نہیں مت غریبی کا آج میں ان پر ہوتا۔ اللہ ایات لا تنعہ و ان اپنے آپ کو نہ غم نہ ہو
سے بجا اس لیے کہ اللہ کے ہوتے کارنامہ و نہ نہ کی گزرتے دست نہیں ہوتے

کیا اور مجاہدات اور ریاضات سے اپنی دوزخ کو مٹا کر بتے رہے کہ وہ جہان شعلہ شعلہ صحت
 پھر فریہ کیا محسوسیت ہے کہ ان سب چیزوں کو راہبازہ جاہلیت میں درخیز کر دیا جاتے
 کیا صومعت النبیہ قائم کر لینے کے لیے یہ بھی کوئی ضروری چیز ہے کہ دین محمدی میں اصلاح بھی کیا
 جاتے رہے اور اس کے پاک رسول نے جو چیزوں کا وہ بہ بڑھاپا اعلان کر دیا جاتے، ایسا کہ میرے
 غمناک سر میں کرچکا ہوں، اور میں چیزوں کا وہ بڑھاپا جو اس کے رسول پاک نے کر دیا تھا، جیسا کہ دنیا اور
 میں کے مذاکرہ والے کہہ رہے ہیں، کیا یہ دین میں کھلی تعریف نہیں ہے کیا دین محمدی ایسا
 ناقص ہے کہ اس کو اپنے حال پر رتی بھر کر دے؟ قیامت دین جو ممکن ہے نہ حکومت النبیہ قائم ہو سکتی ہے۔
 ہم لوگوں کو شک نظر تعصب یا مودری صاحب کے مقصد کو نہ سمجھنے والے کہہ کر ناقابل تحقیقات
 قرار دیتے ہیں اس سے بھی بڑا آگے پہنچا دیجیے، مگر انہی جگہ تہذیبی نقیض کر دیجیے کہ ان مضامین سے
 جماعت کے لوگ ان میں جو بہ خراب فضا ہمارا ہے کہ حقیقی دینوں سے جو فتنہ بچھڑ گیا ہے، دینوں کو کافی
 طور پر آزاد چھوڑ دینے سے انکو ملے نہیں سچا طور پر علم، کہہ رہے ہیں وہ اسلام کی روح سے ناواقف
 ہیں، حقائق کو فراموش ہے، اسٹیفان میں انماہر درخت ہیں، الفاظ تو تین ہیں، ان سب تفصیلات سے
 پردان چڑھانے میں آپ جیسے حضرت کی بھی شرکت افذاحت ہے، آپ حضرات کا اپنی آغوش

سے مودہ محمدی منظور صاحب غنائی زاد مجرہ اپنے میں مولیٰ معقول میں جو بعد میں جماعت اسلامی سے بغض
 مشاوریات تک کے نام سے مودہ آفر الدین صاحب کی جانب سے کہانی شکار میں رقبہ ہو کر طبع ہوا
 تحریر فرماتے ہیں کہ:-

ایک مولیٰ جو عرصہ تک جماعت اسلامی کے پاسے میں میرے رقبہ پر رہا کہ میں اس کے
 کام اور اسم کے متعلق میں بڑا کہہ پہنچا، صاحب سمجھا تھا کہ میں میرے ایک صاحب علم و صاحب
 اصلاح دوست ہیں، ان جماعت اسلامی کے پاسے میں بالکل ہی خیال اور واقف تھا جو اس
 حیرت انگیز ایک شخص نے کھینچ کر لیا تھا، اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ جماعت اسلامی کے
 بارے میں آپ کی جرأت سے حتیٰ کیا اب میں وہی کہہ رہا ہوں کہ کچھ تبدیلی دینی ہے، میں
 نے ان کو بتا دیا، میں تو انہی سے جلد پر ہوں، انہوں نے کہا کہ اب تم تو اب ان کے معجزہ پر

کی محسوس میں بیچو کر یہ سود نیا کر دے۔ یعنی بعض معنی میں تو ان میں ایسے ہی سخت ہیں کہ کافی نہیں۔
جب کہ آپ کی شرکت اور آپ کی تائید سے ان مضامین کی حقانیت پر استدلال کیا
جاتا ہو۔

راقبہ عالیہ صفر کا شہر ہمیں خیال بھی نہیں رہا۔ لیکن اب جیسے جیسے وقت آگے بڑھتا ہے یہ محسوس
ہوتا جاتا ہے کہ شہر اور حضرت کا چھوڑا ہوا کھوکھلا اور مغرب نہیں ہے جتنا ہم سمجھ رہے ہیں اس مسئلے
پر سے لے کر یہ کہنا اب مشکوک ہے کہ اس میں خیر نہ لیا ہے۔ میں نے ان سے اس کی تفسیر چاہی
تو انہوں نے بتایا کہ جہاز سے پہلے جہازت اسلامی کی حکومت سے شہر جو علاقہ ہے جو محلہ سے بھی
زیادہ بعید نہیں ہے جس محسوس کرتا ہوں کہ رفتہ رفتہ ان سب کا تو میں یہ جانتا جا رہا ہے کہ وہیں کہ
اور وہیں کے تقاضوں کو انھوں نے سمجھ نہیں سکا۔ اب بس دو دو ہی صاحب نے صحیح سمجھا ہے کہ
جو جہازت سے عقیدہ زیادہ متاثر نہ تھا وہ اس خیال میں آتا ہی رہا کہ شہر اور پکا ہوتا ہے اور
ظاہر کہ خیر نہیں کے بارے میں صوف سے بے اعتدالی ساری کراہیوں اور سارے عقول کی طرح ہے
جس نے ان سے عرض کیا کہ اگر بات ایسی تہا ہے جیسا آپ فرماتے ہیں اور یہ
ذہنیت جماعت سے تعلق رکھنے والے محققین میں اب عام ہو رہی ہے تو پھر اس میں شہر
نہیں کہ بہت بڑا شہر ہے اور ایسا شہر ہے کہ اس کے تقاضے ایسا ہیں کہ خیر میں کوئی اور
بات نہیں رہتا جس کی ہم اب تک فکر کو رہے ہیں۔ جماعت میں اس خیال کا عام
ہونا تو بڑی فطرت کا ہمہ گیر ہے۔

اسس کے قدم میں اپنے ذہن سے یہ جاننے کی کوشش شروع کی کہ کیا واقعی یہ
ذہنیت جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقہ میں بڑھو۔ ہی ہے اور عام ہو رہی ہے
تو جو کچھ معلومات مجھے حاصل ہوئیں وہ ان ہی حساب کی تائید بھی کرتی تھیں۔

اس علم و اتقان کے بعد سے میں نے جماعت کے ارادے میں خیر کے چوکھٹا غائب
کہنا چھوڑ دیا۔ لیکن یہ بعض لوگ اس ذہنیت کی طرف دیکھ کر پوری غور نہ سمجھ سکتے ہوں
اور اس لیے وہ اُن سے معمولی سی اور بے ہمت سمجھیں لیکن جس کے سامنے اس ارادے کے

بیماری کا پھر اندر نہ نہیں لگایا۔ اور ان کو کچھ دوسری غذا دے دی جس سے مکمل بہتر
کی ضرورت تھی۔

اس کے بعد اس پر اپنی عورت کے موافق پورا زور قلم خرچ کر سنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:
اب میں کسی کو تجدید دین کے سبب کوئی کام کرنا ہوا اس کے لیے لازم ہے کہ تفسیر
کی زبان و اصطلاحات، رموز و اشارات، الہامی افکار، بری و بریاتی اور ہر اس
چیز سے جو اس طریقہ کی زبانہ کو سنے والی ہوں مسلمانوں کو اس طرح بہتر کر سنے
جیسے نابینا کے ہر بچے کو شکر سے بہتر کرایا جاتا ہے درجہ اولیٰ اعداد
صحت، تیمار و احیاء و غیرہ۔

اس کو قرآن میں بھی لکھتے ہیں کہ اس طریقہ کی باتناز و کر سنے میں کتب احادیث و تفاسیر کتاب
الرفاق، یا مفسر القرآن علی الشریعہ و مسلم کے فرقہ کو اس معجزات، معجزہ کی ریاضات، احادیث
کو بھی وصل ہے یا نہیں؟ اور قرآن و حدیث کی وہ کون کونسی چیزیں ہیں جن سے مسلمانوں کو کلام کے
طریقے کی باتناز و کر سنے سے کچھ تو اس قدر عبادت کے پڑھنے سے بعد اس قدر ہی عبادت کے
وہ الفاظ جناب کو یاد دلانے میں جو وہ اصلاح انصاف کے ذریعہ میں لکھتے ہیں کہ:

مفسرین عموم و خصوص پہلے خود سب کے سب فقہ میں اور اسلام کو ان میں سے کسی
کے ساتھ بھی دشمنی نہیں۔ بلکہ سچا یہ کہ یہ کہیں کہہ سکیں کہ یہ حقائق و حقائق
ہے اسلام اور یہ کہ وہ مسلمانوں کے لئے اسلام کے درست ہیں۔ دشمنی و انحراف

اور اسلام میں نہیں۔ مگر غریبہ اور اسلام میں ہے۔ (تحقیقات صحت)

کچھ موازنہ صرف ہی دونوں مایطوں کا کرنا ہے۔ دونوں قابل اصلاح چیزوں کا آغاز یہی
دیکھا ہے کہ مفسرین عموم میں ہی ان خصوصیات کے ساتھ موازنہ وادارہ وادائیگی ہے ان کے تعلق
سے اسلام کی دوستی ہے۔ وہ تصوف اس وجہ سے ازاد ہے کہ اگر کسی قوم و نسل سے اس کا
خیال میں دل میں آجائے تو یہ بیٹے کو مریض ہو جائے گا، اور اس فرق کو آپ نظر کر کے
بیکہ ایک فرقہ میں ہیں، ان کے سبب ان کی مفسرین چیزوں کا انگریزی زبانوں کا ترجمہ ہو گا وہ نہایت
مہذب و اخلاقی ہیں، بچے بچے کچھ باتیں کہہ کر خود شام سے بچوں کے ہو گا۔ جہاں انہیں نہایت

۱۔ اس ائمہ اہل علم کا رد ہو گا، نقشبندیہ و مہربانی کے اصولی مسائل کے اٹھارے فرق کے ترجمان
شعوان سلف میں موجودی صاحب نے جس کے بعد دیگرے رد کرتے ہیں پر تنقید کی ہے۔ ازل و اکثر
برہان احمد صاحب کی کتاب مہر دلالت ثانی کا تصور تو میدان کی غلطیوں پر تنبیہ ان الفاظ سے
شروع ہوئی ہے۔ لسانی کا کم کرتا ہوں اسے خالی نہیں ہر سہ چنانچہ اس کتاب میں بھی پسند
کوتاہیاں ہیں۔

اس کے بعد مولوی حفیظ الرحمن کی کتاب اسلام و اقتصاد کا نظریہ تنقید کر رہے ہیں کا ایک
ہی جملہ نقل کرتا ہوں

اذا اصل یہ ہے کہ علمائے اہل علم کے جس گروہ سے مولانا کا تعلق ہے اس پر
اہل کے ساتھ کم ہمتی اور شکست خوردگی کا بھی مستط ہو گیا ہے۔

اس کے بعد دوسرے کتابوں کے تبصرات کو غور سے پڑھیے۔ ان کی تحریک آزادی کے مسئلہ
میں خاندہ اربیب خانم کے خطبات پر جو تنقیدی تبصرہ مولوی صاحب نے کیا ہے وہ اس میں
نقص ہیں :

اس خانہ میں ہم اس کو خوش فہمی سمجھتے ہیں کہ خود ترکی جدید کے معاملہ میں
سے کہیں ایسی سستی تھے چند مسلمان اگر ہمارے مسائل پر اپنی قوم کے باطن کو
ظاہر کیا ہے جو انقلاب کے سٹیج پر محض ایک لڑی نہ تھی بلکہ اس انقلابی تحریک
ماتحتوں میں سے ایک طاقت تھی اس کے ساتھ وہ خدا کے فضل سے علانہ فقر
نفسیہ اور فکریہ تھی بھی رکھتی ہے۔

قبل اس کے کہ ہم خاندہ اربیب خانم کے ذریعہ ترکی جدید کو سمجھیں ہیں خود ان
کو بھی طرح سمجھ دینا چاہیے۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ ان کا دل پرور
پر اس سماں ہے، ایمان سے ابڑھتا ہے اور ایمان ہی ایسا جس پر ہم کو شک کرنا
چاہیے کیونکہ ایک مجاہد عورت کا ایمان سب سے اعلیٰ درجہ دینی کا ستارہ
نہ ان کے خیالات میں نہیں پروا جاتا۔ اسلام سے ان کو محبت ہے ویسی ہی
محبت جیسی ایک بھی مسلمان عورت کو ہونی چاہیے۔ لیکن ان کا دین جیسا مسلمان

سنہ ان کا وہ نئے دنیا نہیں۔ سلام سے متعلق ان کی مسئلہ نہایت کچھ محدود
معلوم ہوئی ہیں۔ اپنے افویٰ غیب میں، افواہی ہیں کہ کانگریس جی کی فائنل سید
ملاہ کا ایک عمل نمونہ ہے۔ (مقیودات ص ۱۶۷)

میں پورے بعد کو غور سے پڑھئے۔ اگرچہ جاہل صوفیوں اور سنگ فخر سنا سنے جبرائیل کے
علم نذر اس کی دفعہ سے قطعاً سب سے بدستے یہاں ہی مودودی صاحب کے مجروح الی گراؤنے محو
کریا۔ لیکن اس کے ساتھ آزادی کے بعد کے علماء دل کے متعلق بھی کچھ پڑھ لیتے۔ ان کے پاس ہیں
وہ کتبے ہیں۔

چوتھا سبب یہ بھی ممکن ہے کہ آدمی پر جبرہ انتقام مسئولی ہو گیا ہو اس کا نتیجہ
کے ہاتھوں سے اتنی تعینات نہیں ہوئی ہو کہ وہ جبریں غلبہ میں اندھ ہو گیا ہو اور
کتنا ہو کہ اگر حق کی کوئی چیز نہیں مگر تو یہ وہ نہیں ہیں باقی ہی کی کو اس سے اس دشمن
کا سر لڑوں گا، یہ ہے ساتھ ہی ساتھ میری اپنی شہادت کی بھی رب عالم اس کے
رہ جائے۔ یہ ہے ممکن کی پیاد کی دل کا علاج خداوند عالم کے سوا اور کسی کے
پاس نہیں اللہ اس کو تو یہ کی تو قیلاً عطا فرمائے اور نہ اس کے کہ میں راہ پر وہ
اپنے اس جبر کے ساتھ چلا رہا ہے۔ اس میں اپنی عمر بھر کی کھائی خالی کر دے گا
قیامت کے روز اس حال میں نہ اس کے سامنے ہو ضرر ہو گا کہ اس کی عبادتیں اور
نیکیاں اس کے ہر اعمال سے غائب ہوں گی، اور ایک تو یہ کہ وہ اپنی اذیت و
میں مبتلا کرے گا مگر ظہور ظہور اس کی گردن پر ہو گا۔ (بہار ص ۱۶۷)

اور زوال الہیات یضد منہ ص ۱۶۷ (تقریباً) صفحہ ۱۶۷

مسئلہ آزادی میں حضرت اقدس مدنی زاوید جم کی جس کیفیت انداز سے ترویج کی گئی ہے
اس کا ایک ایک حرف قابلِ یاد ہے، بالخصوص یہ منظر ہے کہ

منہ مسئلہ قیامت حضرت اقدس مدنی کے ایک جہد جو تحریک آزادی کے مسئلہ میں
بہت دور پر رہا تھا۔ اور ان کی تحریک آزادی کے قریب دعائی سے بقیہ میں، تقریباً کے ساتھ ہی
ذیل لکھ

الفاظ کا سہارا لے کر جہان نے چارہ ثابت کر کے کی کرشماتی تو بہت خوب کے
 سداوردی مگر انہیں یہ خیال نہ آیا کہ حدیث کے الفاظ کو معنوم ہو کر کے صواب
 کسی دوسرے معنوم پر جہاں کو راہ میں معنوم کو پیش کی طرف منسوب کر دیتے
 ہیں لہذا غلطی متعمداً کی گئی تھی اچانک سے نہ تھی

حالانکہ اسی زمانہ میں سداوردی صاحب کو خود قرار ہے کہ مومن ناسے اپنے ذہن میں
 متحدہ نوعیت کا ایک خاص معنوم مقرر کر رکھا ہے جس کے حدود انمول سے تمام شعئی
 مشرک کو ملحوظ رکھ کر اور تمام امکانی اعتراضات سے پہلے بچا کر غور و غور فرماتے ہیں اور ان کو
 وہ انہیں مفہوم نہ دہن میں بیان فرماتے ہیں کہ تو واحد شریعہ کے ہی نوسے کوئی اس پر حرف نہ لا
 سکے لیکن اس میں خرابی پس اس کی ہی ہے کہ بہت معنوم ذہنی کو مومن نہا کر میں یہ معنوم دہا
 قرار دے رہے ہیں۔ اس میں آپ خود ہی غور فرمائیے کہ وہ وہی ہے جس کے ایسے ہی عقول کو
 کے موافق مولانا پر اثر و امام آتاسے اس معنوم کو کافر میں کی طاعت منسوب کرنے کا آتا ہے۔
 نہ کہ حدیث کے غلط معنوم کا پھر وہ حدیث کی ذرا میں کیے گئے۔
 اسی طرح مسند تو بہت میں تو نہیں لیکن ایک اور جگہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
 جوئے لکھے ہیں۔

اسی آزمائی کے یہ دوسرے کوئے کہ جو مولوی صاحب پشاور سے حرام نمک
 جمع کرنے پھر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ پہلا نہ آپ کو تو اتنی
 آزمائی ضرور دینا ہے کہ انہیں خود نکال الرسول میں مشغول رہیں آپ کی نگاہ بھی فقیر
 زبردستی نہیں مولوی جاسے کی اور نہ آپ کی عبارت صلی اللہ علیہ وسلم کی لغو نہ آپ

و اگر حضرت علامہ معنوم کو بدل کر لڑا، میں اول اور کتبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ زمین و آسمان ایک کر کے کہیں
 نہ کہ میں ان الفاظ اور اقوال انہیں نہیں کہیں کہ کسی خاص سماں نہ ان کو بڑھنا و بڑھنا حضرت کی ذات پر بھی نہایت
 پسند ہے کہ لہذا سداوردی صاحب نے بھی ان پر یہ ایک سنگین برسر رکھے کی ضرورت نہایت کے غصے کا اظہار فرمایا
 انہوں نے کہا کہ یہ نہایت لڑائی لڑائی ہے۔

کی تسبیح چھپتی جہتے تھے، البتہ اس مرتبہ نہایت نہیں کہ سب کی نسل سے
 دوسری پشت میں کوئی اور سے شکر اور تیسری پشت میں کوئی اور کا رتی
 پر آمد نہ ہوگی۔ (ترجمان جہاد فی الارض ص ۳۷۷)
 دوسری جگہ کہتے ہیں۔

اسلام کا علم رکھنے والے عبادِ اَشْوَاب پر متحدہ قومیت کا بھوت سوار ہے ان
 کی غیرت، ایمانی سبب ہو چکی۔ (ترجمان ذی الحجۃ ص ۳۷۷)
 ترجمان، قرآن مجید ۱۲ عدد و ۱۲۰ سورہ تیس، ۳۰ پر مروجہ صاحب نے بے نسل نسل کے
 عنوان سے جو مقالہ لکھا ہے وہ خوب اس نے خاص فرمایا ہی ہو گا، وہ کہتے ہیں۔

ہر ایک غور ہے ان فعلوں، ان کی تھکاوٹوں کا جن میں ہماری سے اکثرہ بیشتر نما
 دین معروف پناہ دفت قرار کر رہے ہیں بلکہ عام مسلمانوں کے ذہن کو بھی اس
 بُری طرح الجھا رہے ہیں کہ ان میں غور ہوئی کو دین کی حقیقت اور اپنی زندگی کے
 مقصد پر غور کرنے کی فرصت نہیں ہوتی، سب کے بڑھ کر اسوئٹا کا ام ہے کہ
 ان مسائل میں مغربا شی کر کے دے رہے ہیں جو جہاد سے دیہی کے عالم
 اور دلت اسلام کے علمبردار کہلاتے ہیں۔ (ص ۳۷۷)

آپ کو معلوم ہے کہ قسب اسلام کے علمبرداروں سے یہ سنگین جرم کیسے ہو گیا
 ایک صاحب تفسیر کہتے ہیں جس میں مروجہ صاحب کے ذوقِ اصول کے موافق جو سمجھ میں
 آیا مکہ و بیتہ ہیں کوئی شخص اس پر تنقید کرے کہ ناب دلاں تفسیر میں غلط ہیں، یہی مروجہ
 صاحب کے نزدیک فسوسِ افغانی جیکڑی ہے اس پر تنقید کرنا وقتِ مباح کو نہایت اور بے شرف
 پرستہ کا خور پناہ وقت جی مذمت کر دیا اور افغانی جھگڑے میں تھس گئے۔

ان مثالوں کے ذکر کرنے سے میرا مقصود مروجہ صاحب کے ناویز نگاہ کو بتانا ہے جیسے
 کہ ان دنوں صاحب کہتے ہیں کہ۔

اب نہ وقت کی تصفیعت میں سب سے پہلے جس چیز کی ترقی کرنا چاہیے وہ اس
 کا نا بننا ہے۔ (مسند ازیت)

موردی کا حسب طرز اخلاقیات استقامت نہ ہوتی تھی کہ اس کے لئے ہر وہ چیز جو
مغرب سے آتی ہے وہ غیر شعوری طور پر ان کے لئے ملازمت کا موجب بنتی ہے
اور جو چیز مذہبیت کی راہ سے آتی ہے اس سے ان کی غور و فکر پر اجنبیت
نہیں کرتی ہے۔ انہیں ان کے ذہن پر ایک شان چھائی ہوئی ہے جس سے
گتہ ہوں۔

موردی کا حسب سے ان عبارات اور ان کے اندر جو عجیب طرح کا اثر ہے، ان کے لئے یہ ایک
نیک چیز اس پر شاہد ہے کہ اس نے ان کے دل میں جو عجیب نوعیت کا عشق اور کمالیہ اثر پیدا کیا ہے
جو تعین شدہ کے عشق میں دیوانگی کا خاص نمونہ ہے۔ ان کے دل میں پاک ذات سے ملنے اور اس کے خیر و نفع
مستقیم کر دینے میں دیر نہ لگتی۔ موردی کا حسب کے الفاظ میں اس کی تصویر بھی نہ منظر پر وہ کھینچتے
ہیں۔۔۔ کہ

اس کے جد و جہاں اللہ کا سپاہی بن جاتا ہے اور سب پانچ چیزوں کو
کیمپ کی سی زندگی بسر کرتی ہوتی ہے۔ ایک دن میں پڑاؤ اور سرت
دن عرفات میں عرفات میں کیمپ ہے اور شہر میں گھامندی، باہشت سنی جو
بسی ہے۔ اس کو مزاح میں جو کر چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ دنیا حکما ہے تو فنی
کی طرف کو رہتا ہے اور وہاں اس ستون پر کھڑکیوں سے چاند دہری کی جالی
ہے جہاں شب بھی نہیں کی تو نہیں کہہ کر دھانسنے کے لئے پہنچتی ہیں
پھر وہاں سنے کہہ کر سوچ کیا جاتا ہے، جیسے سپاہی جو دیوانی اور اس کے سپاہ
کو جو کی طرف سے رخ رو لایا ہے۔ وہاں وہاں دھواں دھواں سے فاسخ ہو کر
احرام کھل جاتا ہے، جو کچھ چمک گیا، وہ ہر حال میں وہاں سے اوزار عالمی
کی زندگی پھر معمولی طور پر شروع ہو جاتی ہے۔

انصاف سے فرمائیں کہ یہ بھی سچ ہے کہ ان میں ملک کا پس منظر اور روح سے کوئی
ان افعال کو ایک فوجی کردار بنایا۔ اس کے استقامت کی ایک شخص کی راہ سے بھی سچ کا منظر
پہنچتا ہے۔

جس کے سایہ اور اس کے خیال انہما سے آپ مسلمانوں کو بچانا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لیے اس کو کم قاتل قرار دیتے ہیں، قطب درزاں حضرت شیخ علی ندوی سرمد کے ایک مرید حج کو گئے اور جب واپس آئے تو شیخ نے حج کی کیفیات دریافت فرمیں اور جب وہ کیفیات حاصل نہ ہوئیں جو مرید کو غریب کے مقابلہ میں پیدا نہیں تو شیخ نے حکم دیا کہ دوبارہ حج کر کے مزید تحقیق کیا جائے۔ یہاں تک کہ حج میں سے دل جانے تو صحابہ کرام فرمیں، چند جملے جو مریدانہ کے متعلق ہیں، نقل کرتے ہوں، شیخ نے دریافت فرمایا تمہاری گتے، سر پہنے، عورتیں کیا، کیا تھا، فرمایا وہاں، شہر جمل شام سے ایسی امیدیں وابستہ نہ تھیں جو دعائی کے ساتھ نہ ہوں، عورتیں کیا ایسا تو نہیں ہو سکتا، فرمایا تو سنو میں نہیں گئے، پھر فرمایا مسجد شریف میں رہی تھی مسجد کا نام ہے، داخل ہوئے تھے، عورتیں کیا داخل ہوا تھا، فرمایا اس وقت اللہ جل شانہ کے خوف کا، میں تھک رہا تھا، جن میں وقت کے علاوہ نہ بچا، پھر عرض کیا کہ نہیں ہوا، فرمایا کہ پھر تو مسجد حنیفہ میں بھی داخل نہیں ہوئے، پھر فرمایا کہ عزت گئے تھے، عرض کیا حاضر ہوا تھا، فرمایا اب اس چیز کو پہنانا تھا کہ دنیا میں کسی سے آئے تھے اور کیا کر جسے بولنا اب کہا جائے ہے، لہذا ان حالات پر متغیر کہنے والی چیزوں کو پہچان لیا تھا، عرض کیا کہ نہیں، فرمایا پھر تو عزت میں نہیں گئے، پھر فرمایا کہ مراد لگے تھے، عرض کیا کہ یہ تھا، فرمایا وہاں اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا تھا جو سوار کروں سے نکلتے، قرآن پاک میں آیت کی طرف اشارہ ہے

وَذَكَرَ اللَّهُ عِندَ شعراءِ حمیر کی آیت تو نہیں ہو سکا، فرمایا پھر تو مرید دعائی نہیں گئے، فرمایا مگر میں ہیں کہ قرآن کی حق عورتیں کیا کن تھیں، فرمایا اس وقت پہنے تھے کوزہ کا کر دیا تھا، عرض کیا کہ نہیں، فرمایا پھر تو قرآنی بھی نہیں کی، فرمایا تمہاری حق، پھر وہ کنگڑے شاہ کی تھیں، عورتیں کیا کن تھیں، قرآن پر غور سے مانتا اپنی سابقہ جہالت کو بھٹک کر کچھ علم کی ذیادہ لکھو سس ہوتی تھی، عرض کیا کہ لکھو سس نہیں ہوتی، فرمایا کہ پھر وہی بھی نہیں کی، فرمایا چہ بیوقوف نہایت کیا تھا، عرض کیا کیا تھا، فرمایا کہ اس وقت کچھ حد تک شکست ہوئے تھے اور اللہ جل شانہ کی طرف سے نوحہ کیا گیا تھا کہ اس کی بددشمنی ہوئی تھی، اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ کے کچھ کوسے واو اور عمرو کرینے والا تھا، کی زیارت کرنے والا ہے اور جس کی زیارت کو کوئی ہوتا ہے اس پر حق ہے

کتابی زیارت کرنے والوں کا ایام کرے، عرض کیا مجھے تو کچھ متکشف نہیں ہوا،
فرمایا: طواف زیارت بھی نہیں کیا، فرمایا کہ احرام سے حائل ہوئے تھے۔
عرض کیا ہوا تھا، فرمایا: ہمیشہ سے ایسے حال کوئی کا اس وقت عہد کر لیا تھا، عرض کیا کہ نہیں، فرمایا
تم حلال بھی نہ ہوئے۔ پھر فرمایا: الوداعی طواف کیا تھا، عرض کیا: کیا تھا، فرمایا: اس وقت اپنے حق
من دھن کو کھینٹا الوداع کہہ دیا تھا۔ عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ تم نے طواف الوداع بھی نہیں کیا
دوبارہ حج کو حاد اور اسی طرح حج کر کے آؤ ہمیں طرح تم سے بیان کیا۔ (فتاویٰ حج)
خجہ۔ ہمیں تفاوت رہا، است ثابت کیا

دو دنوں منظرِ خدا کو موازنہ کیجئے، اور انصاف سے تجاہلے کہ اسد م کی روح اور رعیت
کا ذوقی کہاں رہا ہے۔

مودودی صاحب کی طرف سے اجتہاد پر زور

چھٹی چیز جو جی عقلی حقیقت سے ہم لوگوں کے مسلک سے بے نظیر خلاف ہے وہ اجتہاد
پر زور ہے۔ یہ چیز بشرِ کچھ ایسی اکل خصوصیت ہے جس سے یہ کہو عبارت کے نقل کرنے کی بھی
مغزوت نہیں، اور جی تعلیق کے خلاف مودودی صاحب کا علم ہر جگہ ہے۔ کوئی مسلمان کسی
بھی مسلک کا نہیں بھی جو کہ یہ ہے جو ان کو تعلیق کے خلاف اس پر کچھ کھنڈا نہیں ہے، انہی تعلیق
اور انہیں بند کر کے کسی کی تعلیق کے خلاف جتنا ان کا زور ہم چاہتے اتنا کفر والحاد کے مقابلہ
میں بھی نہیں چاہتا۔ آپ دونوں قسم کے مخالفین کو مہم چاہتے ہیں یہی صورت تعلیمات اور تعلیمات
دوسری کٹوں کا مطالعہ اس کا کردہ خیال کی شہادت میں کافی ہے۔ میں اب تک متاثر ہوا تھا
کہ کفر والحاد کے خلاف ان کے مضامین بہت دور اور دور سے ہیں اور تعلیق و تصویف میں جی
ان کی بات سے اپنے مسلک کے خلاف ہے۔ مگر اسی سے میں یہ سمجھا تھا کہ ان چیزوں میں کہ
اپنی اختلافی رائے کا اظہار کرتے رہتے ہوں گے۔ جیسا کہ ائمہ مجتہدین کے معذرت ایک دوسرے
کے خلاف مسلک اور اختلافی مسائل میں ذکر کرتے ہیں۔ مگر بشرِ کچھ کے دیکھنے سے کم نہ کہ مجھے یہ غلط
ہوا کہ کفر والحاد پر ان کو اتنا غصہ نہیں آتا جتنا تعلیق و تصویف کے لغزش سے جی وہ غصہ سے قابو

موجا تھے ہیں۔ مؤثرہ دیکھنا ہو تو معرفت تقیفات ہی کے معنائیں اس انفس سے چرچا لیجئے۔
 مہر حال ہم لوگ جماعتی حیثیت سے اس زمانہ میں تقلید کے مرضی سمجھتے ہیں اور اسلاف نے
 جو اجتہاد کے لیے شرط رکھی ہیں وہ راج کل کے علماء میں مفقود پڑ گئے ہیں۔ اسی طرح شدائی
 تصوف کو تعلق مع اللہ و عز و جہت ایمان اور ایمانی صفات پیدا کرنے اور پیدا ہونے کے لیے
 اقرب الطرق سمجھتے ہیں۔ اس لیے جو شخص یا سچو بہت ان دونوں چیزوں میں ہمارے سے خافت
 ہے وہ یقیناً ہمارے حق و عبت سے علیحدہ ہے۔ دلوں باری مسک میں یہ دونوں چیزیں بڑی اہم
 ہیں اس لیے یہ سمجھنا کہ مودری جماعت اللہ و پونہ کی جماعت میں مسک کے اعتقاد سے کوئی
 فرق نہیں ہے، دھوکہ دینا ہے یا دھوکہ میں پڑنا ہے۔ میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس
 نہ کے علماء میں اجتہاد کی شرائط پائی جاتی ہیں۔ میں مناسب کی توجہ مودری صاحب کی الفاظ
 کی روشنی میں ادھر منہ بول کرتا ہوں اور کہتے ہیں کہ۔

خواہش نفس دل و معرفت حق ہی میں ناسخ ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص حق کو پہچان
 بھی لے تو وہ اس کو اپنے علم کے مطابق مل کر لے سکے۔ کوئی ہے۔ غارہ قدم پر عزت کرتی
 ہے۔ انسان کے نفس میں یہاں ہی زبردست قوت ہے جو اکثر کے عقل و فکر پر چھپا جال ہے اور
 بسا اوقات اس کو فاسق سے بڑھتے نقطہ استوں پر پہنچا دیتی ہے۔ معمول آدمی تو درکنہ بڑے
 بڑے لوگ بھی جو اپنے علم و فاضل اور اپنی عقل و بصیرت اور فہم و فراست کے اعتبار سے کھاتے
 مذکورہ جہتوں میں اس نہ ہزن کی شرائطوں سے پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

تقلید ہست سلسلہ

اب آپ غور خیال فرمائیں کہ اس دور رسا میں جب کوئی کی حرف سے لاپرواہی اور قہاں
 عام ہے۔ تقویٰ اور اللہ کے خوف کا جو حال ہے وہ درجہ اور چھوڑ کر شاید صغریٰ کا درجہ
 رکھا ہو۔ علمی استعداد میں اور علوم میں خود و غرض کی برکیت ہے نہ میں آپ سے مخفی نہیں ایسے
 جماعت میں اجتہاد کی اہمیت دینا یقیناً انہم کو ایک منور چیز قرار دینا ہے اور اس کے سوا
 کچھ نہیں ہے۔

تعب ہے کہ مودری صاحب حضرت اعلیٰ الشاہ صاحب نور اللہ مدظلہ کے بارے

سے اجتماعوں میں شرکت میں تو عبارتیں کی عبارتیں نقل کرتے جانتے ہیں۔ لیکن تصوف و تقیید کی تائید میں موصوف کو کوئی حجت نہ ملے صاحب کی تصدیق میں نہیں مگر حالانکہ شاہ صاحب نوادر برقعہ نے اپنے میں اشارہ جہلتی تا بی انتقید و تلافی عنہ لکھا مگر صاحب صوفی المتعبد بہ بخلاف نفسی میں یہ واضح کر دیا کہ جو رکھتا اجتہاد حضرت قاضی سرمد کا طبعی ذوق تھا۔ مگر تقیید پر پور کر دیتے تھے۔ موردی صاحب کی نفرت سے یہ بھی نہ گزرا کہ حضرت شاہ صاحب نے عقد العید میں اسباب تائید الہ قد بلفظ المتعبد بہ لکھا بعد میں سنی شیعہ سے کہ ارباب کے قول سے خروج کا خلاف کیا ہے اور اس کے بعد موردی صاحب کے اجتہاد پر ایک نظر ڈال لیجیے۔ اس سے خود ہی اس کا اندازہ ہو جائے گا کہ اس زمانہ میں اجتہاد کی اہمیت ہے بھی یا نہیں۔

اس عرصہ میں شروع ہی سے میرزا حسن علی صاحب نے جو جزویں مسائل کے طور پر پسند امور کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یہاں بھی چند چیزوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

اجتہاد رسول (۱) سب سے اہم مسئلہ الامت ہوں کہ ہے کہ شریعت کا مدار ہی اس پر ہے۔ اس مسئلہ میں موردی صاحب کی تحقیقات عجیب استعارے سے پڑھنے کی چیزیں ہیں۔

الافت (تفہیمات میں) آلودی کا مدعی محمد صاحب نے بھی غور سے لکھا ہوگا اور اس سے تمام لا روح میں جس سے انتشارات جناب کو بھی ہوئے ہوں گے بالخصوص عبادت ذریعہ سے قرآن مجید تمام آسمانی کتبوں سے زیادہ مزاحمت کے ساتھ قرآن کا اعلان کرتے ہیں کہ کلمہ غفران بھلائی کے لئے ہے کوئی نہیں۔ ان الہامات اللہ۔

تقدیمات مسئلہ (۲)

سہ صاحب نے یہ انتقید ہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرزا علی صاحب نے تصوف و تقیید کو حق لیکن میرزا صاحب کے خلاف بطور تعبد کے کہ ہے اس کو صاحب کی نگاہ میں میرزا صاحب کے خلاف ہے۔ اہم پروردگار کیا کہ تقیید تو لڑائی ہی پڑے گی۔

قرآن کے نزول کا اصل مقصد یہی ہے کہ انسان کی گردن اس سے غیر اللہ کی اطاعت کا تلاء نہ نکال دے اور اللہ یعنی مطاع حقیقی کا بندہ بنانے کے بعد اس کو اپنے اندر ضمیر کی پوری آزادی عطا کر دے۔ (تہذیب ص ۱۷۷)

یہ مقدار نہ من فیضیت کر سنے کے بعد اب اس امر کی تحقیق کیجئے کہ نبی کی اطاعت جو تمام میں فرض کی گئی ہے اور جس پر وہن کا مدار ہے یہ کس حیثیت سے ہے۔ یہ اطاعت من حیثیت سے برزخ نہیں کہ نبی وہ شخص خاص مثلاً ابن عمر یا ابن مریم یا ابن عبد اللہ ہے اور یہ شخص خاص ہونے کی بنا پر اس کو حکم دینے اور منع کرنے کا اہل کر سنے اور حرام ٹھہرانے کا حق حاصل ہے۔ اگر ایسا ہو تو معاف اللہ ہی بخیر و بھلا اب اس من و دن اللہ میں سے ایک ہو جائے گا۔ (حوالہ نہ ص ۱۷۷)

پتہ چلی ہو سنے کی حیثیت سے اس میں درجہ میں عظیم الشان بڑی سبب اس کو خدائی طرف سے جب نبوت عطا کی جاتی ہے تو اس کے ساتھ حکم بھی بڑا ہے اُولَئِكَ الَّذِينَ هُمْ أُولُئِكَ الْأَمْرُ اَلَّذِينَ هُمْ اُولَئِكَ الْوَحْدَةُ وَالْحَكْمَةُ وَتَحْتَهُ يَحْكُمُ السُّعُودُ میں تو بہت بعد اور اقتدار حکومت دونوں شامی ہیں پس نبی کو جو اقتدار حاصل ہے وہ خدائی اقتدار نہیں بلکہ تفویضی کردہ اقتدار ہے۔ اس لیے کہ امت پر اصل خدائی اطاعت ہے مَن تَبِعَ نَبِيَّكَ اَوْ تَبِعَ السُّورَ فَقَدْ اَتَىٰ اَمْرًا مِّنْ رَبِّكَ۔ (ص ۱۷۷)

اس حیثیت میں اس کا حکم خدا کا حکم ہے اور کسی کو اس میں چون درجہ کرنے کا حق نہیں۔ وَمَنْ يَتَّبِعِ السُّورَ اَتَىٰ اَمْرًا مِّنْ رَبِّكَ اَوْ تَبِعَ السُّورَ فَقَدْ اَتَىٰ اَمْرًا مِّنْ رَبِّكَ۔ (ص ۱۷۷)

کیا قرآن کا خیال کہ اس سے تو قلعاً ایمان مسلح ہو جائے گا۔ فَذَرْهُمْ اِنْ لَّمْ يَرْجِعُوا اِلَىٰكَ اَوْ تَبِعُوا السُّورَ فَقَدْ اَتَىٰ اَمْرًا مِّنْ رَبِّكَ۔ (ص ۱۷۷)

نہمادی ہے یَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ السُّورَ اَوْ تَبِعُوا السُّورَ۔ (ص ۱۷۷)

راکبہ ص ۱۷۷

جیسا کہ او پر طعن کیا گیا۔ نہ اس میں نہیں آیا کہ لوگوں کو اپنی فلاحی خواہشات پر بروی پر مجبور کرے، اپنی طبعی عظمت و بزرگی کا سکھانے پر جاسے اور ان کو اپنے نفسی فائدے کے شکنجے میں کس کس قسم کے پس پڑے کہ وہ سس کی رستے کے تقابل میں خود کو تار سے رکھنے کے حق سے بالکل محروم ہو جائیں (دوست)۔

اسی لیے خدایاں — جسے حق سے ہر بار اس حقیقت کا انکار کرتا ہے کہ وہ اطاعت جو یوں پر فرض کی گئی ہے اور جس سے ہی یوں کی سربستی کے لیے معنی یک سرگی خواہش کا بھی حق نہیں۔ وہ دراصل نہیں بحقیقت انسان کی اطاعت نہیں کہہ سکتا بحقیقت حق کی اطاعت ہے یعنی اس علم کی ہدایت اس حکم: اس قانون کی اطاعت ہے جسے اللہ کا ہی الٰہی طرے سے اس کے بندوں تک پہنچانا ہے (دوست)۔

اگر ان میں سے کوئی شخص عزا حکم پیش کرے تو سمجھنا یہ ہے کہ اس کے اسے سر جھکا دے، وہ اس میں سرگز کوئی چون و چرا کرنے کا حق نہیں رکھتا، اس کو خدا کے نظام میں کوئی حریت فکر آزادی رستے حاصل نہیں ہیں گروئی۔ انسان خدا کا نہیں خود اپنا کوئی خیال پیش کرے تو مسلمان پر کس کی اطاعت فرض نہیں۔ وہ آزادی کے ساتھ خود موسیٰ ہے اور اسے قائم کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اس کو آزادی اختیار کرنے کا بھی اختیار ہے، اور لازماً اختلاف کرنے کا بھی۔ اس معیار میں علماء اور ائمہ ہدایت کو دور کن اور خیر فی ذال راسے سے بھی اختلاف کر سکتے ہیں کوئی چیز ناسخ نہیں (دوست)۔

یہ دراصل ایک نہایت بزرگ کام تھا، ایک ہی ذمت میں جنینیت و حریت اور جنینیت بشریت دونوں جمع تھیں اور ان کو کسی واضح خط امتیاز کے ساتھ یک دوسرے سے جدا جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اگر صدر کے رسول پاک سے اللہ کی بخشی ہوئی مکت سے اس حکم کو بشری طریق سے انجام دیا رستے (دوست)۔

محل مدینہ کے مواقع پر تمام مسلمانوں کو خطاب کرنا شروع کیا۔ پھر نہ صرف
حضرت عمرؓ نے عفا فیہ اس سے اختلاف کیا، مگر حبیب بن عقیلؓ نے بھی اس کو یہ کام
خدا کے پیغمبر کی حیثیت سے کرنا ہوا تو وہ جو دیگر غیرت اسلامی کی بنا پر حبیب
غول تھے، انہی نے وہ بارہ سال کی جرأت نہ کی، حضرت عمرؓ نے ہم تک اس
عقیدے کے کفار سے طرح طرح سے اور کرتے رہے کہ وہ ایک ہی سے مرہیں حضور
سے اختلاف کر رہے تھے، جو بکثرت سونے کیا جاتا تھا (رحمہ اللہ)

اسی قسم کی اور بہت سی مثالیں ہیں جو ہم سے ظاہر ہوا ہے کہ حبیبؓ فریضہ سے
پہلو ہنس کر اصرار سے لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ آپ کوئی بات اختیار سے
سے قرار ہے یہ تو وہ بنادی کے ساتھ اس میں اصرار کرتے تھے۔ در
آپ خود کی آزادانہ رائے میں ان کی محبت افزائی فرماتے تھے۔ ایسے
مواقع پر اختلاف نہ صرف جانتا تھا بلکہ آپ کے نزدیک پسندیدہ تھا (رحمہ اللہ)
دب: اسلام ہے راجحہ ہی کے معنوں پر رد کرتے ہوئے مولانا صاحب لکھتے ہیں
لیکن یہ تفویض صحابہ انہوں نے محمد بن عبداللہؓ کی حیثیت سے کیا اور محمد رسول اللہ
بحیثیت مبلغ کے دیوانہ کی ہے۔ قرآن مجید سے برگزائیت نہیں قرآن میں
آنحضرتؐ کی ایسی ہی حیثیت بیان کی گئی ہے اور رسولی دینی ہونے کی
سے جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب رسالت سے سرفراز کیا اس وقت
سے آپ کی حیات جمالی کے عمومی مسائل تک آپ برآن اور برحال میں خدا کے
رسول تھے۔ آپ اکبر علیہ السلام اور ہر نبی رسولی خدا کی حیثیت سے تھا۔ اس حیثیت
میں آپ مبلغ اور معلم بھی تھے، مہر کی دوزن بھی تھے، آئینی اور حاکم بھی تھے۔
اہم درامیر بھی تھے۔ چنانچہ کہ آپ کے چچی اور خاندانی اور شہری زندگی کے ہر
مذاہب میں اس حیثیت کے تحت آئے تھے۔ قرآن مجید میں بھی اس کو تعین
سے خفیہ شہرہ بھی ایسا نہیں تھا جس کی بنا پر آنحضرتؐ میں ساری عمر کی حیثیت
رسالت اور حیثیت اہم میں کوئی فرق کیا گیا ہو۔ (رحمہ اللہ)

مؤلف کی تیسری بڑی غلطی یہ ہے کہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اور اس کی حیثیت رسالت سے الگ کر دیا جس کا ثبوت مستحکم میں نہیں ہے (مستطاب)۔

یہ سب کچھ قرآن کے منشاء کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ مؤلف نے یہ نہیں سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس سے میرے میر نہیں تھے وہ خود ہی تھے۔ یہ خدا کے غریب کے ہوتے ہیں میرے اور آپ کی اہمیت آپ کی رسالت سے الگ نہ تھی۔ بلکہ آپ رسول خدا ہونے کی حیثیت ہی سے میرے تھے (مستطاب)۔ جو خدا گروہ تھا ہے کہ رسول کی حیثیت شخصی، نہ حیثیت رسالت اگرچہ، تھا۔ میں جہاں نہ جیتا تھا میں گروہ میں نہ ہوں ایک ہی میں انسان کے ایمان کو

کو نہ فرق کر سکتے تھے (مستطاب)۔

میرے نزدیک یہی آخری گروہ حق پرستوں میں قرآن و عقل کی روشنی میں جتنا بار بار غور کرتا ہوں اس مسئلہ کہ خفا نہ ہو میرا یقین بڑھتا جاتا ہے (مستطاب)۔ لیکن مؤلف کو یہ حق ہو گا کہ یہی دیا گیا کہ وہ خود رسول کے اقتدار کی حد بندی کریں وہ تو مطلقاً مقصور و محدود ہیں۔ اگر رسول ان کو نہ صحت بخواری خدا کا وغیرہ کے طریقوں میں سے کسی نہیں طریقہ کو اختیار کرنے کا حکم دیتا "و ان ائیی فی حق تھا کہ وہ سبے چون و چرا اس کے حکم کی اطاعت کرتے (مستطاب)۔ مگر یہ خیال صحیح نہ ہو گا کہ یہ نبوی رسالت میں جو کچھ حضور کے فرما یا ہو خدا کی وحی سے نہ تھا، اگرچہ آپ کے ایسے رشتہ دار آپ کے مقام نہیں ہیں۔" انداز میں مجھے بالکل اتفاق ہے۔ میں جی نہیں سمجھتا کہ نبی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی امام کی اطاعت واجب ہے اور رسالت میں کوئی الامور

مطلقاً یہی فرق کر رہے ہیں کہ وہ رسالت ذاتی اور حق سے متعلقہ امور میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ یہاں پر وہ خود اپنے ہی فرق کر رہے ہیں کہ وہ رسالت ذاتی اور حق سے متعلقہ امور میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ یہاں پر وہ خود اپنے ہی فرق کر رہے ہیں کہ وہ رسالت ذاتی اور حق سے متعلقہ امور میں کوئی فرق نہیں کرتے۔

نویسندہ ہی آخری فیصلہ ہوگا حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اپنی دانستہ میں ان کے فیصلہ کو کچھ خدا اور رسول کے خلاف کسی کتابت سے انہی میں ایک حد سے منہمک اس کے لئے لازم ہوگا کہ ان کے پر قائم نسبت ہونے کے فیصلہ کو تسلیم کرے۔ (ص ۲۸۳)

ان دونوں مضمونوں کو جو ان کے اس وقت کے سخت بندہ نے عرض کیے تھے اور یہ وہ وقت تھا کہ انہیں اور انصاف سے بتائیں

اٹھ گیا جو اس پر یہ مضمون العین میں موجود ہی تھا جب دوسرے ثابت کیں دوسرے مضمون اب اس کے خلاف پر بند نہ رہیں دیا

اب کیا ان دونوں مضمونوں کے مجموعہ میں اعلیٰ طاقت رسولی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ فیصلہ پیدا نہیں ہوا دیا کہ اس کی حد وہ مضمون کو فیصلہ مشکل ہو گئی

مجھ جب یہ حضور اقدس علیہ السلام حکم اور امیر بھی تھے حتیٰ کہ آپ کی بھی اور عبادت کی سعادت بھی اکتا رہی تھی (ص ۲۸۴) اعلیٰ طاقت واجب ہے (ص ۱۸۳) پھر اس کا ایک منافی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکم دیتی اور اس سے فراموشی سمیٹا خلاف کفر نامعنی ہو جائے مگر اپنے یہ بھی رہا ہے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حکم اور قرآن شانہ کی طاقت فراموشی تو اس کی نافرمانی ہوگا اگر کسی کو یہ خیال بھی آجائے تو قطعاً ایمان صلب ہو جائے (غرض) اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیا جرم کی حیثیت رسول کیا جا رہا تھا غرض کہ حضرت عمرؓ کا لغو بات نہ رہی ان کا منصب نہیں ہوا

۴ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امارت رسالت سے الگ نہ تھی (ص ۱۸۴) وجود میں دو قسم کی کمیابی میں نہ رہی کہ ممکن نہیں (غرض) مومن کو یہ حق ہوگا کہ انہیں کہ وہ حضور رسول کے اقتدار سے کہیں کہیں وہ قطعاً کفر و ملامت میں (ص ۱۸۴) میرا کہ کیا مطلب کہ جو ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے فرمیں میں اختلاف کا نہ صرف گنہگار نہیں ہوں یہ ہے (غرض) — محمد بنی صاحب کے ان دونوں مضمونوں کے مجموعہ میں طاقت رسول کا کوئی ناکارہ نہیں کہیں تو آپ کا شکریہ ادا ہوگا اور آپ اللہ سے غلطیوں کی بھی نہیں لیجئے کہ ان کے محنت و جہات ہو سکتی ہیں جیسا کہ بقول موجودی مراد قابل اسرار فقیرانہ تعبیر سے مذکور ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بار باری حکم واجباً اعلیٰ طاقت ہے خیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ارشاد فرمیں یا اللہ علی شانہ کی طرف سے نقل فرمائیں، از عبادت فرمیں یا وحی مبنی یا نقلی سے فرمائیں

نزدیک اس کی دوست پر داخل مجمع ہو گا کہ اگر ایک دوسری حلقہ کے مسلمان درمی
اتفاق سے کسی گناہ کو، غرضی جمعہ کے لیے معراج سے قرار دے لیں۔ چاہے
وہ اول یا ثانی یا تیسرا ہو اور مسلمانوں کی آواز کی گونج ہو یا زیادہ اس کا مدد کو تسلیم کر لیتے
سے یہ فائدہ حاصل ہو گا مگر دوسری حلقہ میں مساجد و جامع بن جائیں گی اور یہ
لکھو کہا مسلمان جو ریات میں مشغول ہیں، اقامت جمعہ کے ذریعہ سے باہم مربوط
ہوتے رہیں گے، خوشنقد میں حقیقہ کا نشانہ بھی اقامت جمعہ کے لیے مصر کی
شرائط لکھنے سے بھی تھا مگر الفاظ کی غالی سے نکل کر مقصد اور روح کو بگھنے کی
کوشش کی جاتے۔ (ترجمان القرآن ص ۳۶۸)

جمعہ کی طاقت وہ زبردست طاقت ہے جو آٹھ کروڑ مسلمانوں کو یکجہتی سے
ایک کانٹے پر بیٹھا کر رکھتی ہے، یہ ایسا رابطہ عوام ہے جس کا تصور بھی کسی جواہر لالی
کسی گانچی کے دل میں نہیں آ سکتا، اسی کے ذریعہ سے آپ محمد سیدین کے
تمدنی اصلاح کے مہر سے ہر مذہب و قوم تہذیب کی عمل میں آ سکتے ہیں، بشرطیکہ جمہور کی طاقت
کو بگھنے والے پیدا ہو جائیں اور ان کے ساتھ سے قیلم یافتہ فرمان اور نیر اسلئے گروہ کے
علامہ جو خیالات خاتم کے قلم سے دوڑے پھر رہے ہیں۔ ایک خاص منہ رابطہ کے ساتھ
انتخاب کو کشش کے لیے آواز ہو جائے (حوالہ بالا ص ۳۶۸)

اس کے علاوہ مختلف چیزوں میں اس مسئلہ پر کام کیا ہے اور اپنی خصوصی حالت
کے موافق کہ جو چیزیں مذہبی مذاہب کے خیال کے موافق ہوتی ہیں وہ واضح بھی ہو جاتی ہیں، ثابت
بھی ہو جاتی ہیں، بقولوں تو لی عقل اس کے موافق بھی ہو جاتے ہیں اور جو مصروفیت کے خیال کے
خلاف ہوتی ہے وہ غیر ثابت بن جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر حدیث پاک کا معنی بھی ہو تب بھی
لوگوں کا عام خیال ظاہر کر لیتے ہیں کہ رو کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت محمد علیہ السلام کی احادیث میں
اس کا منورہ بھی پیش کر دیا ہوں اس جگہ بھی جمعہ کے شرائط پر بحث کرتے ہوئے سطور کی طلب
کرتے ہیں۔

کہ ان میں سے بعض شرائط ایسی ہیں جو خصوصاً تو لی و عمل سے مرہوم ثابت ہیں

شکلاً وقت انکا وقت ظہر ہونا ثابت ہے۔

آپ نے خیال فرمایا کہ موردی صاحب کی کثابت بھی قرار دے رہے ہیں۔ اجماعی میں ہر کر رہے ہیں۔ حالانکہ حنفیہ کا مذہب ترجیح میں ہے لیکن آپ کو معلوم ہو گا کہ حنفیہ کا اور اہل سنت سے اختلاف روایات ہی سے استدل کر رہے ہیں۔ یہ دوسری چیز ہے کہ حنفیہ کے نزدیک روایات مرعرج یا قول، اس میں اس کے چند موردی لکھتے ہیں کہ:

اذن عام بھی رسول کریم اور صحابہ اور ائمہ کے متواتر عمل سے ثابت ہے اور اہم مصالح شرعیہ اس کے مقتضی ہیں۔

یخلاف اس کے مصر اور سلطان کی شرائط ایسی ہیں جن کا اخذ کوئی نص صریح نہیں بخیر زیادہ تر ان کا مدار استنباط اور اجتہاد پر ہے۔ اس لیے ان کا شرط ہوتا مختلف ہے۔ (ترجمان جلد ۱۲ صفحہ ۲۵۰ مشفق)

آپ نے خیال فرمایا کہ اذن عام کے لیے جو مصر کا اجماع کا، ائمہ کا، صاحب کا سوا اثر عمل میں گیا لیکن مصر کے لیے جو حضور کا عمل یا نہ صحابہ کا نہ ائمہ کا، حالانکہ آپ بھی اس سے انکار نہ کر سکیں گے کہ مصر کا شرط یہی اذن عام کی شرط سے بہت زیادہ واضح ہے۔ اذن عام کے لیے تو اذن عامی کہ موردی صاحب نے بول کر لیا اور توں بھی نص صریح اس کے لیے مرفوع یا مرفوعہ نہیں تھی۔ اور مصر جامع کے لیے مرفوع اور متواتر دونوں طرح کی حدیث نقل کر کے موردی صاحب نے لکھ دیا کہ:

مصر جامع کی کوئی تدریج کسی نص سے ماخوذ نہیں مجھے اب تک کسی حدیث یا

کسی اثر سے نہ معلوم ہو سکے کہ مصر کی حد کیا ہے۔ (ترجمان القرآن مشفق)

حالانکہ حدود مصر یا قریہ کبیرہ کی تحدید میں اختلاف کے باوجود یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ جمع دوسری نمازوں کا خروج سے نہیں ہے کہ ہر شخص پر فرض جو یہ موردی صاحب ہی کا اجتہاد ہے کہ وہ روایات دونوں پر بھی محدود فرض کر رہے ہیں۔

اگر ناکث موطا میں قرآن کی دو قسمیں کر کے فرماتے ہیں وان جمع الامام دھو

سا فی یفدیۃ ورنجب فیہا الصحنۃ فلا جمعة۔ وایک لاهل تلك القرية داکا

جن جمع معہم من غیرہم

شاہد صاحب محمد رضا (ع) ص ۲۴۱ جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔ دقتا نفقت
ادعۃ تنقیبا معنوی۔ من غیرہم نفقت نہ یشترون فی الجمعۃ جمعۃ در نوع
من التمدان وکلن البقی علی اللہ علیہ وسلم وخلقاً ویرہی الذلۃ علیہم والذلۃ
الجنۃ لہم ورن رحمۃ اللہ یجمعون فی جلدان ذلک یؤخذون اہل النب وین
ذلک یقام فی علیہم لہن و فیہم وامن ذلک فونا بعد قرین وعضلاً بعد
عصلاً انہ یشترون ذلک جماعۃ وتمدان

یہ تو اثر عمل حضورؐ کے صحابہؓ کے اثر مقتدیہ کے اور ان کے سب کے بعد قرآن بعد
قرآن شاہ صاحب کو قبول کیا۔ مگر روایتی صاحب کی نظر حق اللہ الباقی کی اسی عبارت پر
نہ پڑی یا اس کو دیکھنے کے قابل نہ سمجھا کیا حجة اللہ الباقی اس ایک ہی محبت و نیکی کے
قابل "صحت" خیال میں آیا۔

لیو کر دائرہ شریعت میں۔ اتفق فقہاء و معاصرو علی ان الجمعۃ مخصصة بموضع
لا يجوز فعلہا فی غیرہ و معاصرو جمعین علی ان الجمعۃ لا يجوز فی البوادی و المناہل
الاعراب اھل الذہن، موافق ابن تہودۃ جلد دوم ص ۱۸۱ و اھل الحیاہ و بیوت

لہ و ان جمع الامام و مرسلین و اہل سلاطین و کواکیب تفسیر کے تحریک فرماتے ہیں کہ انہ رجعت مگر کسی
ایسے گاہ میں جہاں تہجد واجب ہر جہر کی تہجد پڑھتے تو ہم ان کا تہن ناموں کا تہن ان دوسرے لوگوں کو جو وہاں کے پہلے
و اسی نہ سوئے تہجد است نہیں پڑھتے اگر ہم اسی تہجد کو پڑھنا چاہے تو کسی کو اس کا حق نہیں ہے۔

دقتا نفقت الادعۃ تنقیبا معنوی۔ ذلک یعنی استلئے قرابت معنوی کے علیہ پر بغیر تحقق فاعل کے میں پر
اتفاق کر رہے ہیں جو صحت ان ایک اور نام تمدان شرف سے۔ ان حضورؐ پر صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
صغار و بنی اللہ انہم اور انہم جمعہ میں جو جمع قائم کیا کرتے تھے اور بیتوں سے اکیلا تھکنا
نہیں کیا کرتے تھے بلکہ حضرات کے پاس میں انہم میں ہی ہر روز تہجد کرنا چاہتا تھا پس میں سے نور اللہ
نور اللہ طریقہ پر ہر جمعہ کو گاہ کو تہجد کے پہلے جو غنہ لکھتے تھے وہ

کس قدر آپ زور سے کھٹکے کا بل ہے یہ تحریر اور کس قدر قابل رشک ہے موردی صاحب کی بدعت نظر کو فریبہ نواز قلمی درجہ کی حدی سے کہہ کر آج تک جو استثناء اس قدر اعلیٰ و سطح یعنی مکے خوشامدی ہے کہ انہوں نے امر کی بے پردائی کی وجہ سے بارہ سو سال کے کرداروں مسلمانوں کی ایک، ہم فریضہ سے عروسی کو اپنی گردن پر سے مینا اور باد سحر برس تک سامری دنیا کے دیباچہ مسلمان اس فریضہ کے تاہم کہ ہے لیکن کیا خورسپا کو نہیں جعفری تازیں علی الشہید و سلمہ تھے بھی اس ہم فریضہ کہ نظام قائم کرنے کے لیے پرانی مٹی کہ سنہ میں ہجرت کے سبب پہلے دن مدینہ منورہ میں جعفری شہنشاہ خلیفہ و مسلم نے جعفر پر حنا شروع کیا اور اس کے بعد اظہار میں تک کسی دوسری جگہ جعفر نہ ہو سکا۔

سہ میں جراثی میں جعفر ہوا اور صابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہیں محمد بن زید طبرستان ترجمہ جراثیم یہ ہفتے تھے فوت بہ نوبت مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے۔ اگر موردی صاحب نے ترجمان القرآن میں بخیر کی روایت کا ان الناس ینتالون العجوة من عناد لہم و العوالی کے ترجمہ میں مغلطہ کیا بدن کا ترجمہ حذف کر کے یہ ترجمہ کر دیا کہ :

لوگ جعفر کے روز اپنی فروغ کامیابی اور عوالی سے آیا کرتے تھے ترجمان مذکور ہے :

تو میرا حال جناب کے سامنے ترحیم کے بعض نفاذ بھی ہوں گے۔ دینی رہنمائی و تباہی الجمعہ بھی نظر سے گذری ہوگی، لوگوں واجب علی اهل العوالی نہ لانا دیوا و لکانا یحضرون جمعہ عاتق اور پنجہری شریف کی یہ روایت بھی آپ کی نظر سے گذری ہوگی :-

و غیر مضمون (مشتہ) کوئی پروردگار جب نہیں ہے اور ان کا جھوٹا بھی نہیں کہو کہ فیصہ و مہر سے وطن باندہ کے تہم تاہم نہیں کہیے جانتے۔ اور اسی وجہ سے مدینہ طیبہ کے اہل بیت جن عرب جو قائم نہیں کرتے تھے اور ان کوئی امر میں اظہار حلیہ و سلمہ نہ بھی نہیں فرمایا تھا اور اگر اس بات کو یہ حق نہ تھا اور اس کی کثرت و علوم ہوتی کہ تو سنا اس بات کو کہ نہ یہاں تاہم مضمون اہل کان افسانہ زمین و گہری ہونے کیلئے ہے کوئی اور والی سے کیا کرتے تھے یعنی شریف بہتر نہیں تھا کہ کوئی آئینہ کوئی کھنڈہ سہ خان و علی الامین جعفر کو اہل عراق پر جہیز ہوا تو یہ لوگ نادانی و مہر سے کہ سب حاضر ہوئے اور غلام جعفر ادا کرتے۔

دکان اس بقی تصویر احیانا مجسم و احیانا تالیف جمع ^۱۔ اگر ان پر فرض تھا تو کبھی جانتے اور
کبھی نہ جانتے کا کیا مطلب ہے ؟

مودی صاحب انصاف سے بتا دیجئے کہ نیند صاحب کی اس گراہی کی کوئی انتہا ہے
کیا واقعی انہم پر حقیقتہً اور ان کے سامنے عقیدین نے کا قول والوں پر سے مجھ جیسا منکر
فریضہ صحت اس لیے سنا خط کر دیا کہ اہل و ساطعین نے اقامت سے لاپرواہی برتی تھی اور حضرت
حفیظ علیہ السلام پر بعد میں اپنے سامنے متبعین کے اس گراہی میں مبتلا رہے۔ کیا یہ درپردہ ان
سب حضرات کی تکذیب نہیں کہ انہوں نے بعض امرا کی لاپرواہی کی بدولت قرآن و حدیث کے
خلاف ایک اہم فریضہ کی فرضیت سے انکار کر دیا اور تیرو سو برس تک اسی گراہی پر سب
کے سب اہمراہ کرتے رہے۔

اگر مودودی کی ایسی محنت مجبوزوں پر مہم جوئی کوئی محنت لفظ اس کو لکھ دی تو کیا
اس میں کسی کو حرجت گیری کی کوئی گنجائش مل سکتی ہے۔

وہ شخص جب قلم یا قلمیں لیتا ہے تو اس کو انکسار کی پرواہ نہیں رہتی کہ جس
کے متعلق کیا کچھ رہا ہوں۔ میری عقل کام نہیں کرتی کہ تم لوگ کسی طرح اکابر اہل الہدیٰ کے
متعلق اس قسم کی گالیاں برداشت کر رہے ہو۔ اس کے بعد میرا تو کچھ آپ کو کھنے کو بھی دل
مروا نہیں کرتا۔

اللہ صدق الحق حقا وارزقنا اہل حق و اہل باطل وارزقنا
اجتناباً

فقط
ترکریا، کانہ صلوٰی
مدیر نظام مرام سہانہ

۱۔ دکان اضافی تصویر الہامی صورت اس معنی میں ہے کہ اپنے مکان میں رہتے تو کبھی جوتے پہنتے آتے
اللہ کہیں نہیں آتے تھے کیونکہ ان مکان شہر سے باہر فاصلہ پر تھا۔ (محمد شاہ غفر لہم جنوں الاول)
(کوہ اعلیٰ محل جیسے)

جماعت دیوبند کا مسلک

ہم لوگ جماعتی حیثیت سے اس زمانہ میں تقلید کو ضروری سمجھتے ہیں اور اسلاف نے جو اجتہاد کے لیے شرائط رکھی ہیں وہ آج کل کے علماء میں موقوف پاتے ہیں

اسی طرح شرعی تصوف کو تعلق مع لفظ اور عبارت ایمان اور ایمانی صفات پیدا کرنے اور پیدا ہونے کے لیے اقرب الطرق سمجھتے ہیں۔

اسی لیے جو شخص یا جو جماعت ان دونوں چیزوں میں ہمارے خلاف ہے وہ یقیناً ہماری جماعت سے علیحدہ ہے سو دیوبندی مسلک میں یہ دونوں چیزیں بڑی اہم ہیں جیسے یہ سمجھنا کہ موردی جماعت اور دیوبندی جماعت میں مسلک کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، و حوا کو دینا ہے یا و حوا کر میں پڑنا ہے۔
(لائقہ اس از صفحہ نمبر ۱)

مکتوبات حضرت شیعہ الحدیث بہ سلسلہ کتب مودودی صاحب

پیش نظر مکتوبات میں حضرت مرفیو صحت سے
مودودی صاحب اور ان کی تحریک کے متعلق اپنے ابتدائی
خیالات، احساسات اور پیرے میں جو تغیر و انقلاب اس
میں پیدا ہوا۔ ان کی وجوہات تحریر فرمائی ہیں، اور
آخر میں اس واقعہ کا تاریخی پس منظر تحریر فرمایا ہے۔
جو بعد میں اجتماعی فیصلہ اور تشفقہ فتویٰ کی صورت میں
عوام کے سامنے لایا گیا تھا۔

اوس سیاسی ہو یا سماجی ہو، کوئی دلچسپی اور سرگرمی نہیں ہے۔

۲۔ سرت والا پانچ کے حالات میں یہ اتھارٹی، جم اور عام طور پر مسلمانوں کو ملتا ہوا کر سنے والے الزامات بہت ہی توجہ بخور و غور تھی۔ تبلیغی جماعت کے دفاع کے لیے ہی نہیں بلکہ عام مسلمانوں کی تعلیمی و تفسیری کے لیے اور اشکالات دور کرنے کے لیے (ایسے ہر دیکھنے والے اور غلط فہمیدار کے ازالہ ضروری ہے)۔ اسی سلسلہ میں حضرت والا سے انتہائی عاجزانہ استدعا کے ساتھ پوری امید ہے کہ حضرت والا اپنے ارشادات عالیہ سے لوازم کے جس سے تبلیغی جماعت کی جو تصویر جماعت اسلامی عوام کے سامنے پیش کر رہی ہے اس کا صحیح رخ سامنے آ سکے اور جو لوگ اس سے متاثر ہیں ان کی تسلی و تسکین بھی ہو سکے۔

۳۔ جماعت اسلامی کا تبلیغی جماعت سے پورا ملنا، اس حسب ذیل ہے (۱) تبلیغی جماعت جو پوری اور کوئی ہے وہ یہ زندگی کے ہر شعبہ میں حق میں مقفول اور متعین مسائل کو حل کرنا ہی ہے۔ اس کا مقنا یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو لوگ نہ روزہ سے ابھر میں انہیں غماز مکلف میں اور پڑھائیں۔ ان کے کھانے اور عادات کی تصحیح کرائیں۔ بہن بھائی غماز روزہ کے فضائل سے آگاہ کریں، اس کا تعلیم کے لیے اپنا کچھ وقت نکالیں چنانچہ روزانہ بے شمار افراد ان کے حلقوں میں جاتے اور گشت وغیرہ کرتے ہیں۔ مسائل و فضائل کو سچے سچا سامنے ہیں تبلیغی جماعت کہ یہ مقصد بھی نہیں رہا کہ وہ، سلام کو ایک ٹکٹس نظام حیات کی حیثیت میں جیسے کردہ ہے سمجھیں اور دوسروں کے سامنے اسے اسی حیثیت میں پیش کریں۔ تبلیغی جماعت کو باطل افکار و فطریات اور غماز روزہ حیات سے جو آج انسان ہوا شریعت کو پوری حرج انجی لیوٹ میں نیچے مونسے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے انہیں ان کے مرنے کی طرف سے یہ ریاست ہے کہ وہ ان مسائل پر کوئی اخبار یا جرنل نہ لکھیں کہ ان کا تصدیق اجتماعی معاندت سے ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے سامنے میرا ملک کے مختلف سیاسی و غیر سیاسی پارٹیز اور ذوال حکومت ہیں کیا سازشیں کر رہی ہیں مسم پر سنلہ کیا ہے اور کیا سال سول کو لڑ گیا ہے۔ مسلمانوں کی تعلیمی مسئلہ کس طرح حل ہو اور اس کی اہمیت کیا ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات کے اندر مغلومین اور بیلابیل و شکاک سوان کے متاثرین ملک کے

اور اسلامی جماعت پورے دین کو لے کر کام کر رہی ہے تو اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں تبلیغ جماعت اپنی بدعت اور تجویز کے موافق کام چند اہم امور کو لے کر کر رہی ہے۔ ان کے اصول یہ ہیں کہ ان چھ چیزوں کے علاوہ کسی چیز سے تعریف نہ کیا جائے۔ وہ اپنے تجویز کے پیش نظر یہ سمجھتی ہے کہ چار چیزیں اہم العبادات ہیں بقیہ پر عمل کرنا آسان ہے بہت سی احادیث میں یہ مضمون مذکور کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص لوگوں کو خاص خاص امور فرمائے اور انہیں ان شاعت کا حکم فرمایا۔

مشکوٰۃ میں وہ عبد القیس کی حدیث مشہور ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم اسی دین میں آسکتے ہیں ہمیں کوئی جامع چیز بتادیں جس کو ہر اپنی قوم کو بھی بتادیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں کا حکم کرتا ہوں ایمان، غنا، زکوٰۃ، روزہ اور غنیمت میں سے جس سے تم نکالنے کا اور چار چیزیں سے منع کرتا ہوں وہ چار برتن ہیں شرب کے ختم و فیروزہ، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو یاد کرو اور اپنی قوم کو جا کر بتادو۔ اگر تبلیغ دین کے بھی چند امور پراکندہ کر دیتے ہیں مصر جو کی شاہراہ تو وہ ہے تو نہیں کہتے کہ ان کے علاوہ کوئی از چیز نہیں۔ اگر جماعت اسلامی دین کی اشاعت کیسے کرے میں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے لیے رکھ دے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بدوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی جامع چیز بتا دیجیے کہ اگر میں اس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوں اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایمان، غنا، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر کھڑے ہو اٹھا گیا کہ ان پر نہ زیادہ روئے گا نہ ان میں کمی کروں گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی عبادت کرے، کوئی چیز چاہے تو اس کو دیکھ لے۔

تم بھی بتاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اہم اعمال پر غنیمت کی پشارت دی ہے اگر تم یہی لوگ چند امور پر زور دیتے ہیں تو دوسرے اعمال کو سن کر نہیں کر سکتے اور اسلامی جماعت کے لوگ عمل دین پر عمل کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے جنت کے افراد میں دین کو جو

بھی نہ جانتے ہوں، مگر تبلیغی جماعت کے یہ تو نہیں کہتے کہ مکمل دیوبند پر عمل کرنا روزہ پر ضرور
 چاہئے ہیں کہ علماء کرام فقہائے عظام اور شیوخ پر یہ مترادفات نہ کرے۔ آپ نے تبلیغی جماعت کے
 جو کارنامے دکھائے ان میں کوئی ناجائز چیز تو مجھے نہیں مل رہی ہے جماعت، سماجی دلسے اگر بچہ کا
 پورا دین پھیلاتی تو کون منع کرتا ہے رہن و افواج کو آپ نے لکھا کہ حکومت اور غیر حکومت
 میں کیا سیاسی سازشیں ہر روزی ہیں آپ ہی بتائیے ان چالبازوں کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے ؟
 بھلائے نماز روزہ کے کہ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور یہ نماز روزہ کی تبلیغ تو آپ کے یہاں بھی
 ہے۔ اس لیے یہ نماز روزہ تبلیغ کا دل کے جسے اس کیجئے اور سیاسی سازشوں کو آپ نے کیا ہے تبلیغی
 جماعت کے کوئی خاص افراد نہیں ہیں نہ تو اہم امور جمادات کو منہ مسلمانوں کے سامنے پیش کرتی
 ہے اور جو لوگ دنیا کے ہر کام کو سمجھ سکتے ہیں وہ ان کو یہاں کسے ہو۔ آپ ہی سوچتے کہ کوئی شخص ان
 دنیا بھر کے تقریبات کو چلائے چاہے تو ایسے چلا سکتا ہے تبلیغی جماعت کے لوگ تو ان اہم اور
 موثر باتوں پر زور دیتے ہیں جن کے بغیر کسی کو چارہ نہیں، اللہ ان میں اپنی عبادت اور جھگڑا نہیں
 سبھی جماعتوں میں تو غرور مسلمانوں میں اتنے اختلافات ہیں کہ حد نہیں۔ آپ کے نزدیک تبلیغ
 جماعت مسلمانوں کی مکمل ناممکنی کرنے کی اہل نہیں تو آپ اس سے بالکل حیرت زدہ ہیں، سبکاری
 میں یہ غرور کھولنا۔۔۔ والسلام !

حضرت شیخ الحدیث صاحب زید محمد
 بقلم حیدر اشرف ۲۴ اکتوبر ۱۴۲۸ھ
 تاتل نجیب الشیخ

باسمہ سبحانہ

مکتوب حضرت شیخ الحدیث صاحب

سلسلہ مکتبہ مودودی صاحب

عزیزم المدنی مولوی شاہد اسلام۔ بعد سلام صفوں!

تم نے مودودی صاحب کے تعلق میرے مکتب اور فقہ مودودیہ شائع کر کے میرے شاغز میں ایک مشتاق بنا کر دیا۔ جس کی وجہ سے میرا بہت سا وقت باقی سوالیہ جواب اور غلطو میں ضائع ہوتا ہے۔ اسی لیے میرا خیال ہوا کہ ہر شخص سے مستقل بات کرنا جواب دینا تو مشکل ہے نہیں ہی ایک خط لکھ دوں اس کو یہی جواب کہہ کر تم کو یہ جو رسالہ فقہ مودودیہ کے اخیر میں چسپائی کر دو اور کچھ میرے پاس بھیج دو تاکہ میرا وقت زیادہ ضائع نہ ہو۔

مکتبہ پر تمام طور سے برا اثر ہے کہ تیسرے غلطو و تعارض شدہ ہیں بعض میں معنی ہے بعض میں نرمی ہے بعض لوگوں کو تو چاہئے کہ اسلامیت دینا ہے اور بعضوں کو سختی سے منع کرنا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدا میں، میں اپنے دو محرم و معتول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے عذر برم مولوی قلدی مرحوم کی وجہ سے مودودی صاحب کا معتقد تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ مولوی قلدی صاحب نے کثرت سے غلطو کی نسبت آئی تھی ان تینوں حضرات کی غلطو کا حاصل یہ تھا کہ حضرت کی کتابوں سے جو حدیث دین اسلام سے متفق ہوگ، اسلام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جو حدیث مودودی کی تحریر میں ان لوگوں کے مذاق کے موافق نہ ہوگا ہے۔ اس لیے بے دیووں کے لیے ان کی کتابیں دیکھنا بہت مفید ہے البتہ فقہ اقصوت کے موصوف زیادہ قابل نہیں ہیں سبھی غور کتابیں دیکھنے کی نسبت نہیں آتی تھی جو مولانا قدوسی مرحوم ان کی کتابوں میں لوگوں کو مفت دیا کرتے تھے اس لیے مجھ سے بھی اس میں اعانت چاہئے اور اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے میں نے بھی متفرق اوقات میں کئی سو روپے موصوف کی کتابوں کی تقسیم میں خرچ کیے۔ اس وجہ سے میرے غلطو میں تعارض قنا ہے کہ میں روسٹن داغ انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے تو مفید

بلے کاٹ

لاسر المقلد ان اہل علم کا جو غلط بیج میں فرق کر سکیں، احادیث پر ان کی نظر پڑے۔
 قیسر طبقہ ان طلباء کا جو علم حدیث پر زیادہ غور نہ رکھتے بلکہ ایسے اردو خواہوں
 کا جو صحیح و غلط میں امتیاز نہ کر سکیں۔

پہلے طبقہ کے لیے نویں مندرجہ الذیغید فقہ تھا، اور دوسرے طبقہ کے لیے مفسر نہیں سمجھا
 تھا کہ وہ صحیح و غلط میں فرق کر سکتے ہیں اور دوسرے طبقہ کے لیے مفسر سمجھا تھا، یہی فرق کی وجہ
 سے میرے متذوق غلو و حدیث جمادات میں اختلاف ہے۔ اور ان دونوں میں بھی فرق ہے مگر مولانا
 قدوسی مرحوم نے اپنے خیالات کو لکھ کر نہیں چھپا، نہ شروع کیا۔ طلبہ کی جن امت جذباتی اور خوشامی
 ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے مدرسہ میں پڑھنے پڑھنے کے لیے جاسے مندرجہ ذیل ان شرع
 ہو گیا۔ مولانا قدوسی سے متعلق رکھنے والے فقہاء ہر وقت ایسی فکر میں رہتے کہ دوسرے طلباء کو متاثر
 کیا جائے اور طلبہ کی اکثریت جو ان کا برسرے تعلق رکھنے والی تھی وہ فو لغت کرتی تھی۔ مولانا قدوسی
 کو خدا آں نہیں تھے سید کی سے کہتے تھے گمراہ کی جماعت کے لوگ سخت الفاظ استعمال کوئے
 جتنے تھے غلو و ہمارے ہی مدرسہ کا قطع ہے کہ ایک صاحب آتے اور ایک صاحب میرے
 جو بخاری شریعت کے سبق میں جملہ مواضع اور سے کہتے گئے کہ یہ بخاری کب تک کہتے
 چڑھ گئے نہ اس نقطہ سے بہت طلباء بدد کے اور اس قسم کے بے ہودہ الفاظ اکابر کی شان میں بسا
 اوقات سننے میں آتے رہتے تھے ماس پر میں نے مولوی قدوسی پر اپنے تعلق کی وجہ سے کئی
 دفعہ لکیر کی کہ تمہارے منہ سے میری سمیت زیادہ آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ مولوی قدوسی مرحوم سے میرا
 بہت جھگڑا تعلق تھا۔ میری تہذیب پر وہ بھی یقین و فخر جو میں آج اسے اور بدادہ خشکی و بہت آ
 جاتی۔ مگر بعد میں کوئی امر ان کی گفتگو کا نہیں پڑتا تھا۔ اور ان کا بد جو میں بھی وقتی ہوتا۔ مگر طلبہ کی
 کشمکش جب دیگر مدرسین حضرت تک پہنچی اور جو کچھ وہ میرے ہم نام تھے اس لیے باہر کے
 غلو و میں بھی مجھ سے یہ مطلب شروع ہوئے کہ اگر تو جماعت اسلامی میں شریک ہو گیا ہے
 تو محل ال اعلان غلو و کر۔ اور شریعت میں ہر کام کی صورت ہو گئی اور جماعت اسلامی کے احکامات
 میں بھی یہ لفظ آئے اشکارہ و رسد و ہر علم کی طرف سے مولانا زکریا صاحب نے شرکت کی۔

اس پر غلط فہمی اور بڑھی شہر کے افراد انفراداً اور اجتماعاً حضرت ناظم صاحب کے پاس باور بار آئے کہ عندہ مسلمان مسلمان اس سلسلہ میں ظاہر ہوئے اور سب ان سے کہا ہوتا کہ دوسرے کا مسلک دوسری ہے تو وہ کیا کر رہا ہے۔ مولوی قدوسی صرف اس سے متاثر ہیں تو ان کی عیوب کی کاٹھا لہر ہوتا اور جب ہم لوگوں کی طرف سے کوئی کاروائی عمل میں نہ آتی تو حضرت مدنی فیہ اللہ عیوب سے ہم لوگوں کی شکایتیں دکانی شہر درج کیں اور اس ناکارہ پر چونکہ حضرت کی بہت شفقت تھی رجب بھی دیوبند سے کھٹولا تھی پر تشریف لے گا ہوتا یا آتا ہوتا۔ تو مجھے دیوبند سے تشریف لے جاتے وقت اگر ایک ٹھنڈی مولیٰ دھوئی گاڑیوں میں فاصل ہوتا تو وہاں میرے آگے پر مدسہ تشریف لے جاتے اور کھٹولا سے آتے وقت کھٹولا اس کے پاس بیٹھتا اور دیریتے کہ فاصل وقت پہنچ جائے ہوں، تو ذکر یہ ہمیشہ سسٹیشن پر جانے کا اہتمام کرتا، اس وجہ سے حضرت نے مجھے کئی دفعہ ڈانٹا کہ اگر تم مولوی قدوسی پر کنٹرول نہیں کر سکتے تو ان کو مدسہ سے علیحدہ کیوں نہیں کر دیتے۔ اس کو مدسہ پہنچنے پر میں بغیر کسی سے لکھنے پر اور تفصیلی واقعات بیان کر رہی ہوں۔ بہر حال اس وجہ سے اہل مدسہ سے مولوی قدوسی کو زیادہ دوسرے تنقید کرتا شروع ہوا جس کی تفصیل تمہارے مضمون میں آچکی ہے۔ یہی منتکام میرے جوابات میں اختلافات کہتے۔

دوم ہمارے مولانا قدوسی سے تعلق رکھتے والے دو صاحبزادے مدسہ میں زیادہ زور دلی پر تھے، مولانا حضرت ناظم صاحب سے باور بار یہ درخواست کرتے تھے کہ اگر ہم ناکارہ ان کی باتوں کو دیکھ لے تو مولانا قدوسی سے آگے ہوگا اس لیے حضرت ناظم صاحب کو انہوں نے مرقبہ بھی اس ناکارہ پر بار بار اصرار کرتے تھے کہ یہ دوسرے کوئی کہتے ہیں کہ اس ناکارہ نے ان کی کتابیں دیکھی نہیں ہیں، کسی شہابی باتوں پر اختلاف کر رہا ہے۔ اس لیے حضرت ناظم صاحب کا بھر پور اصرار یہ کہ میں ان کی کتابیں دیکھوں اور میں اپنے تالیفی اور دوسرے مشاغل کا بند کرتا رہا مگر حضرت ناظم صاحب کے اصرار پر چارویں بار اولیٰ سب سے شہان کم چار دینے سبق کے عنوان اپنے سارے مشاغل چھوڑ کر اردو زبانہ حیرانی اور قوس کا تھا ساری رات جاگ بیٹھا ہی رہا۔ آسنان تھا چار دینے میں تقریباً ایک ہفتہ سے زائد گزرا میں مولوی صاحب اور ان کی جماعت کی پدمیں جو بھی لڑکے اپنے شوق سے کہیں کہیں سے ہنگ کر مجھے دکھاتے تھے، اسی نمید

پر کہ یہ مولانا تہذیبی سے اس کے بوجھ سے گھر میں سے جوں جوں ان کی کتابوں کا گھر اسطرح
 کیا ان کی کتابوں سے منتقل ہو رہا تھا۔ اس لیے کہ کچھ نزم و غیرہ کے متعلق تو ان کا تہذیبی بہت ہلکا ہوتا
 ہے۔ لیکن فقر حدیث اور دینی امور پر ایسا ہے کہ وہ چلتا ہے کہ جیسا کہ تہذیبی میں تھا اور اس کا
 ہے۔ ان کی عقیدہ سے اکثر فقر، بلکہ میری فکر ام، دینی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس
 میں نہیں جھوٹی ہو جو کہ میری چیز کو روکنا چاہتے ہیں اس کو لوگوں کا خیال تمام کہہ کر تعبیر کیا کرتے ہیں
 جیسا کہ میں اپنے اسی خط میں حضرت ام ہند کی اور جمعہ کے مسئلہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ سید
 اکبر میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں پر میری لوگوں کا خیال تمام کہہ کر روک دیا کرتے ہیں۔
 اس پیر سے میری طبیعت کو بہت وحشت ہوتی تھی بہت ہی غمزدار تھا اس لیے کہ ہم لوگ
 قوامی خواہش کا علاج بھی حصول حق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر عمل میں سمجھتے ہیں
 چاہے وہ ہماری کچھ میں آویں یا نہ آویں بلکہ حسب مورد ہی مناسب اپنی ضروریات میں ان باتوں
 کو لوگوں کا خیالی تمام کہہ کر لکھ کر دیتے ہیں تو حدیث کا ہندی بھی لکھ کر کے بغیر نہیں رہے گا۔
 (۲) رسالہ فقر مورد بیت کی تعریف تو بہت کثرت سے میرے عقیدہ و متولی اور حیات
 سے متاثر لوگوں سے خطوط اور ذاتی بھی سننے میں آئی۔ بہت سے احباب نے جو بات سے
 متاثر ہوئے تھے، یہ کہ اس رسالہ میں معلومات تو بہت ہیں مگر بہت دیر میں شائع ہوا، پہلے اور جو
 ان کی جماعت کے تشریح کے معلومات اس رسالہ سے ہوئے مگر یہ قدر مبالغہ نہیں ہے کہ
 میں اس رسالہ کے متعلق لوگوں نے کیے۔ اول یہ کہ رسالہ تو بہت مفید اور بہتر ہے مگر نام استعمال
 پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے متعلق تو تم دوسرے ایڈیشن میں اصلاح رکھو تو مگر یہ رسالہ
 ہندوستان میں تو ایک ہی جگہ چھاپا گیا پاکستان میں جو سات جگہ مبالغہ مبالغہ نام سے چھاپ چکا
 ہے اس لیے تمام ہی اصلاح تو کچھ مفید نہیں معلوم ہوتی۔

دوسرا اعتراض بعض لوگوں نے یہ کیا کہ تم مولوی کو کافر بنا کر اس کے سوا کوئی کلمہ نہیں
 میرے اس رسالہ میں کسی تحریر میں تغیر نہیں ہے گی۔ نہ میں تکبیر کا قائل ہوں مگر کسی اعتراض
 کا جواب کہ مولوی کو کافر بنانا آتا ہے حضرت قنادی بلکہ اللہ مرید کے بہت سے معلومات
 میں ہے اور بہت اچھا ہے۔ حضرت مکرر سو فرماتے تھے کہ مولوی کسی کو کافر بنا کر نہیں بلکہ

کافر ہوتا ہے۔ کسی کے ہاتھ سے نہ کافر مسلمان ہوتا ہے نہ مسلمان کافر۔ دونوں کو یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ ان فلاں چیزوں کو چاہتے ہیں ان سے متزاہد کرنا چاہتے ہیں اور عظمت سے متوجہ ہیں اور یہ لوگوں کے ذریعہ فرمادی ہے کہ وہ عوام کو متوجہ کرتے ہیں کہ خدا ان فلاں چیزوں کو چاہتے ہیں۔

تیسرا عقول میں کیا گیا کہ بہت اوقات بیع کیا گیا جبکہ عادت اسلامی کے لوگوں کو اگر قرار کیا جا رہا تھا۔ میں تمہاری طرف سے یہ کہتا رہتا ہوں کہ اگر تم کو شاید غیور ہو نہ ہو کہ ان کی گرفتاری ہو ہوئی ہے۔ البتہ میرے پاس یہ چیز ہے جو میں بہت سے موردی احباب کے خطوط کے لئے لکھتا ہوں۔ اسی کا کھانسی سے حفاظت کا اصرار ہے اور میں ان کے جوابات لکھتا ہوں اور وہ ان میں بھی کرتا ہوں اور ابھی کرتا ہوں۔ انشاء تعالیٰ میرے مسلمان کو ہر جگہ لکھتا رہے۔

دعا میں ہر سالہ مولوی تھوڑی سی حد تک اصرار پر چاہتے ہیں کہ یہ کیا کہ صرف تین یا دو میں سے کشتہ کر سکتا ہوں۔ حضرت عروہ صاحب مولوی مظلوم صاحب، رحمان اللہ تعالیٰ اور نہ کرنا ہے۔ تو میں نے یہ سوچ کر کہ وہ باقی کشتوں میں ساری بات مستحق نہیں ہوتی ایک خط لکھ کر لکھا تا کہ وہ باہر پر نہیں لکھیں۔ اسی لیے ادا ویت کی طرف اشارہ سے کہتے تھے۔ انہی کا ویت نہیں کھی جیسے انہی میرا اور وہ ان کے شائع کرنے کا بھی نہیں تھا۔ میرے حضرت شیخ الاسلام مدنی فرمادے کہ میرے کو سب اس خط کی خبر ہوئی تو حضرت نے لکھی دیکھی اس کی کیا بات پر اصرار کیا۔ مگر میں یہی انداز کرتا رہا کہ وہ خط عوام کے قابل نہیں۔ عوام کے لیے تو تفہیم سے لکھنے کی ضرورت ہے۔ انشاء تعالیٰ کسی فرصت میں نظر ثانی کر کے بیع کروں گا۔ حضرت مدنی فرمادے کہ تعالیٰ کے بعد میرے غرضوں و مقصدوں سے بہت اصرار کیا اور میں یہ کہتا رہا کہ میں نے حضرت تقدس سرور کے ارشاد پر بھی بیع نہیں کر لیا تو تمہارے کہنے پر کیسے بیع کر دوں۔ اس وقت میں اسی پر نظر ثانی کر کے عوام کے قابل نہ بالکل اس وقت نہیں چاہتے تھا۔

میرے ہمارے آئے کے بعد میرے دوستوں نے مزید شہرہ اور زبان اصرار کیا کہ وہ موجودہ حالت میں بھی بہت مفید ہے۔ میں تو اپنے قیام ہند میں اس کو دیکھتا تھا بھی نہیں تھا۔ مگر عزیز بزرگ اپنے بڑوں کے انداز پر دیکھنا نہ پرہیز کر گیا اور اس نے صفحہ اسی پر اپنے تمام

میں ایک سنگ اس خدمت کو پوند ہی کیا جو میرے نزدیک اہم تھی مگر میں خود ہی اس کی نظر ثانی کرتا تو زیادہ اچھا تھا۔ رہا نہ کا نام فقہ بود ویت ہے میرا تجویز کردہ ہے نہ عزیز شاہد کا بلکہ ان ہی دوستوں کا تجویز کیا ہوا ہے جس خطبے سے اس کی صاحت پر اصرار کیا۔ میں تو کیا ہم تجویز کرتا جبکہ ایک نئی خط تھا اور میں نے اسے گارار دیا ہی نہ تھا۔

(۴) میرے حضرت مدنی نور اللہ درویش کی مخالفت تو مجھے سے تھی مگر شہادت سنتہ ہی سے شروع ہوتی جیسا کہ میں کچھ حکایتوں کہ حضرت قدس سرہ کا معمول یہ تھا کہ جب نامہ و فیروہ سے شہادت لاسے تو کسی جگہ سے تکرار کیا کرتے تھے۔ مثال سنتہ میں حضرت نے اپنی تشریف آوری کا تذکرہ دیا اور اس وقت حضرت مدنی پڑھ رہے تھے تشریف فرما تھے مگر پاپور جانے والے تھے۔ مگر حضرت کے تکرار کی خبر سن کر قیام فرمایا اور کم و دونوں دیکھ گئے۔ سبب میں حاضر ہوئے حضرت مدنی نے وہ سے تکرار حضرت مدنی پوری سے ملاقات پر بہت اظہار مسرت کیا اور شاہد فرمایا کہ مجھے تم دونوں سے بہت عزری مشورہ کرتا تھا۔ مگر نامہ پندی کا قیام کب تک ہے گا؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت تو آج صبح تشریف لیا ہوا ہے۔ تھے حضرت کے تکرار کے وہ سے ہی قیام کیا کہ حضرت مدنی نے فرمایا کہ اس وقت تو میرے ساتھ مستورات بھی ہیں اور بہان بھی ہیں ان سب کو دیکھ کر پوچھا کہ اگر گاڑی سے واپس آؤں گا۔ مجھے اب ادب گستاخ نے عرض کیا کہ حضرت آج بالکل ارادہ نہ فرمادیں گے کہ تشریف لے آئیں اور حضرت مدنی پوری کی طاقت اٹھانے کو کہے عرض کیا کہ ان کو تو بچائی کا سبق نہیں پڑھا ہے۔ ان کو تو دور ہی بھیلانا ہے۔ پاپور میں نہیں دوں سہار پور میں ہی نور علیا میں گئے مگر حضرت مدنی نے قبول نہیں فرمایا اور مدنی گاڑی سے واپس تشریف لے آئے اور شام کو کتب خانہ کے حضرت کی گھر سے جو اس وقت ممال خانہ تھا، میرے دوستوں بزرگ دیوار سے کمر لگاتے بیٹھے تھے اور یہ کارہ دونوں کے سامنے قرار نہ میٹھا تھا۔ حضرت مدنی نے شاہد فرمایا کہ موزوں کے متعلق مجھے تفصیل ہے کہ میں دیکھنے کی تو نیت نہیں کرتی کچھ تراشے ہوئے ملے۔ جیسے ہیں وہ دیکھتا رہا۔

مولوی ابوالحیث کے خطوط اس سلسلہ میں آج ہے میں نے اس سلسلہ میں گفتگو کو ختم کر دیا۔

اصلاً در رہے جس تمام دہلاؤں کا اسی میں کیا خیال ہے جس نے عرض کیا کہ آپ نے وہاں سے جو جیسے
 سر پہ رکھنا موجب عزت اور فخر سمجھتا ہوں مگر مجھ نے شہادت دینا چاہی کہ میں نے کبھی نہ دیکھا
 کہ کوئی ایسا اتنا متعجب ہو گیا کہ آپ حضرات ترقی طرز سے بھی کوئی حکم فرما دیں گے تو عقل سے
 معذرتی جان کر وہاں کا حضرت مدنی نے جس کی فرمایا تو رہے ہمارے جو قول کی حقیقتہ
 میں نے عرض کیا کہ حضرت اچھا رہا وہ مذہب ان کی کہ ان میں دیکھنے میں گذرے ہیں اور
 تمام دینی کا پیکار میں موجود ہے کہ حضرت اتنا دلجو بھی نہیں سکتے، حضرت مدنی نے فرمایا
 کہ اس وقت قیامت ہی تو فریبست نہیں تین چار دن میں مولانا اسرار علی صاحب کو ہمارے قریب سے
 آؤں گا اور میرے سامنے ہی تجویزات منوں گا۔

حضرت صاحب دہلاؤں تو دہلاؤں سے دہلاؤں نہ پھر تشریف لے گئے مگر حضرت مدنی درمیان میں
 مولانا عزیز علی صاحب کو ساتھ لیکر آئے اللہ ہی جانتا ہے میں وہ دونوں حضرات اور یہ ناکارہ
 مفتی سعید احمد صاحب بیٹھے رہتے اندر رہے کہ برابر کے کیوں گئے رہتے۔ لوگ جوق در جوق
 جبکہ بہت دیکھتے رہتے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کوئی یہ بھی مسئلہ تو ہے نہیں کسی لیے کہ نہ
 وہ مفتی سعید کو سیاریات سے کیا واسطہ ہے کہ یہ ہو رہا ہے ہمارے حضرت مدنی اور مولانا عزیز علی
 صاحب نے باہر دنیا کیا نہ فرمایا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے قریب جو ہیں وہ سننا اور اصل
 کتابوں میں نشان لکھ کر یہاں لکھ دو۔ میں نے اپنے درمیان کے ان دونوں صاحبزادوں سے کہا
 کہ حضرت مدنی بھی تمہاری کتاب میں دیکھنا چاہتے ہیں جو کچھ لکھا ہے، تو وہ اور بھی خوش ہو گئے
 ان بچوں کا یہ خیال تھا کہ اگر حضرت مدنی بھی منہوا ہو گئے تو ہمارے ہی مددگار ہیں
 ہمارے ہی تحریک ہیں جو سب سے آگے وہ مدد کی کتابیں تو نہ لکھیں جو چار ماہ میں میں نے دیکھی
 تھیں لیکن بہت سی کتابیں لے گئے۔ اللہ یہ ناکارہ اپنی یہ درداشت کو دیکھ کر اس کتابوں
 میں نشان لکھنا اور حضرت مدنی اور مولانا عزیز علی صاحب اس کتاب کو دیکھ کر وہ دونوں تک خوب خوش
 فرماتے رہے۔ دیرانیہ ساتھ لے گئے اور اسی وقت سے حضرت مدنی کا جوش بھی ہو رہا ہے کہ وہ اپنے
 کہ حضرت مدنی نے خود اپنی آنکھوں سے ان مضامین کو اس کتاب میں پڑھ لیا تھا۔ اس
 معقول کو تو میں بخرا اور بھی غصیل سے کھنڈا چاہتا تھا۔ مگر آج کل حیا کی داریں کہ مجھ پر

جہ اللہ میری طبیعت میں صاف نہیں اس لیے غمگین ہو رہا ہوں اپنے نقطہ اہتمام کا یہی
منظر کھونا پڑا کہ جو بڑے شاہد اس کو چھپا رہے تو کچھ ہر ایک سے گفتگو نہ کر کے پوسے
پر چھٹا لے کر یہی تحریر سے بیا کر دیں گا۔
نقطہ و اسٹام

محمد زکریا کاندھلوی

نزیلہ مینہ منورہ

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ

فہرست کتب

جو جماعت اسلامی اور اس کے بانی کے تحریروں اور افکار و آراء
کی بارگاہِ علمی ہے ان کے گنجینے

جب مولوی صاحب نے نبوتِ محمدیؐ کی قرینہ و افکار و آراء و نیز ان
کی اہم کردہ جماعت کے بانیوں کی تقریر و تقریر کے مضامین کی تصدیق کی ہے، چھوٹی مٹی کی کتاب،
اسنادِ نبوت و سنت و احادیث و روایات پرست کی کتاب، جو چھاپکے ہیں کا اعداد بہت
شمار ہے۔ سب سے پہلی اور سب سے پرچہ کتابیں اس وقت سامنے آئی ہیں اور صاحب سے جو کچھ علم ہوا ان کی
ایک تقریر پر فہرست پیش کی جا رہی ہے تاکہ مولوی صاحب کو علم ہو کہ جماعت کو کچھ کچھ
جو حضرات مزید تحقیق و تفتیش کے خواہاں ہوں ان کو فہرست کتاب سے مدد مل سکے۔ اس لیے کتابوں
کے نمبر کے ساتھ ہی لکھ دیتے ہیں کہ یہ کتب ہندو پاک و ہندو پاکوں میں بھی ہیں جن کو
جہاں سے جو کتاب میسر ہو جائے حاصل کرے۔ ان کو خود پڑھیں اور مولوی کو پڑھائیں اور مولوی
کے اس عظیم فن سے کچھ حاصل کرنے کی فکر کریں۔ جماعت اسلامی کے اہلکار یہ طریقہ ہے کہ جب
مولوی صاحب کی کوئی بات کی گرفت کی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں اس کی بات کو کچھ نہیں ایسے
افراد میں کرتے ہیں۔ یہ بات عجیب ہے کہ مولوی صاحب کی اسد و مبارک کا مطلب اُردو
جاننے والے نہ سمجھ سکیں۔ ان کی باتیں کوئی متشابہات تو نہیں ہیں جن کو سمجھنا چاہئے اور جن پر
بے سمجھے ایمان لانا ضروری ہو۔ مولوی صاحب دیتے ہیں کہ کوئی نوک و گدگد جماعت اسلامی کی
وجہ سے اپنا حلقہ اثر کم کر دیا ہو ہے ہیں اور ان کے حلقے میں فرق آ رہا ہے اس لیے
مولوی صاحب کے پیچھے پڑے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ علماء کی تنقید و اخلاص کے ساتھ
نہیں ہے۔ یہ بات بھی عجیب ہے کہ مولوی صاحب کی علماء جو ہر دور کی علماء ہیں ان میں کوئی
بھی غلطی اور دہشت اور دہشت و ہول نہ ہو لہذا سارا اخلاص اور تقویٰ اور دیانت صرف جماعت اسلامی
کے نوکر و کارکنوں میں جمع ہو جاتے جو صرف سچے سچے مولوی صاحب کے عقیدت مند

ہو گئے ہیں۔ پھر ہم نور کیجئے ہیں کہ جماعت اسلامی کے مقتدرین میں امانہ ہوسنے سے کوئی
 کسی عروسی کو بھی کوئی فاقہ نہیں ہوا۔ نہ کسی کی عزت یا کپ پر آشوبہ، سب اللہ کا دیا کھاتے
 پیتے ہیں۔ جس عرج سو روئی صاحب کے درجہ سے پہلے کھاتے پیتے تھے۔ بعد اسی پھر آلہ کے
 کہیں ملائی کو دیا جاسکتا ہے۔ در حقائق کو نہیں پشت فرمان جاسکتا ہے؟ صاف سیدھی بات
 یہ ہے کہ حضرات علماء کرام اپنے جہز و روی صاحب کی گزشت کی سبے ان کا دلیل سے جواب
 دیا جاسکتے تھے کہ جواب سے نوبہ پوشی اختیار کرنا چاہئے، اور اپنے غلط فکروں، نظارہ و فساد
 جاکہ بطل خیالات پر چہتے ہوئے مولویوں کو صلواتیں سننا کر دل مضرا کر لیا جاسکے۔ بہر حال فی
 کتابوں کے نام یہاں درج کیے گئے ہیں وہ جو عست اسلامی کے افراد کے لیے باعث صلاح، موعظ
 و رجوع بن الحقی مولویانہ ہوں، دیگر افراد امت کے لیے نشانہ اللہ ضرور مشعل راہ ہوں۔
 اب ضرورت کو ملحوظ فرمائیے۔

اساتذہ کرام	اساتذہ کرام	اساتذہ کرام
۱۔ مکتوبات اہل سنت و جماعت	۱۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید	کتب خانہ دیوبند
۲۔ مکتوبات شمس الرحمن	۲۔ مولانا عبدالحق صاحب	ضلع سہارنپور
۳۔ مکتوبات شیخ الاسلام مولانا سید	۳۔ مولانا عبدالحق صاحب	ضلع سہارنپور
۴۔ فقہ مودودی	۴۔ مولانا عبدالحق صاحب	ضلع سہارنپور
۵۔ مکتوبات شیخ الاسلام مولانا سید	۵۔ مولانا عبدالحق صاحب	ضلع سہارنپور
۶۔ مکتوبات شیخ الاسلام مولانا سید	۶۔ مولانا عبدالحق صاحب	ضلع سہارنپور

اسما کے کتب	اصولہ گزلی مصنفین کرام	لکھنے کے پتے
۱۔ تفسیر سیاسی علامہ (مولانا)	مولانا سید ابوالحسن علی Nadwi مدظلہ	دارالعلوم ندوۃ العلماء کھنوشہ
۲۔ خطوط قریشی دینی تعلیم و تشریح	"	"
۳۔ جہانیت مولوی محمد علی شاد کتب	حضرت مولانا محمد منظور عثمانی مدظلہ	کتب خانہ القرآن کوئٹہ و کھنوشہ
۴۔ حق پرست علماء اکبر اور بہت سے	حضرت علامہ احمد علی صاحب ابوی	انجمن خدام الدین
۵۔ تاریخی کتب کا سنجیدہ	رحمۃ اللہ علیہ	لاہور
۶۔ انجمن تحقیق و بحار	مولانا محمد اسماعیل صاحب الحق	جامعہ عربیہ اسلامیہ علامہ بنوری
۷۔ خلافت و مائیت	مدظلہ	ٹھکانہ کراچی ع
۸۔ تفسیرات تعلیم	مولانا مفتی عزیز الرحمن بجنوری	مئذونہ راتناہیت بجنوری الیہ اہلند
۹۔ مولوی علی شاد کتب	مولانا محمد محمد علی صاحب دارم عبد	مظاہرہ لکھنؤ نرجی ناظمہ دارالکرامیہ
۱۰۔ مقام محمد صاحب برقی مائیت	حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مدرسہ اقصیہ	کھنوشہ دارالعلوم کراچی
۱۱۔ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی حقائق	مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ	"
۱۲۔ سنیہ تعلیم	مولانا مفتی محمد رفیع صاحب کھنوشہ	"
۱۳۔ تحریک دوریت کی ایک سرے	مولانا عبدالقادر صاحب مظاہرہ	صوبہ بلوچستان علیان کراہ
۱۴۔ زور دست	مفتی اگرہ	آگرہ
۱۵۔ مولانا دوریت کے مقابل	"	"
۱۶۔ ایک آئینہ میں تین چہرے	"	"
۱۷۔ تعلیم القرآن کتب کی کوشش	"	"
۱۸۔ کھانہ علی نامہ مولوی صاحب	آغا محمد حسین صاحب	چکوال ضلع جہلم و فی حاکم مسجد
۱۹۔ مولوی محمد صاحب	"	"
۲۰۔ مولانا و فارغہ جامعہ اہل و دوم	سید نور الحسن بھاری	کھنوشہ جمعیہ طاق
۲۱۔ کشف حقیقت	مولانا سعید احمد صاحب مفتی اعظم	کتب خانہ بجنوری مظاہرہ علوم
	مظاہرہ علوم سجادہ نبویہ	سجادہ نبویہ

باہر سے دیکھ کر حیرت و ہستہ اور انہوں نے جماعت کے خلاف کیا جس کیلئے اور حیدر گئی
 کچھ اسباب تیار کیے۔ یہ سب لوگ غیر مخلص اور کجگوار تھے۔ یہ سب لوگ اور صرف دنیا دار
 ہیں کیا انہیں کوئی بھی دلیل پیش نہیں کر سکتی ہوتی کہ جو ان حضرات کی کتابیں تھیں، ہوتی ہیں
 البتہ جو چیز کتابی صورت میں نہیں آئی۔ مثلاً شمس الحسن صاحب کی آپ جتنی اور حکیم عبدالرحیم
 صاحب کی آپ جتنی کتابیں تھیں، ان کو وہاں سے لے کر آئے۔ یہاں پر ان کے بعد ان کے صاحب
 رومی مظاہری یعنی شہر جامع میرا گرو صاحب فرماتے ہیں: مولانا حضرت شمس الحسن صاحب کی کتابیں تھیں
 ایسے حضرات کی خود نوشت، سرگودشتہ میں آپ جتنی کتابیں تھیں، ان کے بعد ان کے صاحب
 کا بھی ہوتے ہوتے جماعت کا کام کیا اور جو جماعت کا کام کیا، ان کے بعد ان کے صاحب
 دیکھ کر جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ شمس الحسن صاحب سے بڑھ کر اسرار و رموز کا جانتا تھا
 اور ان کے پاس تھے جو حضرات جماعت میں شامل تھے، اپنے زمانہ غیوریت میں تو جماعت کے
 نزدیک رہے مخلص تھے اور وہی ان کے انہوں کو کہتے تھے کہ مولانا صاحب کی کتابیں تھیں
 تھے جو جماعت کے جماعت سے علیحدہ ہوتے تھے تو جماعت کے کہ انہوں کے نزدیک اس وقت
 ان میں کوئی شک نہ تھے۔ ان کا ریاست و تقویٰ سب کا فور ہو گیا۔ یہ تیار رہی تھیں کہ ان کے
 ہے جبکہ جماعت اسلامی کے نام سے مولوی صاحب نے کیا جماعت قائم کی تھی۔ ان لوگوں
 کے نزدیک ایمان اور اسلام اور اخلاص و تقویٰ اور استقامت اور ایمان کی طلب اور ترقی و جہد
 ان لوگوں میں ہر روز ہے جو جماعت کا کلمہ پڑھتے ہوں اور مولوی صاحب کی دینی تعلیم میں
 مبتلا ہوں۔ جو لوگ جماعت اسلامی کی عقیدت میں پختہ ہو چکے ہیں یا جن کی اطراف جماعت کے
 ہیں وہ ان باتوں پر کیا غور کریں گے۔ نئے نئے متاثرین و متاثرین ہیں اور بعد ازاں جماعت کو
 ہم ان کو مزید غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

احقر محمد اقبال جو شاہد پوری

نئی دہلی مدرہ منورہ

۱۹۲۸ء

ضروری وضاحت

رسولانا عبد القدوس نے مودودیت کے لیے نقاب نہیں جوہر پنج حضرت کی آپ نبی جمع کی ہے اس کے یہاں چرمی چند رضا نہیں لکھی ہیں ان میں سے وضاحت ملاحظہ فرمائی کہ ثابت ہے یہاں درج کی جاتی ہے

ان آپ بتیوں کی مجموعی اشاعت کے تصور سے نکلا ہے کہ مودودیت کی تحریک حکومت اسلامیہ کا خاکہ ہے اس کی حقیقت پر تحقیق مودودیت کا دعویٰ ہے کہ تحریک مودودیت کی غلط فہمی سے ہی شہر پر ناخوشگوارانہ بددلت میں اسلام کی تحریک ہوئی گئی تھی

ظاہر ہے کہ ان اصول و کلیوں کے اس اہل و عورت ملاحظہ فرمائی کہ تحریک مودودیت کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ نہایت کے انداز میں جو شخص بھی حق مودودیت میں داخل ہو جائے وہ نہایت کے لیے سلام ہی کا ہو کر ہو گیا چنانچہ شہر و جہان نے عرب حضرت ملاحظہ فرمائی کہ یہ سچ سچ بات ہے کہ ان کے قصص میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ جو شخص بھی مودودیت میں داخل ہو جائے وہ نہایت کے لیے سلام ہی کا ہو جائے

ابوہریرہ کے دور قول کی اس تصویر کے بالکل برعکس ہے کہ ان کی تحریک اسلام بھی جتنے بھی ملاحظہ فرمائی کہ تقریباً سب ہی پر شدت و خورق ہو گئے ہیں۔ اسی سبب سے وہ بات بھی ہو کر رہی ہے جو کسی زمانہ میں علامہ نے اپنے مضمون کی زبان بندی کے لیے لکھی تھی کہ میری بات اگر مجمع نہ ہوتی تو میں غلامی و عتبات مودودیت کے خلاف ملاحظہ فرمائی کہ صاحب و غیرہ میرے ساتھ کریں ہوتے؟ اگر اس بات دھرمی اصلاح کسی کے پاس ہے کہ ان سب حضرات جو اسلام کے حق ہونے کے قیوت تھے وہ سب ہی میں نہ کو گمراہ سمجھ کر عیب دہاں ہو گئے۔ لیکن خود مودودیت کے عقیدین کو اب بھی اپنے برحق ہونے پر اصرار ہے۔ یہ بات دھرمی نہیں تو اور کیا؟ مودودیت کے قیوت

(امامیہ)

تصانیف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

اُردو تصانیف

قصائص نبوی شرح شمائل نوری	موسم کلاؤد
حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم	قرآن عظیم اور جبرئیل عظیم
قصائص ذکر	تقریر سہاروی مکتوبات
قصائص غار	تاریخ مشائخ چشت
قصائص قرآنی عجیبہ	اکابر کلاؤد مصنفان
قصائص بر مصنفان	خوان غنیل
قصائص تبلیغ	اکابر کلاؤد کے اصحاب
قصائص درود شریف	مکتوبات شیخ
قصائص صدقات کامل ۲ جلد	آپ بختی
تجلیاتی جماعت پر چند غزلیں (مترجم اور ان کے	غزل و مودودیت
مضمون جماعت	

حجۃ الوداع !

از مستدال فی مراتب البیوانی امین اسلامی میمانت شریعت و طریقت کو تلامذہ (جید تصنیف)

عربی تصانیف

ما فی الایضہ شریعت فی الأثر	الکوکب النوری شرح موسیقی
لا مع الذرائع تلخیص مع النوری	حجۃ الوداع و جزو عمرات البیوانی (مترجم و تصنیف)
اوجہ المسائل شرح موسیقی تلامذہ	از مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

ہندال المصنوع فی شرح الایضہ

مطلوبہ کے لئے اکتبہ خاندہ خصوصی میں ہر العلوم سپارشیپ (استادیاں) ۲۰۰ روپے شاعت ۱۰۰۰ روپے موقوفہ موقوفہ ۵۰۰ روپے

مذاق العارفین

اردو ترجمہ

احیاء العلوم الدین

از حجت الاسلام امام غزالیؒ

ترجمہ: مولانا محمد احسن نانوتوی ذیلی عنوانات: مولانا محمد رفیع عثمانی
 کتاب احیاء العلوم کسی قاری کی محتاج نہیں اس کو ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں قبولی و ماحول
 رابطہ لیکن اب تک اس کی طباعت نہایت ناقص طریقے سے ہوئی ہے اس لیے ان اشاعت
 کے ذیلی عنوانات کے مطابق اس کے ساتھ فرائض پر شائع کی گئی ہے

جلد اول صفحہ ۱۰۰ قیمت ۵۰۰ روپے جلد دوم صفحہ ۲۸ قیمت ۲۸ روپے

جلد سوم ۵۴۴ جلد چہارم ۴۵۰

سائز ۹-۶-۳ صفحات کل ۲۳۲۲ قیمت کاسیٹ چار جلد

مجالس الابرار اردو

از شیخ احمد دودی

توجد یا حاتم، مولانا مفتی محمد کفایت اللہ پسند فرمودہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

علم و فضل و تقریر اور فصاحت میں ایک مختصر و بلند پایہ کتاب ہے جس میں سو مجلسیں یعنی ایک سو عظیم جہاد
 صحابہ کی سرحدات و شریعت کے حجاب میں ہر اصول و کلمات اور مسائل فقہیہ صحابہ کرام و صحیفہ شریف
 کے حالات و مذاہب و دوسری کتب و غلط فہمیاں ہیں جسے بلکہ تمام صحیح روایات کی گئی ہیں۔ قابل دید ہے
 ایک پیش صفحہ جو عربی و فارسی میں اس کتاب کی قیمت و کتب کی حد تک صحیح و مستحکم ہے
 حلیہ کا قیمت ۱-۰ ڈالر الاشاعت مفت از نورانی سافرونگر صدر ایچی مل

چند مطبوعات داد الاشاعت

مؤمن کے ماہ و سال

مسلمانوں کا نظم مملکت

اردو ترجمہ

ماہیت بالسنة عن الاعمال الستة

ترجمہ عظیم دستہ مدنی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ: تہذیب القرآن

صفحات ۲۲۶ قیمت

صفحات ۲۰۰ قیمت

مقالات صوفیہ

مجالس حکیم الامت

مولانا اشرف علی تھانوی

مقالات مولانا اشرف علی تھانوی

مترجم مولانا مفتی محمد شفیع

مترجم مولانا مفتی محمد شفیع

صفحات ۱۰۶ قیمت

صفحات ۳۶۰ قیمت

میرے والد ماجد

مسک علمائے ولونید

دوران کے عجوبہ عملیات کا ذکر

از مولانا قادی محمد فیض

حضرت شکر محمد شفیع صاحب نے اپنے والد ماجد

اس کتاب میں اہل سنت کی بات کی تاریخ

کے حالات بیان کئے ہیں قیمت

بیاض کی گئی ہے قیمت

فسانہ مآدم

فقہ الحدیث

مولانا حافظ محمد اسحاق چغتائی

گلزار سنت

آدم علیہ السلام اور امان خزانہ پیدائش

احادیث تہذیب اور مسائل فقہ کا پیشہ ہفتہ

ملکی طباعت قیمت

عکسی طباعت قیمت

مطلعہ کا پتہ :- داد الاشاعت - مقابل مری مافردہ - کراچی

بہترین اسلامی کتابیں

قصص القرآن مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 نظام الحق جدید بشرح مشکوٰۃ اردو جلد ۱
 معارف الحدیث مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 ترجمہ صحیح بخاری مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 شرح قصص حسینؑ مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 شرح اربعین امام ربانی جلد ۱
 حجتہ اللہ علیہ اللہ اردو شاہ ولی اللہ دہلوی جلد ۱
 ہشتی زیور دہلی مولانا شرف علی جلد ۱
 کتابی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 علم اللہ کامل مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 عقائد علماء کے درجہ مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 احیاء العلوم اردو مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 بحیثیات سعادت اردو مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 جوایس از دیوبند اردو مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 مہاسن مکرم الاشیئہ مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 مومن کے مادی و مادیات مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 اسلام کا نظام مادی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 اسلام کا نظام اخلاقی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 اسلام کا نظام اقتصادی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 اسلام کا نظام سیاسی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 اسلام کا نظام اجتماعی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 اسلام کا نظام علمی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 اسلام کا نظام فنی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱

مستند اسلامی کتابیں

آیات و حکایات اولیاء مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 تحفہ اشعار عشریہ اردو مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 تاریخ ایشیاء القرآن مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 تاریخ فقہ اسلامی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 تذکرہ محمدؐ دکن ثانی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 عیسائیت کی سبب مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 مسلمانوں کا انگریز حکومت مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 خطائے عیسائی کے کتاب الزکریا مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 گنہگار مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 الغنیمۃ مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 بیان القرآن مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 قاموس القرآن مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 جامع المغنی مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 شمس المعارف مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 انیس جولہ مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 بیاض یقین مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 علاج الغم مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱
 بیاض یقین مولانا محمد رفیع الرحمن جلد ۱

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

بہترین قیمت سے منسلک فرمائیے

